UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188717
UNIVERSAL
LIBRARY

۱۷۲۳۴ ب ـ ک/ ۹۲۲۶۶۸۵۵۳

دوگملو، شکوه

شرح نورده ... ایرانی ...

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۲۶۹۲۸۵۵۳ Accession No. ۱۷۲۳۴

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

۱۷۲۴۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مصنفہ سردار بہادر گورمکھ سنگھ

دیباچہ

دوستو! آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ جب دُنیا اُس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو چھوڑ کر فسق و فجور سے دل کو لگاتی ہے۔ جب مخلوق اپنے خالق سے بالکل بے مکھ ہو جاتی ہے۔ جب ظلم کا دور دورہ ہوتا ہے۔ جھوٹ کا پرکاش اندھیری رات کی طرح چھا جاتا ہے۔ اور سچائی کا چاند قریب قریب غروب ہونے کو ہوتا ہے۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ لوگ کسی قانون کے پابند نہیں رہتے۔ اور اُن کی بیجا خواہشوں اور جذبوں کے روکنے کا کوئی سامان موجود نہیں ہوتا۔ بیواؤں اور یتیموں کی آہ و بکا سننے والا کوئی نہیں رہتا۔ جب دُنیا وہم پرستی اور باطل پرستی میں ڈوبنے کو ہوتی ہے۔ جب فرقہ بندی اور ذات پانت کا وہمی بھوت سر پر سوار ہوتا ہے۔ یہ آج سے چار سو سال کے عرصہ کی بات ہے۔ جب ہندوؤں کی کیرکٹر بلڈنگ قریب قریب تباہ ہو چکی تھی۔ نفاق و خود غرضی اور بزدلی نے دن بدن اپنا تسلّط جمایا۔ خدا پرستی اور حق شناسی سے مخلوق غافل ہو گئی۔ حسن و خلق۔ ہمدردی۔ انصاف۔ بہادری علم و

عقل نے اپنا بوریا بندھنا اٹھالیا۔ بت پرستی۔ عناصر پرستی۔ کواکب پرستی نوع بنوع کی بدعتیں۔ توہمات وہم پرستی کا دور دورہ ہوا۔ چکرورتی راج طوائف الملوکی میں نظر آیا۔ ذات پات کی پابندی اور بیہودہ چھوت چھات کے مسئلے نے جہاز پر سوار اور دریائے اٹک کے پار ہونے کو گھور پاپ خیال کیا۔ اگر بھولے سے شودر کے کان میں کہیں وید کے شلوک کی آواز جا پہنچتی تھی۔ تو برہمن لوگ سکہ ڈھال کر شودر کے کانوں میں ٹپکاتے تھے یا گرم لوہے کی سلاخ سے اس کی زبان کو داغ دیتے تھے۔ اور یہی اس کا کفارہ ہوتا تھا۔ ایک ذات کا ہندو دوسری ذات کے ہندو سے راہ و رسم نہ رکھ سکتا تھا۔ اگر ایک ہندو دوسرے ہندو کے دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھالیتا۔ تو وہ اس کے اگن پاپ کی آلودگی کا موجب ہوتا تھا۔ وہ برادری سے تیاگا جاتا تھا۔ ہندوؤں کی سوشل لائف قریب قریب تباہ ہوچکی تھی۔ ہر ایک ہندو اپنے آبائی پیشے کے لئے مجبور تھا۔ گویا اس کی وہم پرستی نے اس کی اس تنگ ظرفی پر مہر لگا دی تھی۔ جس پر وہ ہمیشہ سرگشت لگاتار رہتا تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی کو گناہ کبیرہ خیال کیا جاتا تھا۔ ایک شودر خواہ مال دولت۔ جاہ و حشمت۔ فہم و فراست اور روحانیت سے چھتری سے بھی کیوں نہ بڑھ چڑھ کر ہو۔ مگر اس کو ویش کی پدوی ملنی بھی محال تھی۔ غرضکہ اس وہمی جھمیلے نے ہندوؤں کے شیرازہ کو بکھیرا ہوا تھا۔ اور از روئے اختلاف قومیت ہندوؤں کی حالت

پارہ پارہ تھی

اس ناگفتہ بہ حالت نے ہندوؤں کو نہایت نحیف اور بزدل بنادیا تھا۔ اور ان کی سوشل حالت ایسی خراب تھی جیسی کہ پولیٹیکل (تمدنی) حالت۔ اور دھارمک پرچار اور روحانی حالت تو بالکل ملیامیٹ ہوچکی تھی۔ یہ کچھ کم خرابیاں نہ تھیں۔ جو از روئے مذہبی اختلاف ہندوؤں میں پھیلی ہوتی تھیں۔ ملی پاکیزگی اور مذہبی قدسیت کی طرف سے

تو چٹیل میدان تھا۔ لوگ ایشور بھگتی سے منہ پھیر چکے تھے۔ عناصر پرستی شروع تھی لاتعداد اوتاروں اور دیوتاؤں جو ۳۳ کروڑ کے قریب خیال کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے خدائی کا مدعی تھا۔ اُن کی پرستش کی جاتی تھی۔ بلحاظ آبادی کے ہر ایک کے حصہ میں آٹھ آٹھ اور دس دس خدا ہوتے ہوں گے۔ لوگ روحانیت کے معراج سے گر کر ضلالت کے گڑھے میں گر چکے تھے۔ لوگوں نے اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو بھلا کر طرح طرح کی گمراہیوں سے دل کو لگا یا تھا۔ ضلالت کی پیروی کے لئے کمر بستہ تھے۔ شمس و قمر کی پوجا کو اعلیٰ دہارمک معیار کہا جاتا تھا۔ کذب زیادہ پھیل رہا تھا۔ راستی تو دُنیا سے قریباً قریباً معدوم ہو چکی تھی۔ گمراہی اور کجی دُنیا میں اپنا پرکاش کر رہی تھی۔ ظلم زیادہ پھیل رہا تھا۔ اور انصاف کا نام تو قریباً قریباً صفحہ ہستی سے مٹ چکا تھا۔ رعیت کو حاکم ستاتے تھے۔ زبردست عاجز کو کھاتے تھے۔ خیر و ایثار کا نام دُنیا سے اُٹھ چکا تھا۔ مُلا اور قاضی ایمان کو بازیچۂ اطفال سمجھ رہے تھے۔ گویا کہ فیج اعوج کا ظہور تھا۔ برہمن نے گائتری کے پاٹھ کو بالائے طاق رکھ کر بغل میں چھری دبالی۔ گویا کہ کل جگ کا پرکاش تھا۔ اگن اور گھور پاپ ہر جگہ جاری تھے۔ گویا ظلم کے ماہ جیٹھ کا سورج دوپہر کو عین نصف النہار میں چمک رہا تھا۔ لوگ ظلموں سے تنگ آ کر خانہ بدوشی کو ترجیح دیتے تھے۔ کئی خانانِ خان بے خانمان ہو رہے تھے۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا۔ لوگ ہراساں اور پریشان۔ نفسا نفسی کا سودا تھا۔ دہرم۔ راستی اور ایمانداری لوگوں کے ہردوں سے کافور ہو چکی تھی۔ لوگوں کے دل گھور پاپ اور فسق و فجور کی گھنگور گھٹا سے سیاہ ہو گئے تھے۔ بجائے کھما پریم اور محبت کے آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کا دور دورہ تھا۔ غرضیکہ جور و ستم کے سیاہ بادلوں میں سچائی کا چاند الوپ ہوا چاہتا تھا۔ آئے دن کے جور و ستم سے تنگ آ کر قریب تھا کہ زمین شق ہو جائے عیاری مکاری ریاکاری سے نالاں ہو کر قریب تھا کہ آکاش گھر س کر لیوے۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔ پالنا اور رحمانیت اس بات کو کب گوارا کرتی ہے۔ کہ اس کی مخلوق اس دہندوکارہ میں پڑ کر گناہ

میں الوپ ہو کر دوزخ کا ایندھن بنے۔ اس لئے اس رحمان اور الرحیم یعنی دیالو اور کرپالو نے محض اپنی کرپا سے باوا نانک جی کو اس دیش کے اودھار (نجات) لئے پرگٹ کیا۔ مگر افسوس تھا۔ کہ آج تک ایسے مہاتما پرش کی اردو سوانحعمری شائع نہیں ہوئی تھی۔ جس سے اُن کے جیون چرتر یعنی مقدس لائف کے صحیح صحیح حالات اردودان پبلک کو معلوم ہوتے۔ اس لئے مخدومی مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم و شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کے ارشاد سے میرے دل میں ایک گونج پیدا ہوئی۔ کہ میں باوا نانک جیسے گھمبیر پرش کی سوانحعمری لکھوں۔ جس کو پڑھکر لوگوں کے دلوں سے ظلمتِ شرک دور ہو۔ اور گمگشتگانِ بادیہ ضلالت کو منزلِ ایمان نصیب ہو۔ اس لئے اس عاجز نے اس مہدر پرش اور مہاتما سروپ کی سوانحعمری کا بوجھ اپنے پر لیا۔ سو اب میں باوا جی کے صحیح صحیح حالات گرنتھ اور جنم ساکھی سے اخذ کرکے آپ صاحبان کے پیش کرتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ پر پُورا پُورا بھروسہ ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ میری محنت جو محض نیک نیتی اور حُب قوم اور خلوصِ دل پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھکانے لگیگی۔ آمین!

مصنّف

عہدِ طفلی

بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ می تافت ستارۂ بلندی

نسب و وطن

حضرت باوا نانک صاحب کا سلسلۂ نسب اس عظیم الشان اور دھرماتما پُرش تک پہنچتا ہے۔ جو وفاداری اور اطاعت پدری کا کامل نمونہ تھا۔ اور اپنے وقت میں ہندوستان کی گری ہوئی حالت کی اصلاح اور سدھار کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ آج بھی ہندو جاتی جس کا نام نہایت ادب اور تعظیم سے لیتی ہے اور اس کے پیارے نام پر اپنا سر جھکا دیتی ہے۔ یہ بزرگ سری راجہ رام چندر جی تھے۔ جو سورج بنسی خاندان کی قابل قدر یادگار ہیں۔ باوا نانک صاحب کے والد مہتہ کالو رام جی کا سلسلہ نسب اسی دھرماتما اوتار تک پہنچتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے باوا صاحب اصلاح خلق کا فطری حصہ لیتے آئے تھے۔

آپ کے والد صاحب مہتہ کالو رام رائے بھوئے کی تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور کے رہنے والے تھے اور اس طرح پر پنجاب کو اور پنجاب میں سے ضلع لاہور کو یہ فخر حاصل ہوا۔ کہ آج سے چار سو سال پیشتر اس نے ایک ایسا گوہر نایاب ہندوستان کو دیا۔ جس نے گمشدہ صداقتوں

کو پھر روشن کیا۔ باوا نانک صاحب کی والدہ ماجدہ کا نام شریمتی ترپتا تھا۔ جو اپنی قوم میں معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔

ملکی حالت

باوا صاحب کی پیدائش کے زمانہ میں سلطان بہلول لودھی کا خاندان کا راج تھا۔ اور لودھی خاندان کا دور حکومت آخر ہونے ہی کو تھا۔

جیسا کہ آئندہ چل کر معلوم ہوگا۔ کہ باوا صاحب کے کمالات کا اظہار سلطنت مغلیہ کے بانی اور سانڈیا کے فاتح ظہیر الدین بابر کے عہد میں ہوا۔ ملک کی عام حالت پر بحث کرنا اس وقت میرا مقصد نہیں۔ البتہ اتنا کہنا ضروری ہے۔ کہ ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت اس وقت بالطبع تقاضا کر رہی تھی۔ کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

پیدائش

خدا تعالیٰ نے اپنے لاتبدیل قانون کے موافق ایسی حالت میں شریمتی ترپتا کے بطن اور مہتہ کالو رائے کی پشت سے ایک ایسا نور نکالا جس نے بت پرست دنیا میں تاریکی کو دور کر کے خدائے واحد کی لگن دلوں کو لگا دی۔ اور پنجاب کی رہنے والی ہندو قوم کو وہ نعمت دی۔ جس سے وہ کئی صدیاں پیشتر محروم ہو گئی تھی۔ وہ نعمت کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کی توحید۔

بہرحال مہتہ کالو رائے کے گھر میں ۳ بیساکھ سمت ۱۵۲۶ بکرمی مطابق ۱۵ اپریل ۱۴۶۹ء کو ٹھیک آدھی رات کے وقت موسم بہار کے جوبن میں باوا صاحب پیدا ہوئے۔ اگرچہ باوا صاحب کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مگر بھائی بالا اور بھائی گورداس جی کی جنم ساکھی اور سب سے پرانی جنم ساکھی جو انڈیا آفس میں محفوظ ہے کے بیان کے موافق یہی تاریخ درست ہے۔ جو ہم نے لکھی ہے۔

نرینہ اولاد کی پیدائش پر انسان بالطبع خوش ہوتا ہے چونکہ باوا صاحب کے والدین کے گھر میں اس سے پہلے نرینہ اولاد نہ تھی۔ بلکہ صرف ایک لڑکی تھی۔ جو اپنے نانا کے گھر میں پیدا

ہونے کی وجہ سے نانکی کہلاتی تھی۔ اس لئے مہتہ کالو رائے نے اس مبارک تقریب پہ غریبوں اور مسکینوں کو دل کھول کر دان دیا۔

زائچہ پیدائش ہندو قوم میں یہ دستور العمل اب تک بھی کم و بیش چلا جاتا ہے۔ کہ بچہ کی پیدائش پر اس کا زائچہ تیار کرایا جاتا ہے۔ اس اصل یا رسم کے موافق مہتہ کالو رائے نے اپنے گاؤں کے مشہور پنڈت ہردیال جی کو باوا صاحب کی جنم پتری بنانے کے لئے طلب کیا۔ اور اُنہوں نے نہائت غور اور فکر سے ان کا زائچہ بنایا قطع نظر اس کے کہ وہ جنم پتری کیا حقیقت رکھتی ہے پنڈت جی کے علم اور حساب نے باوا صاحب کی آئندہ قسمت کے متعلق جو کچھ بتایا وہ یہ ہے کہ

"یہ لڑکا بڑا صاحب اقبال ہوگا یا تو بادشاہ ہوگا یا مذہبی ریفارمر ہوگا۔ اس کا ظہور دُنیا کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لیجائیگا۔ اس بھارت ورش کے جلے ہوئے دل پر شانت کی برشا کریگا۔ اس کے عہد میں لوگوں کے دل جو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر سخت ہو گئے ہیں معرفت تامہ سے بھر جائینگے۔ ظلمت دور ہوگی۔ نور پھیلے گا۔ غرضیکہ یہ آپ کا ہونہار نونہال پاپ کو جڑ سے اُکھاڑیگا۔ اور دُنیا کو صراط مستقیم کی ہدائت کریگا۔"

یہ اُس زائچہ کا خلاصہ ہے۔ جو پنڈت ہردیال جی نے آپ کی پیدائش پر بنایا۔ اس سے اتنا تو بہر حال ماننا پڑے گا۔ کہ باوا صاحب کے ایک واجب الاحترام ہادی ہونے کی پیشگوئی اپنے علم کے موافق پنڈت ہردیال جی نے کی تھی۔ اور جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔

دائی کی شہادت یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے پیارے اور دُنیا کے لئے ہادی اور مصلح ہونے والے بچوں کی پیدائش پر بعض عجیب امور پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ جو اُن کی آئندہ زندگی پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں چنانچہ

پر باوا صاحب کی پیدائش کے وقت کی شہادت اُن کی دایہ مسماۃ دوستان نے یہ دی ہے۔ کہ میرے ہاتھوں میں بہت سے بچے پیدا ہوئے۔ مگر باوا نانک کی پیدائش کے وقت میرے دل پر ایک خاص خوشی اور سرور کا اثر تھا جسے وہ سمجھ بھی نہیں سکتی کہ کیوں ہے؟ یہ باتیں خواہ باوا صاحب کی کامیاب زندگی سے بنوادی ہوں۔ مگر ہم جو عجائبات قدرت کے قائل اور ناظر ہیں۔ اس کو ہرگز خلاف عقل اور خوش خیالی کا نتیجہ نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ یقین کرتے ہیں۔ کہ کاملان وقت کے ظہور پر عجیب و غریب واقعات اور اثرات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے دایہ دوستان کی شہادت فضول اور نری خوش عقیدگی کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ بہرحال وہ کہتی ہے۔ کہ ان کے پیدا ہوتے ہی میرے کانوں میں اُنہد ششبد کی آواز آئی۔ یہ گویا الہامی تصدیق تھی۔

نام کرن سنسکار

باوا صاحب کی پیدائش پر جب پانچ دن گذر گئے۔ تو پھر پنڈت ہردیال جی کو بلایا گیا۔ اور کہا کہ از روئے شاستر ان کا نام تجویز کرو۔ پنڈت نے بڑی غور و خوض کے بعد "نانک" نام تجویز کیا۔ تس پر مہتہ کالو رائے نے کہا۔ کہ اس نام سے تو کچھ اسلامی بو آتی ہے۔ کوئی ایسا نام تجویز کرو۔ جو خالص ہندوان کا ہو۔ تس پر پنڈت جی نے کہا۔ کہ یہ بات تو میرے دل میں بھی کھٹکی ہے مگر کیا کیا جاوے۔ شاستر یہی ہدایت کرتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی موزون نام نہیں مل سکتا۔ اور پھر اس نام کے ساتھ از روئے شاستر یہ بات بھی وابستہ ہے۔ کہ اس نام کا آدمی ہندوئں سکیٹ میں ایک خاص تبدیلی پیدا کریگا۔ اور ایک خاص "مشن" لے کر آئیگا۔ اور ہندو جو آجکل طرح طرح کے مت متانتر اور اڈمبروں میں بھٹک رہے ہیں۔ یہ ان کے مت متانتروں اور اڈمبروں کا کھنڈن یعنی رد کریگا۔ اور کیول ایشور (وحدہٗ لا شریک) کی پوجا کرائے گا۔ بکثرت لوگ راہ حق پر آئیں گے۔ اور نجات ابدی پائیں گے۔ اور محبت الٰہی کی طرف رجوع کریں گے۔ یہ لڑکا اللہ کا ولی اور ایشور کا پیارا ہوگا۔ اس کے

بھٹکوں کا رستہ راہو گا۔ یہ گم گشتگانِ بادیہ کو چاہِ ضلالت سے نکال کر مینارِ ہدایت پر پہنچائیگا۔ اس کی تعلیم مردہ دلوں کو مسیحا کا کام دے گی۔ یہ سُن کر مہتہ کالو رلئے نے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور پنڈت جی کو بہت سا دان دیا اور رخصت کیا۔

بچپن

مثل مشہور ہے۔ کہ "ہونہار بِروا کے چکنے چکنے پات"۔ باوا نانک جی اوائل عمر سے ہی کم گو۔ سنجیدہ صورت۔ تنہائی پسند تھے۔ عموماً ہم عمر لڑکوں سے کنارہ کش رہا کرتے تھے۔ ان کی طبیعت ہر وقت بچار شیل۔ اچار ونت۔ اور کسی گوہرِ مقصود کی دُھن میں لگی رہتی تھی۔ لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتے تھے۔ اور اپنے خیال میں مگن رہتے تھے۔ جب آپ کو کبھی کچھ جیب خرچ یا کھانے کو کوئی چیز ملتی۔ تو آپ اُن میں سے آدھا حصّہ غریب اور مسکینوں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ مگر آپ کے والدین کو یہ بات ناگوار گذرتی۔ ایک دن آپ کی خالہ بی بی نے کہا۔ کہ یہ لڑکا تو سودائی سا معلوم ہوتا ہے۔ سنڈ منڈ بنا رہتا ہے۔ نہ کسی سے بات کرتا ہے۔ اور ہمیشہ اپنے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ اور جو چیز ہتھے چڑھتی ہے۔ فقیروں کو دے آتا ہے۔ بہتر ہے کہ اگر اسے کسی دھرم شالا میں ودیا سیکھنے کے لئے ڈال دیں۔ تاکہ اس کی مُہرِ سکوت ٹوٹے۔ تس پر باوا صاحب نے نہائت نرمی سے کہا۔ کہ خالہ جان آپ کا لڑکا مجھ سے بھی زیادہ سودائی ہوگا۔ چنانچہ بابا تھمن کی سمادھ قصبہ قصور لاہور کے متصل ہے۔ اور ہر سال بیساکھی کے دن وہاں میلا لگتا ہے اور یہ ایک نہائت مست الست فقیر ہوئے ہیں۔ اور گورو جی کے خالہ زاد بھائی تھے۔

تعلیم

سات برس کی عمر میں پنڈت گوپال داس کی دھرم شالہ میں بغرضِ حصولِ علم داخل کئے گئے۔ اور پنڈت جی نے ہندی حروف سکھانے شروع کئے۔ تس پر باوا نانک جی نے کہا۔ کہ مجھے اس علم کے ساتھ تو اطمینانِ قلب نہیں ہوتا۔ کوئی ایسا روحانی علم بتلائیے۔ جس سے دل کو تسلی ہو۔ تس پر پنڈت جی لاجواب ہو گیا۔ اور کہا کہ میں تو یہی علم پڑھایا کرتا ہوں۔ ہاں اگر آپ کے پاس کوئی روحانی علم ہے۔ تو مجھے بتلائیے۔ جس سے میری بھی کلیان اور فتح ہو۔ تس پر باوا جی نے ایک شبد کہا۔

جال موہ گھس مس کر۔ مت کاغت کر سار

بھاؤ قلم کر چت لکھاری۔ گور پچھ لکھ وچار

لکھ نام صلاح لکھ۔ لکھ انت نہ پاراوار

بابا ایہ لیکھا لکھ جان

جت لیکھے تن پڑیئے سچے ہوئے سچا نیان

مطلب۔ موہ یعنی موہ فانی چیزیں جن کو انسان جاودانی خیال کرتا ہے۔ اُن کی محبت کو جلا کر یعنی نوع بنوع کی خواہشات کو مار کر سیاہی بناؤ۔ اور مصفّٰ دل کو بمنزلہ کاغذ کے سمجھو۔ محبت الٰہی کو قلم خیال کرو۔ اور مصفّٰا دل پر اللہ تعالیٰ کی توحید کے زمزمے لکھو۔ اور میٹھے سر سے توحید کے گیت کا الاپ کرو۔ اے بابا یعنے پنڈت جی مہاراج! ایسا لکھنا سیکھو۔ جس کے لکھنے سے دل پاک اور پوتر ہو جاتا ہے۔ جس کے لکھنے سے دائمی راحت نصیب ہوتی ہے۔ جس کے لکھنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں جس کے لکھنے سے حقیقی نور ملتا ہے۔ اگر اس علم کے پڑھانے کی توفیق آپ کو ہو۔ کہ جس کے پڑھنے سے معرفت کا گیان نصیب ہو۔ جس کے پڑھنے سے تمام عذاب دور ہو جاویں جس کے پڑھنے سے ہمیشہ سکھ چین اور راحت ابدی نصیب ہو۔ تو میں بسر و چشم یہ علم پڑھنے کے لئے تیار ہوں۔ پنڈت جی یہ سُن کر حیران اور ششدر رہ گئے۔ اس کے بعد باوا جی نے پاٹھ شالہ جانا چھوڑ دیا۔

جب مہتہ کالو رائے کو باوا جی کے اچانک پاٹھ شالا سے علیحدہ ہو جانے کی خبر ملی تو حیران تو ضرور ہوئے۔ مگر چنداں افسوس نہ کیا۔ کیونکہ مہتہ جی سمجھے کہ ابھی یہ بالاوستھا (بچپن کا زمانہ) ہے۔ ایک سال کے بعد دیکھا جاویگا۔

مویشی چرانے نو سال کی عمر میں مویشی چرانے کا کام باوا جی کے سپرد کیا گیا۔ اور دُنیا کے کاروبار میں یہ پہلا کام تھا جو

باواجی کے سپرد کیا گیا۔ چونکہ مہتہ کالو جی نے دیکھا کہ نانک ہمیشہ گوشہ نشین رہتا ہے۔ اور بات چیت بہت کم کرتا ہے۔ اور انسانی سوسائٹی سے طبعاً گریز کرتا ہے۔ اور ہمیشہ لق و دق جنگلوں میں سمادہی لگائے ہوئے بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے مویشی چرانے کا کام ان کے لئے مفید ہوگا۔ چنانچہ اس کام کے لئے باواجی کو کہا گیا۔ باوا صاحب نے بخوشی تمام منظور کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اس طرح جنگل میں یاد الٰہی کا کافی موقعہ مل جائیگا۔ اور میں دل کھول کر اور نچنت ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہونگا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ مویشیوں کے ساتھ ساتھ آبادی سے بہت دور چلے گئے۔ سبزہ زار پُر لطف اور راحت بخش وجد میں لانے والے سمے کو دیکھ کر ایک درخت کے نیچے گڑ گڑا کر سجدے میں گر پڑے۔ اور مستی کی حالت میں غنودگی سی طاری ہو گئی۔ اور آپ سو گئے۔ اور قریباً چار گھنٹے اسی حالت میں پڑے رہے۔ اس اثنا میں دوسرے درختوں کے سائے تو اپنی سمت سے بدل گئے۔ مگر جس درخت کے نیچے باوا صاحب بسیرا کئے ہوئے تھے۔ اُس کا سایہ جوں کا توں قائم رہا۔ اور پھر اس پر مزید براں یہ امر تھا۔ کہ ایک بڑے پھنیر سانپ نے اپنے پھن کے ساتھ چھتر کیطرح باوا صاحب پر سایہ کیا ہوا تھا۔ رائے بلار جو ذات کا مسلمان اور اسی گاؤں یعنی رائے بھوئے کی تلونڈی کا رئیس تھا۔ اور کھیت میں گرداوری کر رہا تھا۔ گشت کرتا ہوا وہاں آنکلا۔ اس درخت کے سایہ کا سمت نہ بدلنا۔ اور پھر سانپ کے پھن کے چھتر کو دیکھ کر انگشت بدندان رہ گیا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کوئی ولی اللہ اور خدا کا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ کبھی کا لقمۂ اجل ہو گیا ہوتا۔ آؤ چلو۔ اس مہا پرش کے درشن کریں جس سے ہمارے دلوں پر معرفت کا گیان کھلے۔ غرض ایک سخت بے چینی اور اضطراب کی حالت میں درخت کی طرف بڑھے۔ سانپ کو ایک طرف کیا۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مہتہ کالو رائے کے ہونہار دلارے سپوت "نانک" مگن ہو کر درخت کے نیچے سوئے ہوئے ہیں۔ رائے بلار یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ

* شاید اس جگہ سائنس دان سخت ہچکچائیں کہ یہ قانون قدرت کے برخلاف ہے مگر کیا قانون قدرت کے [illegible] کو محدود کر [illegible] ہے [illegible] منہ۔

بچپن کا زمانہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا گہرا تعلق - یہ عجیب نظارا دیکھ کر رائے بلار تو موہت ہو گیا - اور باوا صاحب کے ساتھ ایک خاص انس پیدا کیا - درخت کے نیچے سے اٹھایا - نہایت محبت سے اپنی گود میں لیا - اور نہایت پریم سے گھوڑے پر سوار کر کے اسے ہار مہتہ کالو کے پاس لایا - اور کہا کہ آپ کا لڑکا ولی اللہ ہے - اور اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے - بیشک یہ آپ کا ہونہار - قوم کے مردہ ہردوں پر جیون کا پرتاپ ڈالیگا - یعنی صراط المستقیم کی ہدایت کریگا - اور یہ ہونہار ۔ ۔ ۔ ۔ ہر طرح سے واجب التعظیم اور واجب التکریم ہے -
رائے بلار پہلا شخص تھا - جو باوا جی کے عقیدتمندوں میں داخل ہؤا - چونکہ مہتہ کالو رائے کے پاس پیشتر ازیں یہ شکائتیں پہنچ چکی تہیں - کہ "نانک" تو بے فکر ہو کر ایک درخت کے نیچے سو رہا ہے - مگر مویشیوں نے تمام کھیت کا ستیاناش کر دیا ہے - تس پر باوا جی نے کہا کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں "مویشیوں نے تو ایک تنکے کا بھی نقصان نہیں کیا" تس پر رائے بلار نے شکائت کرنے والوں کو کہا - کہ تم جا کر اپنے کھیت کو دیکھ آؤ - جب انہوں نے کھیت کو جا کر دیکھا تو کھیت ہرا بھرا لہلہا رہا تھا - شکائت کرنے والے اپنا سا منہ لیکر رہ گئے -

فارسی اور عربی کی تعلیم

"سیر المتاخرین" کا فاضل مصنف مولوی غلام محمد صاحب اپنی تصنیف میں بڑے وثوق کے ساتھ اس بات کا حوالہ دیتا ہے - کہ باوا نانک صاحب ہندوؤں کے خاندان کے برگزیدہ خاندان سے تھے - اور ان کا خاندان اپنے اعلیٰ چال چلن کے لئے مشہور تھا - اور اس زمانہ میں صوفی محمد حسین صاحب ایک نہائت مشہور و معروف ولی اللہ تھے - اور ان کا دائرہ رسوخ وسیع تھا - اور وہ صوفیوں کے زمرہ میں اپنے جاہ و جلال کے باعث ایک خاص عظمت رکھتے تھے - اور باوا صاحب مذکورہ بالا صوفی صاحب کے شاگرد رشیدوں میں سے ایک ایسے شاگرد تھے کہ جن پر صوفی صاحب کو

؂ عقیدتمند منہ

بچا ناز تھا۔ اور باوا جی کو بھی اُن سے اُلفت و محبت تھی۔ اور صوفی صاحب روحانیت کے اعلیٰ معراج کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس واسطے باوا جی کو صوفیا کرام کے صحبت صالح میں رہنے کا بہت عمدہ موقع ملا۔ صوفی صاحب جیسے اعلیٰ و نارنگ پُرش تھے۔ ویسے ہی مال و دولت کی بھی کچھ کمی نہ تھی۔ البتہ اولاد کی کمی ضرور تھی۔ اور باوا نانک جی کے کٹھن مجاہدات نے صوفی صاحب کو موہ لیا تھا۔ اور صوفی صاحب باوا جی سے غائت درجہ محبت رکھتے تھے۔ اور انہیں اپنا متبنٰی سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ یہ لڑکا ایک خاص مشن لے کر آیا ہے۔ یہ ہندو قوم میں ایک خاص سپرٹ پیدا کریگا۔ اور صوفی صاحب باوا جی کی خوراک اور تعلیم کے متکفل خود تھے۔ اور باوا صاحب نے ان کی صحبت صالح سے وہ وہ کمالات معرفت حاصل کئے۔ کہ ان کا دل معرفت تامہ سے سرشار ہو گیا۔ اور ان کا ہر دو کلیان کے بھنڈار سے لبریز ہو گیا۔ اور صوفی صاحب نے شروع سے ہی اسلامی تعلیم سے باوا جی کو متمتع کرایا۔ اور باوا جی کو اسلام سے کما حقہ آگاہ کیا اور شرع محمدی سے سرفراز فرمایا۔ باوا صاحب بھی اسلامی تعلیم پہ ایسے ریجھے ہوئے تھے۔ کہ وہ فرصت کے وقت اسلامی تعلیم کا نہائت تجسس اور تدبر کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اور لفظ بلفظ ترجمہ اور خلاصہ نکالا کرتے تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلمات طیبات کو نہائت عمدگی اور عجیب پیرائے کے ساتھ پنجابی بھاشا کی نظم و نثر میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ اور ہندو دہرم سے ایک گونہ بدظن ہو گئے تھے۔ اگرچہ ہندو دہرم کی تعلیم اُنہوں نے شیر مادر کے ساتھ پائی تھی۔ مگر صحبت صالح نے اُن کے پاک ہردہ کو روحانی رنگ سے رنگین کر دیا تھا۔ اس لئے وہ برملا ہندو دہرم سے آزردگی و کشیدگی ظاہر فرمایا کرتے تھے۔ اور صحبت صالح کے موحدانہ اور عارفانہ مناظر سے باوا صاحب کا دل انوار ربانی سے روشن ہو گیا تھا۔

زنار بندی

باوا صاحب کی عمر اس وقت گیارہ سال کی تھی۔ جب پنڈت ہردیال کو باوا جی کے یوگیو پویت (زنار بندی) کے لئے بلایا

باوا صاحب نے پنڈت سے پوچھا۔ کہ اس زنار بندی سے کیا فائدہ؟ تو پنڈت جی نے جواب دیا۔ کہ اس سے آپ میں پوترتائی اور پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور جو آدمی جنیئو نہیں پہنتا۔ وہ دہرم پدوی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس کا نام ہندو دہرم کی لسٹ میں آویزاں نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ دہرم شاستر کا حکم ہے۔ تس پر باوا جی نے یہ شبد کہا۔

چونکڑ مل آ گنیاں ۔ بہو چوتکے پایا ۔
سکھاں کن چوڑ ہیاں گور برہمن سخیا
اوہ مویا اوہ چوڑ ھ پیا دے سگے گیا
لکھ چوریاں لکھ جاریاں لکھ کوڑیاں لکھ گھال
لکھ ٹھگیاں پہن لیاں رات دن سو جیاں نال
تگ کپاہوں کتیئے بہامن وٹے آئے
کوہ بکراں رن کھایا سب کو آکے پائے
ہوئے پرانا سٹیئے بھی پھر پائیئے ہور
نانک تگ نہ تٹئے جے تگ ہوئے زور

ترجمہ۔ تاگے کو کات کر اور بٹ دیکر برہمن کہتا ہے۔ کہ یہ جنیو ہے اور اس سے دہرم شکتی حاصل ہوتی ہے۔ یہ تو جنیئو کی اصلیت ہے۔ پاپ کمانے سے کس طرح اطمینان قلب ہو سکتا ہے۔ "دیا دہرم کا مول" ہے نہ کہ جنیئو۔ یعنی رحم دہرم کی جڑ ہے۔ جنیئو نہیں۔ اس رسمی جنیئو سے دلی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی یہ رسمی جنیئو خواہشات کے جذبات کو روک نہیں سکتا۔ اگر انسان اپنی اندریاں یعنی خواہشات کے جذبات پر پورا پورا تصرف حاصل نہیں کرتا۔ اگر اس جنیئو سے ارتکاب معاصی رک نہیں سکتے۔ اگر اس کے پہننے سے اندریاں جو نوع بنوع کی خواہشات میں ممن (مبتلا) کر رہی ہوں۔ باز نہیں رہ سکتیں۔ تو پھر ایسے جنیئو کے پہننے سے کیا

حاصل ہو اگر یہ جنیئو پہن کر شب و روز عیاری مکاری۔ ریاکاری میں انسان مبتلا رہے
تو اس جنیئو کے پہننے سے کیا فائدہ؟ ہمیں کوئی ایسا جنیئو درکار ہے۔ کہ جو کبھی میلا نہ ہو۔ جو
نہ کبھی ٹوٹے۔ بلکہ ہمیشہ ایک رس رہے۔ اور اس طرح کس کر مضبوط باندھا جائے
جو نفس امارہ کو اپنے قابو میں رکھے۔ اور اس سے تن من سیتل ہو جائے۔ اور وہ
جنیئو یہ ہے۔ اے پنڈت۔ کانوں کے پردے کھول کر سنو!

دیا کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈھی ست وٹ
ایہہ جنیئو جیو کا ہے ائی تاں پانڈے گھت
نہ ایہہ تٹے۔ نہ مل لگے نہ ایہہ جلے نہ جائے
دھنس مانس نانکا جو گل چلے پائے

ترجمہ۔ دیا۔ یعنی دیا تو دھرم کا مول ہے۔ رحم کی تو کپاس چاہیئے۔ سنتوکھ
یعنی صبر میں بڑی برکتیں ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔
اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔ صبر کا سوت درکار ہے۔ تاکہ جو اندریاں انیک
پرکار کے وشئے وکاروں میں مگن کر رہی ہیں۔ وہ صبر سے شانت حاصل کریں۔ شہوت
اور غضب کے روک کہ حلیمی اور عاجزی اختیار کرنا بمنزلہ گانٹھ کے ہے۔ اے پنڈت اس انسانی
اودہار (نجات) کے لئے تو ایسا جنیئو درکار ہے۔ اگر آپ کے پاس ایسا جنیئو ہے تو
میں بسر و چشم اس کے پہننے کے لئے حاضر ہوں۔ مبارک ہے وہ جسم جو ایسا جنیئو
پہنے اور پھر ڈبل مبارک ہے۔ وہ جو خود بھی پہنتے اور دوسروں کو بھی پہنائے
ایسے جنیئو کی شرن آکر (تابع ہو کر) انسان اشرف المخلوقات کا رتبہ حاصل کرتا
ہے۔ یہ معرفت تامہ کا گیان سن کر پنڈت جی مہاراج مٹی کے مادھو بن کر
خاموش ہو گئے۔ کوئی جواب نہ بن آیا۔ البتہ رشتہ دار لوگ اونگی بونگی بولنے
لگے۔ شریمتی ماتا ترپتا اور مہتہ کالو رائے نے بہت سمجھایا۔ کہ بچہ آپ کے جنیئو نہ

پہننے سے برادری میں ہم لوگوں کی عزت ہو گی۔ آپ ضرور پہن لیویں۔ مگر باواجی ایسے مستقل مزاج اور سمجھ کے پورے تھے۔ کہ اپنے عزم بالجزم سے باز نہ آئے پر نہ آئے۔ آخر کار برادری کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے۔ اس وقت باواجی کی عمر ١٢ برس تک پہنچ چکی تھی۔ ہر وقت یاد الٰہی میں محو رہتے تھے۔ باہر جنگل میں نکل جاتے اور کنج تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے لگن لگاتے لوگوں سے بہت بہت کم بولتے اور اپنی سمادھی میں مگن رہتے۔ ایک روز مہتہ کالو رائے نے کہا۔ کہ بچہ بیکار سے بیگار بھلی۔ بیکار یا چور ہوتا ہے یا بیمار۔ میں ایک کام آپکے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ مویشی چرانے کا کام تو آپ سے ہونے سے رہا۔ البتہ ایک خیال

کاشتکاری

میرے دل میں پیدا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ کاشتکاری اگرچہ باواجی کا دل تو کسی اور ہی کھیتی کے فکر میں تھا۔ مگر والدین کی اطاعت فرمانِ فرض تھی۔ اس لئے والد صاحب کے کہنے کو بسر و چشم منظور کیا اور کھیتی باڑی شروع کی۔ باواجی نے ایسی کٹھن محنت سے کھیتی باڑی کے کام کو شروع کیا۔ نہائت محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کی۔ کہ کھیت بڑی رونق کے ساتھ پھلا پھولا۔ مہتہ کالو رائے جی دیکھ کر باغ باغ ہو گئے۔ اور کہا۔ بچہ۔ میں تیری اس محنت شاقہ اور عرق ریزی پر بہت خوش ہوں۔ اگر تم اسی طرح محنت کرو گے تو امیر کبیر بن جاؤ گے۔ باواجی یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ باواجی کو اتنی فرصت کہاں۔ کہ وہ کھیتی کی حفاظت کر سکتے۔ وہ تو ہمیشہ اپنی لگن میں مگن رہتے تھے۔ لوگوں کے مویشی آتے اور چر چگ کر چلے جاتے آپ مطلقاً توجہ نہ فرماتے۔ چند روز میں ہی کھیتی تباہ ہو گئی۔ اس اثنا میں کالو رائے کو بھی خبر ہو گئی۔ باواجی کے پاس آئے۔ بہت ڈانٹ ڈپٹ کی اور سخت بگڑے۔ آخر باواجی نے نہایت نرمی کے ساتھ یہ جواب دیا۔ کہ پتا جی مجھے اسقدر فرصت کہاں

جو میں اپنی کھیتی کی حفاظت کر سکوں مجھے تو خاص اپنی زراعت سے ہی مطلقاً فرصت نہیں ملتی۔ مہتہ کالو رائے یہ سُن کر حیران سے رہ گئے۔ اور کہا وہ کونسی ایسی کھیتی ہے جس کی فکر میں تم نے اس کھیتی کو تباہ کر دیا۔ تس پر باوا صاحب نے ایک شبد فرمایا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جسم میرا کھیت ہے۔ اور نیک اعمال کے بیلوں سے دل ہل چلانے والا ہے۔ صبر اور سنتوکھ کا سُہاگہ ہے۔ اور نامِ حق کی تخم ریزی ہے۔ اور شرم و حیا کا پانی سینچا جاتا ہے عجز اور فروتنی اور ہمدردی بنی نوع عامہ اس کھیت کی حفاظت ہے۔ اور ابدی راحت اس کا پھل ہے۔ یہی سچی زراعت ہے۔ مبارک ہے۔ وہ کھیت جس میں ایسی زراعت ہوتی ہے

باواجی کا عشق الٰہی

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جنگل سے اشنان کر کے گھر کو واپس آ رہے تھے۔ کہ راستہ میں کچھ سادھوؤں سے ملاقات ہوئی۔ پہلے دیر تک گیان گوشٹ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدسیت پر باتیں ہوتی رہیں۔ اور معرفت تامہ کے گیان سے اپنے آپ کو سرشار کرتے رہے اللہ تعالیٰ کی توحید کے زمزمے الاپتے رہے۔ باتوں باتوں میں باواجی کو یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ سادھو بھوکے ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس ایک برنجی لوٹا تھا۔ اور ایک طلائی انگشتری تھی یہ ہر دو چیزیں سادھوں کے حوالہ کیں۔ اور کہا کہ اس کا بھوجن منگوا کر کھا لیجئے۔ فقیر باواجی کی جان کو دعائیں دینے لگے۔ باوا صاحب نے اپنے گھر کی راہ لی۔ جب گھر میں آئے۔ تو پتاجی کے خوف سے ایک گنجان درخت میں چھپ رہے۔ باواجی کے پرانے مخلص رائے بلار کو بھی خبر ہوئی۔ جابجا تلاش کیا آخر ڈھونڈ نکالا۔ اور بہت ادب کے ساتھ ہمراہ لائے۔ اور مہتہ کالو رائے کو زجر و عتاب سے منع کیا۔ جب مہتہ کالو رائے نے دیکھا۔ کہ مویشی چرانے اور کھیتی باڑی کے کام میں بھی ناکامیابی رہی۔ تو ان کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا یعنی "تجارت"!

"کھرا سودا"

ایک روز باوا جی اپنے خیال میں مگن تھے۔ کہ مہتہ کالو رائے نے بڑی سوچ اور بچار کے بعد یہ فرمایا۔ اور بڑے رنج و ملال سے کہا۔ کہ تمہاری طبیعت تو ہر وقت اچاٹ اور اداس سی رہتی ہے۔ اور مجھے حیرانی ہے۔ کہ تمہاری گزران کس طرح ہوگی۔ باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ گذشتہ را صلوۃ اور آئندہ را احتیاط۔ اب آپ جس طرح فرماویں گے۔ میں بسر و چشم منظور کرونگا۔ تو مہتہ کالو رائے نے کہا کہ بچہ لو یہ ۲۰ روپے ہیں۔ اس کا ایسا "کھرا سودا" خرید کر لاؤ۔ کہ جس میں منافع ہی منافع ہو۔ اور اگر تم اس میں کامیابی دکھلاؤ گے۔ تو میں تمہیں اور روپیہ دونگا۔ باوا صاحب نے سر تسلیم خم کیا۔ مہتہ کالو رائے نے بالا جاٹ کو بھی ہمراہ کیا۔ چلا چل باوا جی ایک لق و دق جنگل میں وارد ہوئے وہاں دیکھا۔ کہ سادھوؤں کی ایک ٹولی ایک کنج میں بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ ان کی صحبت صالح کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اُن کے پاس جا بیٹھے پہلے کچھ عرصہ دُنیا کی بے ثباتی پر باتیں ہوا کیں۔ معرفت کے بھنڈار کھلے۔ گیان کا سرود میٹھی سُر میں الاپا۔ اثنائے گفتگو میں یہی معلوم ہوا۔ کہ یہ دھرم مورتیں (عارف لوگ) بھوکی ہیں۔ باوا نانک جی نے بھائی بالا سے مشورہ کیا کہ پتا جی کا یہ فرمان ہے کہ "کھرا سودا" لانا۔ سو اس سے بڑھکر اور کیا "کھرا سودا" ہو سکتا ہے۔ کہ بھوکے سادھوؤں کو بھوجن کھلایا جائے۔ یہ وہ نفع ہے۔ کہ جس میں کبھی ٹوٹ نہیں ہونے کی۔ یہی "دہ دُنیا اور سترِ آخر کا توشہ ہے۔ تس پر بالا جاٹ نے جواب دیا۔ کہ آپ مالک ہیں۔ بندہ تابعدار ہے۔ مگر یہ ضروری سوچ لینا چاہئے۔ کہ والدین ناراض تو نہ ہوں گے۔ گورو جی نے کہا۔ کہ صابر اور شاکر فقیروں کی شکم پوری تو نقد ثواب ہے۔ یہ وہ نفع ہے۔ کہ دن دُگنا اور رات چوگنا پھلے پھولیگا۔ اور والد صاحب نے تو کہا ہے۔ کہ "کھرا سودا" خریدکر لانا۔ سو اس سے بڑھکر اور کیا کھرا سودا ہوگا۔ یہ سوچ بیس روپیہ سادھوؤں کے آگے رکھدیئے۔ فقیروں نے کہا۔ کہ بچہ روپیہ ہمارے کس کام۔ ہمیں تو بھوجن درکار ہے۔ پھر باوا صاحب بازار سے دال۔ گھی اور آٹا وغیرہ خرید لائے۔ اور سادھوؤں کے حوالہ کیا۔ اور

آپ بالا کے ہمراہ گھر کو روانہ ہوئے۔ جب گاؤں کے نزدیک پہنچے۔ تو آپ والد کے خوف سے گاؤں کے باہر بیٹھے رہے۔ اور بھائی بالا کو گھوڑا دیکر بھیج دیا۔ اور بھائی بالا نے مہتہ کالو رائے سے تمام قصّہ کہہ سُنایا۔ مہتہ جی تو مارے غصّہ کے آگ بگولہ ہوگئے۔ اور آتش غضب کی کوئی حد نہ رہی۔ گاؤں کے باہر آئے۔ باوا جی کو کہا کہ روپیہ کہاں ہے۔ جب کچھ جواب نہ پایا تو اور بھی برافروختہ ہوئے۔ بے تحاشا مارنا شروع کیا آتش غضب میں یہاں تک مارا کہ جسمِ مبارک پر بے انتہا نشان پڑگئے۔ اور آپ کی زندگی میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ آپ کو اس بے رحمی سے مارا گیا۔ جب رائے بلار نے یہ بات سُنی۔ تو اُنہوں نے مہتہ کالو رائے اور باوا جی کو اپنے پاس بُلایا۔ اور باوا جی کو نہائت ادب کے ساتھ اپنے پاس بٹھلایا۔ سر پر پیار دیا۔ اور پوچھا۔ باوا صاحب نے تمام ماجرا بلا کم و کاست کہہ سُنایا۔ کہ والد صاحب نے کھرا سودا خریدنے کے لیے ہدائت فرمائی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ ایسا کھرا سودا ہو کہ جس میں نفع ہی نفع ہو۔ سو میں نے آخرت کا نفع کما لیا۔ جب رائے بلار کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ تو اُس نے اپنے ملازم عبدالکریم کو کہا۔ کہ گھر سے ۲۰ روپیہ مہتہ کالو جی کے لئے لا دو۔ عبدالکریم نے ۲۰ روپیہ لاکر مہتہ جی کے حوالہ کیا۔ مہتہ نے پہلے تو بہت لیت ولعل کیا۔ کہ میں آپ سے روپیہ نہیں لیتا۔ میں نے تو نانک کو عقل کے لئے مارا تھا۔ مگر رائے بلار نے اصرار کیا۔ کہ آپ کو یہ روپیہ ضرور لے لینا چاہئے۔ میں یہ آپ کو نہیں دیتا۔ بلکہ نانک کو دے رہا ہوں۔ جس کے درشنوں سے میرا تن من شیتل ہوتا ہے۔ اور آئندہ نانک کا خرچ ہم دیا کریں گے۔ خدمت گار نے بھی اس بات کی تائید کی۔ اور مہتہ کالو رائے نے روپیہ لے لیا۔ جب گاؤں میں یہ بات مشہور ہوئی۔ تو لوگ مہتہ جی کو لعن طعن کرنے لگے۔ کہ کیوں روپیہ لیا۔ مہتہ کالو رائے نے رائے بلار کو روپیہ واپس کرنا چاہا۔ مگر رائے موصوف نے کہا کہ یہ روپیہ تو نانک کو دیا ہے۔ میرا مال اس کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ میں خود بھی ایسے ولی اللہ پر تن من سے فدا ہوں۔ خیر آئندہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ مجبوراً مہتہ جی کو خاموش ہونا پڑا۔

پاکپٹن کا چلہ

جب باوا صاحب نے دیکھا کہ گھر میں رہ کر دنیا کی کلپنوں سے نجات ملنی مشکل ہے۔ تو ان کے دل میں ایک امنگ پیدا ہوئی۔ کہ چلو پاک پٹن جا کر اپنے ہردہ کو شانت دیں۔ کیونکہ اولیاء کے مقامات پر برکتیں نازل ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ زمین نہایت ہی مبارک ہوتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے باوا صاحب نے اوائل عمر میں ہی پاک پٹن جا کر چلہ کیا۔ اس جگہ یعنی پاکپٹن میں ہر ایک قسم کے فقیر اور سادھو موجود تھے جن کے تبادلہ خیالات سے باوا صاحب نے تصوّف کی ابجد خوانی شروع کی اور چلہ سے اپنے ہردہ کو شانت دی۔ اس زمانہ میں محمد ابراہیم وہاں کا سجادہ نشین تھا۔ اس نے باوا صاحب سے اسلام کے متعلق استفسار کیا۔ تو باوا صاحب نے یہ کہا۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہووے تاں مسلمان کہاوے
اول اول دین کر مٹھا مسلماناں مال مساوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضا منے سر اوپر کرتا منے آپ گنواوے
تو نانک سرب جیاں مہرت ہووے تا مسلمان کہاوے

ترجمہ:۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانا کوئی آسان بات نہیں۔ سب سے پہلے تو تن من سے پیر کی بندوں کو بالائے طاق رکھکر اس پری پورن کے آستانہ پر سر خمیدہ کرے۔ اور مسلمان ہو کر مرن جیون کا جھگڑا* اٹھ جاتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی رنج و راحت کو اللہ تعالیٰ کی طرف

---

* تناسخ کی طرف اشارہ ہے۔ تناسخ کے ماننے والے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ انسان کئی دفعہ مرتا اور جیتا ہے۔ سو باوا جی فرماتے ہیں۔ کہ اسلام کا یہ عقیدہ نہیں۔ اسلام کی شرن آکر یہ ذہنی خیال جس کی اصلیت کچھ نہیں۔ دور ہو جاتا ہے۔

سے سمجھے۔ سب سے بڑے ہکر خودی کو دور کرے۔ اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ پریم اور محبت سے پیش آوے۔ جس میں اسقدر وصف ہوں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا مستحق سمجھے۔ اولیاء اللہ کے طریقوں کو دل و جان سے پسند کرے۔

دِل بایار دست با کار

دوسرا باب

دوستو! باواجی کے عہد طفلی کے حالات پڑھنے سے آپ صاحبان پر واضح ہوگیا ہوگا کہ باوا صاحب کیس سرشت کے آدمی تھے۔ اُن کے جیون چرتر کو بادی النظر کے دیکھنے سے ہی صاف عیاں ہوتا ہے۔ کہ باوا صاحب اُن مہاپرشوں سے تھے جنہیں وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ اس دُنیا کے اودہار (نجات) کے لئے مامور کرکے بھیجتا ہے۔ ہنوز باواجی سن بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے۔ کہ جب آپ نے اپنے مشن کو شروع کردیا جب مہتہ کالو رائے نے دیکھا۔ کہ نہ تو نانک سے تجارت ہوسکی۔ اور نہ ہی کاشتکاری کے کام کو سرانجام دے سکا۔ تو مہتہ صاحب نے باواجی کو سخت سُست کہنا شروع کیا۔ اور بار بار مہتہ صاحب باواجی کو کہتے تھے۔ کہ تم نکمٹو ہو۔ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ گو باوا صاحب ٹھنڈے دل سے گرم و سرد کو برداشت کرتے اور اُف تک نہ کہتے۔ مگر باواجی کا پُرانا ساتھی رائے بلار باواجی کے اس درگت اور دُردشا کو برداشت نہ کرسکا۔ اس لئے رائے بلار نے یہ سوچا کہ یہ عمدہ بات ہوگی۔ کہ اگر باوا نانک کو اُن کی ہمشیرہ صاحبہ نانکی جی اور بھائی جیرام کے پاس بمقام سلطان پور علاقہ کپورتھلہ بھیجدیا جاوے تو اچھی بات ہے۔ اور جیرام دولت خان جو نواب کپورتھلہ کا دیوان تھا۔ یہ صلاح کرکے جیرام کو خط لکھا گیا۔ کہ باوا نانک جو ایشور کا پیارا بھگت ہے۔ اور بہت مسکین اور حلیم الطبع ہے۔ مگر یہاں ہمیشہ انہیں سخت سُست کہا جاتا ہے

اس لئے مناسب ہوگا۔ کہ آپ انہیں اپنے پاس بلوالیویں۔ جیرام نے بسر وچشم منظور کیا۔

ملازمت اختیار کرنی

گورو صاحب ماگھ سمت ۱۵۶۱ مطابق ۱۵۰۴ء کو اپنی جنم بھومی (وطن مالوفہ) سے ہمراہ بالا جاٹ سلطان پور پہنچے۔ تو بی بی نانکی جی نے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور "رام ست" کہہ کر پاؤں پر گر پڑی۔ کہ میں آپ سے چھوٹا ہوں۔ میرے لئے یہ تعظیم و تکریم زیبا نہیں۔ اور پھر سوائے اُس پار برہم جوتی سروپ کے غیر کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ تو بی بی نانکی نے کہا کہ میں تو آپ کو ایشور سروپ خیال کرتی ہوں۔ باوا صاحب نے (اس کا کھنڈن یعنی رد کیا۔ کہ میں تو ایشور کے بھگتوں کا داسن داس ہوں۔ جیرام کو بھی خبر پہنچ گئی۔ کہ باوا جی گھر میں آگئے ہیں۔ وہ خوشی خوشی گھر میں آئے۔ اور باوا جی سے بغل گیر ہوئے۔ باوا صاحب نے "رائے بلار" کا رقعہ دکھلایا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ باوا جی کی ملازمت کا بندوبست کر دینا۔ رقعہ کو پڑھ کر جیرام نے کہا۔ کہ آپ کو ملازمت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ آپ چین سے میرے گھر میں بسر کیجئے اور یاد الٰہی میں مگن رہئے۔ مگر باوا جی نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور کہا کہ میں بیکاری کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ میں بیکار کو بیگار سے ترجیح دیتا ہوں۔ بیکار نہ چور ہوتا ہے یا یار۔ قوت بازو سے معاش حاصل کرنا یہ انسان کا فرض اولین ہے۔ بھلا جو اپنی روزی آپ نہیں کما سکتا۔ وہ بنی نوع عامہ کے ساتھ کیا خاک بھلائی کر سکتا ہے۔ یہ بات سُن کر جیرام خاموش ہو گیا۔ اور دوسرے روز باوا جی کو نواب صاحب کے حضور لے گیا۔ اور سفارش کی۔ کہ باوا جی کو مودی خانے کے کام پر لگایا جاوے۔ نواب دولت خان نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور ایک ہزار روپیہ اجرائے کار کے لئے عنایت فرمایا۔

مودی خانے کا کام اور "سخاوت"

سمت ۱۵۶۲ مطابق ۱۵۰۵ء کو گورو صاحب نے مودی خانے کا چارج لیا۔ اس وقت بھائی بالا اُن کے ہمراہ تھا۔ بھائی بالا نے کہا۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو دو چار روز کے لئے

*ہندو مستورات کا ملاقاتی سلام

گھر ہو آؤں۔ تس پر باوا صاحب نے کہا۔ کہ جو ڈیوٹی میرے سپرد کی گئی ہے وہ درحقیقت میری ڈیوٹی نہیں۔ میرا ”حقیقی مشن“ اس سے بالاتر ہے۔ آپ گھر جانے کا قصد ملتوی کریں۔ یہ عارضی کام ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ باواجی اپنے حقیقی مشن کو اوائل عمر ہی میں ہی سمجھتے تھے۔ بعض مورخوں نے مودی خانہ سے مراد ”خیرات خانہ“ لیا ہے مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ اگر واقعی مودی خانہ خیرات خانہ تھا۔ تو باوا صاحب سے بار بار حساب کے مطالبہ سے کیا مراد تھی۔ جیسا کہ آئندہ ظاہر ہو گا۔ Commissariat کسریٹ ایجنٹ یا Store Keeper کے مترادف سمجھئے Agent جس کا فرض ضرورت کے وقت راشن وغیرہ مہیا کرنا ہے۔ باوا صاحب نے مودی خانہ کا چارج لیتے ہی خوب عاجزوں اور مسکینوں۔ اپاہجوں کو دان دینا شروع کیا۔ اور بڑی فراخ دلی سے خیرات کی۔ جو کوئی سوالی مودی خانہ میں باواجی کے پاس جاتا۔ وہ خالی ہاتھ واپس نہ آتا۔ باواجی کے جود و سخا کی شہرت تمام شہر میں پھیل گئی۔ ہر کہ و مہ کی زبان پر باوا صاحب کے پر اوپکار کی گونج تھی۔ ہر ایک بچہ۔ بوڑھا۔ جوان کی زبان پر اس بات کا چرچا تھا۔ کہ باوا نانک مودی خانہ کو بے طرح لٹا رہا ہے۔ اور اپنے بہنوئی کو خواہ مخواہ کی بدنامی دلائے گا۔ یہ اڑتی سی افواہ جیرام کے کانوں میں بھی پہنچ گئی۔ وہ یہ سن کر ہکا بکا سا رہ گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ کہ پٹھان لوگ تو نہائت سخت مزاج ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ خبر نواب کے کانوں تک پہنچ گئی۔ تو وہ بری طرح پیش آئے گا۔ یہ خبر سن اور آزردہ دل ہو کر گھر میں آیا۔ اور چپ چاپ خاموش ہو کر چارپائی پر لیٹ گیا۔ چونکہ افسردہ خاطر تھا چہرہ پر اداسی کی علامات ہویدا تھیں۔ بی بی نانکی جی بھانپ فراست سے معلوم کر گئیں۔ کہ ضرور کوئی غیر معمولی واقع وقوع میں آیا ہے۔ بی بی نانکی جی نے وجہ پوچھی۔ تو جے رام نے بلا کم و کاست تمام ماجرا کہہ سنایا۔ بی بی نانکی جی نے سن کر تسلی دی۔ کہ آپ ہر طرح سے مطمئن رہیں میرا بھائی راستباز۔ فرشتہ سیرت اور دیوتا خصلت ہے۔ خائن اور طامع نہیں۔

مودی خانے کا چارج

اس میں دُنیا داری کی بو نہیں۔ اس کی نیکوکاری اور نیک شعاری تو ہر ایک دل میں رچی ہوئی ہے۔ آپ ہر طرح سے اطمینان رکھیں۔ میں ابھی اس کا تدارک کئے دیتی ہوں۔ بی بی نانکی نے ایک ملازم کو باواجی کے بلانے کے لئے روانہ کیا۔ باوا صاحب کچھ شیرینی ہمراہ لیتے ہوئے آئے اور بی بی نانکی کو آکر "رام ست" کہی اور بیٹھ گئے۔ اور بی بی جی نے تمام کہانی سُنائی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ اگرچہ ہمیں آپ پر ہر طرح سے بھروسہ ہے۔ اور ہم آپ سے بکلی مطمئن ہیں۔ مگر افواہاً ایسا سننے میں آیا ہے۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ بس پر باواجی نے فرمایا۔ کہ اس کا علاج تو سہل ہے۔ بہی کھاتہ حاضر ہے حساب کی پڑتال کر لیجئے۔ تمام شکوے شکایات رفع ہو جائینگے۔

آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

اس کے بعد نواب صاحب کے روبرو بہی کھاتہ حاضر کیا گیا۔ حساب کی پڑتال ہوئی۔ مگر مثل مشہور ہے۔ "آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"۔ ۱۳۵ روپیہ باوا صاحب کا نواب صاحب کی طرف فاضلہ برآمد ہوا۔ پھر باوا صاحب نے کہا۔ کہ مودی خانہ کا کام نازک ہے۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا۔ کہ مودی خانہ کا کام کسی اور کے سپرد کیا جاوے۔ کیونکہ اگر کچھ کوتاہی ہوئی۔ تو خواہی نخواہی بدنامی ہوگی۔ مگر بی بی نانکی اور جیرام نے کہا۔ کہ آپ اس کام کے چھوڑنے کا ہرگز نام لیویں۔ ایشور پر بھروسہ رکھکر کام کئے جائیں۔ پھر ۱۳۵ روپیہ فاضلہ اور ۷۰۰ پیشگی نواب صاحب نے باواجی کو عنایت کیا۔ اور باوا صاحب مودی خانہ میں رونق افروز ہوئے۔ مسکینوں اور غریبوں کے گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔

سگائی

ملازمت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جون سنہ ۱۴۸۶ء میں جبکہ باواجی کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ باواجی کی سگائی بی بی سلکھنی لالہ مول چند کی لڑکی موضع پکھو کے ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ اس مبارک رسم پر متہ کا لولئے اور کچھ

قریبی رشتہ دار سلطان پور آئے۔ بابا نانک جی ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے
سب نے پیار کیا اور دعائیں دیں۔ اور بعد ادائے رسم اپنے گھر کو رخصت ہوئے

دوسری دفعہ پھر حساب کی پڑتال

اب کے باوا صاحب نے پہلے سے بھی زیادہ دل کھول کر غریبوں اور مسکینوں کو دان دینا شروع کیا۔ بابا جنہیں فقیری کی گدی پر بیٹھکر راج کرنا تھا۔ وہ چند روز کے لئے مودی بن کر بیٹھ گئے۔ اب اُن کی سخاوت نے دل کی آرزو نکالنے کے لئے اس سے بہتر موقع نہ پایا۔ دان پُن کا دروازہ کھول کر رات دن سدا برت جاری کر دیا۔ اور جود وسخا اور پراوپکار کا ایسا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھلایا۔ کہ لوگ حاتم طائی اور بکرماجیت کا نام بھول گئے۔ جب تک مودی خانہ کا چارج باوا صاحب کے ہاتھ رہا۔ تو غریبوں کے گھر عید ہی۔ اور مسکینوں کے گھر بقر عید۔ مگر یہ اُڑتی اُڑتی خبر لالہ جے رام کے کان تک بھی جا پہنچی۔ کہ باوا نانک مودی خانہ کو بے طرح لٹا رہا ہے۔ یہ سُن کر جے رام پہلے سے بھی زیادہ تشویش ہوئی۔ گر باوا صاحب کا رعب کچھ ایسا طاری تھا۔ کہ ان کے مُنہ نہیں آ سکتے تھے۔ آخر ایک روز باوا صاحب نے خود ہی کہا۔ کہ حساب کی پڑتال ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ جے رام تو پہلے ہی سے اس بات کا متمنی تھا۔ یہ بات سُن کر خوشی ہوئی۔ اور نواب صاحب کو حساب کی پڑتال کی اطلاع دی۔ نواب صاحب نے منظور فرمایا۔ باوا نانک ادائے تعظیم وتکریم کے بعد بڑی سنجیدگی اور ادب سے بیٹھ گئے۔ نواب صاحب نے باوا جی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ تمہیں لوگ نانک نرنکاری کیوں کہتے ہیں۔ تو باوا صاحب نے کہا۔ کہ وہ جو ہر جیو کا پرتپالک اور ذرے ذرے کا خالق ہے۔ اگم اپار یعنی اس کی تعریف بیان کرنے سے باہر ہے۔ اُسے نرنکار کہتے ہیں چونکہ میں اس کا بندہ ہوں۔ یعنی اس کی حمد وثنا کے گیت گایا کرتا ہوں۔ اس لئے لوگوں نے مجھے اس کے ساتھ منسوب کر دیا۔ اور یہ ایک نسبتی ہے۔ اس لئے عام لوگ نانک نرنکاری کہا کرتے ہیں۔ ورنہ

کہاں بندہ کہاں خلاقِ عالم | کہاں ذرّہ کہاں خورشید اعظم
کہاں میں کہاں وہ ایزدِ پاک | چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

نواب صاحب نے پوچھا کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے۔ عرض کی کہ نہیں۔ نواب صاحب نے کہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ذکر الٰہی میں محو رہتے ہو۔ جب شادی ہو جاویگی۔ تو آٹے دال کا بھاؤ یاد آجائیگا۔ جب دُنیا کے جنجال گلے پڑ جائینگے۔ پھر اُس وقت علم الٰہی کی کتب طاقچہ میں دھری رہ جائینگی۔ جب آزادی جاتی رہی۔ پاؤں میں بیڑیاں پڑ جائینگی۔ اس وقت یہ راگ رنگ بھول جائینگے۔ البتہ نون۔ تیل۔ لکڑی یاد رہینگی۔ تس پر باوا صاحب نے نہایت نرمی اور متانت سے عرض کیا۔ کہ جن کی لگن اُس وحدہٗ لاشریک سے لگ جاتی ہے۔ اُن کے لئے دُنیا کا سامان ناکارہ محض نظر آتے ہیں۔ جو اُس ہری پورن کے ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھدیتے ہیں۔ پھر انہیں وہ لذات اور معرفت تامہ کی چاشنی نصیب ہوتی ہے جو دُنیاداروں کو ایک چھن ماتر یعنی طرفۃ العین کے لئے بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اُس کے پریم کا پیالا ایسا مگن اور سرشار کر دیتا ہے۔ کہ پھر کسی اور شرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ جو اُس پیاری پیاری من موہنی سی مورت اور کامنی سی صورت کا جلوہ ایک نظر دیکھ پاتا ہے۔ وہ تن من سے ایسا سوہت ہو جاتا ہے۔ کہ پھر اس دلی دُنیا کی خوبصورت سے خوبصورت چیز بھی اس کے نزدیک کُچھ ہستی نہیں رکھتی جب اُس کی مہربانی سے معرفت تامہ کا بھنڈار انسان کے ہردہ پر کُھل جاتا ہے۔ تو اس کے نزدیک دُنیا کی تمام اشیا کُچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ سچ ہے۔

"جن کی لو ہر چرنن لاگی سو اوروں سے بھے تیاگی"

یعنی جن کی لگن اس خدا سے لگی۔ اُنہوں نے دُنیا کے چیزوں کا بائیکاٹ کر دیا دست بردار ہوگئے) یہ سُن نواب صاحب حیران سے رہ گئے۔ اور کہا کہ واقعی یہ شخص فنا فی اللہ ہوا ہوا ہے۔ اس پر دُنیاوی خواہشات غالب نہیں آ سکتیں۔ پھر منشی جادو رائے کو حساب کی پڑتال پر لگایا۔ پانچ سو روپئے تک حساب ہوتا رہا۔ لیکن جو شخص خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ بھلا اس کے

حساب میں کمی کیوں آئے۔ جب حساب ہوا۔ تو الٹا تین سو اکیس روپیہ فاضلہ نکلا۔ تو نواب صاحب نے منشی جادو رائے اور دوسرے لوگوں سے کہا۔ کہ تم تو شکایات کیا کرتے تھے۔ کہ مودی خانہ لٹ گیا۔ مگر اب حساب میں فاضلہ کہاں سے آ گیا۔ منشی جادو رائے نے کہا کہ حساب میں تو ایسا ہی آتا ہے۔ نواب صاحب باوا جی پر بہت خوش ہوئے۔ مبلغ تین ہزار روپیہ پیشگی اور تین سو اکیس روپیہ فاضلہ گورو جی کو دلوا دیا۔

"شادی"

جون ۱۴۸۵ء کو باوا جی کی شادی قرار پائی۔ مہتہ کالو رائے نے رائے بلار کی خدمت میں عرضی پیش کی۔ کہ آپ کے غلام نانک کی شادی ہے۔ براہ نوازش ایک ماہ کی رخصت عنائت فرمائی جاوے۔ رائے بلار نے رخصت منظور کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہلایا کہ آئندہ باوا جی کو میرا غلام نہ کہنا۔ وہ تو بھارت ورش کے مایہ ناز ہیں۔ میں تو ان کا غلامانِ غلام ہوں۔ تھوڑے عرصہ بعد مہتہ کالو رائے اور دیگر رشتہ دار سلطان پور آئے۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی خانہ آبادی کی رسم ادا کی۔ اور تاریخ مقررہ پر لکھوکے علاقہ بٹالہ میں گورو نانک اور شریمتی ماتا سلکھنی کی مبارک رسم شادی عمل میں آئی۔ جب تمام رسومات ادا ہو چکیں۔ تو ڈولی واپس سلطان پور لائے۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مکلاوہ کی رسم بھی ادا ہو گئی۔ مگر باوا صاحب کچھ ایسے عشق الٰہی میں گداز ہوئے ہوئے تھے۔ کہ وہ دُنیا کی عیش و عشرت کو بہت کم خاطر میں لاتے تھے۔ اور شریمتی سلکھنی سے بہت ہی کم میل ملاپ رکھتے تھے۔ جس سے وہ آزردہ خاطر اور مغموم سی رہا کرتی تھیں۔ جب کبھی شریمتی سلکھنی جی بی بی نانکی سے ملتیں۔ تو وہ ان کا اوداس چہرہ دیکھکر دریافت کرتیں۔ کہ آپ اس طرح کبیدہ خاطر کیوں رہتی ہیں۔ مگر شریمتی سلکھنی جی کچھ جواب نہ دیتیں۔ آخر بی بی نانکی جی قیاس سے معلوم کر گئیں۔ کہ مالی حالت میں تو ہر طرح سے آسودگی ہے۔ مگر نانک جی سلکھنی سے بہت کم راہ و ربط رکھتے ہیں۔ اور اپنی لگن میں مگن رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سلکھنی ہمیشہ اوداس رہتی ہے۔

ایک دن موقع پاکر بی بی ناتکی نے کہا۔ کہ اگر آپ خفا نہ ہوں۔ تو میں ایک عرض کیا چاہتی ہوں۔ باوا صاحب نے کہا کہ میں بسر و چشم سنونگا۔ تو بی بی ناتکی نے کہا۔ کہ آپ کے استغنا اور عدم توجہ کے باعث سلکھنی ہمیشہ اداس اور مغموم سی رہتی ہے۔ آپ میری بھاوج کو ہر طرح سے خوش و خورم رکھیں اور کسی طرح رنجیدہ خاطر نہ ہونے دیں۔ گورو صاحب نے فرمایا۔ اچھا۔ آپ کی مراد پوری ہوگی۔ باوا نانک جی کو دُنیا داروں کی طرح خانہ داری اور گھر بار کا چنداں شوق نہ تھا۔ اگرچہ خدا نے انسل بڑھائی تھی۔ اور اُس وقت کے شوریدہ مغز برہمچاری بیراگی سنیاسی جنہوں نے بڑے بڑے تیر تھوں پر اپنی حرامکاری اور بدکاری کا جال پھنسایا ہوا تھا۔ اور اپنی بدکرداری کی آڑ میں روحانیت اور قدسیت کا جھنڈا بلند کیا ہوا تھا۔ انہیں اس بات کا سبق دیتا تھا۔ کہ گھرست آشرم میں رہ کر بھی ایشور بھگتی میں کچھ وگھن نہیں پڑتا۔ بلکہ گھرست آشرم میں آکر ہی ایشور بھگتی سپھل ہوتی ہے۔ اسی سے ہی کامنا بھاؤ کی ابھلاشا مدہم ہوتی ہے۔ یہی خواہشات پر غالب آنے کا گر ہے۔

شادی کے بعد باوا جی کے ہاں دو نرینہ بچے پیدا ہوئے۔ پہلا جس کا نام سری چند تھا جولائی سنہ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوا۔ دوسرا جس کا نام لکھمی چند تھا سنہ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوا یہ مسرت آمیز خبر سُن کر مہتہ کالو رائے سلطان پور آیا اور باوا صاحب کو مودی خانہ کے کام میں مشغول پا کر بہت خوش ہوا۔

سُوتک

جب کسی ہندو کے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس گھر کی ہر ایک چیز بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ اور سوتک کا اثر صرف اس گھر کی چیزوں تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اس کنبے کا ہر ایک آدمی مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور برادری کے لوگ اُن کے ملنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اور ناک بھویں چڑھاتے ہیں۔ اُس کنبے کے آدمی کے ساتھ کوئی چھوتا تک نہیں۔ اگر اُس فیملی کا کوئی آدمی بھولا بھٹکا کسی کے گھر چلا جاوے۔ تو وہ ناک منہ چڑھا کر دور باش دور باش کی صدائیں بلند کرنے لگتے ہیں

سرتی چند اور لکھمی داس کی پیدائش پر یہ سوتک وہاں بھی جا کودا۔ جب باوا صاحب ایک روز دوپہر کے وقت مودی خانہ سے گھر آئے۔ تو کیا دیکھا۔ کہ پنڈت صاحب گھر میں براجمان ہیں۔ اور گھر کو سوتک سے پاک کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ باوا صاحب نے پنڈت سے پوچھا۔ کہ آج آپ کس طرح تشریف لائے۔ تو پنڈت نے جواب دیا۔ کہ از روئے شاستر مرنے اور پیدا ہونے سے سوتک (ناپاک) ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ گھر بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اور پھر شاستروں کی ہدایات کے مطابق پاک اور پوتر کیا جاتا ہے۔ چونکہ باوا صاحب نے ان بدعتوں کے کھنڈن کرنے کے لئے دنیا پر دیش لیا تھا۔ اور ہندو کمیونٹی کا سدھار مدنظر تھا۔ تو بھلا وہ کب اس بات کو گوارا کرتے۔ کہ یہ وہمی رسم باوا صاحب کے گھر میں ادا کی جائے۔ جن کا مشن ہی ایسی بیہودہ رسومات کو جڑ سے اکھاڑنا تھا۔ باوا صاحب نے سنجیدگی سے پنڈت صاحب سے یہ سوال کیا کہ جس وہمی سوتک پر آپ اپنا نسچے (یقین) رکھتے ہیں۔ اگر یہی سوتک کی اصلیت ہے۔ تو یہ سوتک تو ہر ایک چیز میں سمایا ہوا ہے۔ تو پھر باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا۔

جیکر سوتک منیئے سوتک سب تے ہوئے
گوہے اتے لکڑی اندر کیڑا ہوئے
جیتے دانے ان کے جیاں باجھ نہ کوئے
پہلا پانی جیو ہے جت ہریا سب کوئے
سوتک کیونکر رکھیئے سوتک پوے رسوئی
نانک سوتک ایوں نہ اترے گیان اتارے دھوئی
سبھو سوتک بھرم ہے دوجے لگے جائے
جمنا مرنا حکم ہے بھاویں آئے جائے
کھانا پینا حکم ہے دتوے رزق سنبھائے
نانک جنہیں گورمکھ بجھیا تنہاں سوتک نا ہے

ترجمہ:- اگر اس سوتک کو مانا جاوے۔ تو یہ سوتک تو تمام موجودات عالم میں موجود ہے گوبر اور لکڑی کے اندر کیڑا موجود ہے۔ جس سے روز رسوئی پکائی جاتی ہے۔ اور جس قدر اناج کے دانے ہیں۔ ان میں بھی کیڑا موجود ہے۔ اور پھر پانی میں تو اس قدر باریک کیڑے موجود ہیں۔ کہ جن کا کچھ حساب ہی نہیں۔ اور پانی کے ساتھ ہر ایک ذی روح کی زندگی وابستہ ہے۔ آخر ہم ایسے سوتک سے کہاں تک اجتناب کر سکتے ہیں۔ یہ سوتک تو ہمیشہ ہماری رسوئی میں موجود رہتا ہے۔ اے نانک یہ سوتک اس طرح باتیں بنانے سے دور نہیں ہوتا۔ البتہ معرفت الٰہی کا گیان اگر انسان کے ہردہ میں پرویش کرے۔ تو اس سے پاکیزگی اور تزکیہ نفس ہو جاتا ہے۔ ورنہ اور کوئی راہ نہیں ہے اور تمہارا سوتک تو محض قیاس اور وہم ہی وہم ہے۔ پیدا ہونا اور مرنا تو الٰہی حکم کے ماتحت ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پوتر ہیں۔ جو اس کرپا ندھان نے ہمارے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اے نانک جنہوں نے ایشور کو پالیا۔ وہ اس کھانے پینے کے بندھن سے آزاد ہو گئے۔ یہ جواب سن کر پنڈت لاجواب ہو گیا۔ اور دل ہی دل میں مارے ندامت کے پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور ہکا بکا سا ہو کہنے لگا کیا وید شاستر تمام کے تمام جھوٹے ہو گئے کیا تمام شاستروں کی تعلیم سوتک کے متعلق لغو اور بے بنیاد ہے۔ تس پر باوا صاحب نے نہایت شانتی کے ساتھ یہ جواب دیا۔ کہ اے پنڈت حقیقی سوتک جس سے ہر ایک انسان کو پناہ مانگنی چاہیئے۔ وہ سوتک یہ ہے۔ ذرا کانوں کے پردے کھول کر سنیئے۔

من کا سوتک لوبھ ہے جیہا سوتک کوڑ
اکھیں سوتک دیکھنا پر تریا پر دھن روپ
کنیں سوتک کن پوے نے تباری کھائے
نانک ہنسا آدمی بدھا جسم پر جائے

ترجمہ- سنو پنڈت جی! دل کا سوتک تو لالچ ہے۔ جو طرح طرح کی ناکردنی حرکات کا

مصدر بنتا ہے۔ اور زبان کا سوتک تو جھوٹ ہے۔ جو ہر ایک پاپ کی جڑ ہے۔ اور آنکھوں کا سوتک نامحرم عورت کو دیکھنا اور پرائی دولت اور حسن پر فریفتہ ہو جانا ہے۔ اور کانوں کا سوتک غیبت کا سننا ہے۔ ایسا آدمی جو ایسے سوتک کی آلائش میں لت پت ہو رہا ہے۔ اس کی مشکیں باندھکر دوزخ میں لے جائیں گے۔ یہ بات سن پنڈت جی مہاراج چپکے سے کان لپیٹ کر چل دیئے۔

"معرفت کی لگن"

ایک روز باوا صاحب مودی خانہ میں بیٹھے ہوئے نواب صاحب کا راشن تول رہے تھے۔ ہر ایک دھارن کا وزن پانچ سیر تھا۔ اور جب کوئی چیز وزن کرنی درکار ہوتی۔ تو ساتھ ساتھ ہی دھارنوں کو بآواز بلند پکارتے جاتے۔ کہ یہ پہلی دھارن۔ دوسری تیسری چوتھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔ جب تیرھویں دھارن پر پہنچے تو تیرہ کے آگے جس قدر دھارنیں وزن کی گئیں۔ تو تیرہ ہی تیرہ کہتے چلے گئے۔ لفظ تیرہ پنجابی ہے۔ جس کے معنی "میں آپ کا بندہ" ہے۔ اس وقت ان کا دل دنیا کی عارضی اشیاء جن کو وہ تول رہے تھے۔ اس کا تیاگ کرکے تیرہ تیرہ یعنی میں آپ کا ہوں آپ کا جاپ کر رہا تھا۔ ہر ایک دھارن کے ساتھ تیرہ تیرہ کا لفظ بڑے ذوق سے پکارتے تھے۔ اور اس لفظ میں وہ ایک خاص انند اور سرور محسوس کرتے تھے۔ گویا وہ اس وقت دنیا سے الگ تھلگ اور نیارے ہو کر تیرہ تیرہ کا وظیفہ کر رہے تھے۔ اس وقت ان کے روم روم میں تیرہ تیرہ کا پیارا شبد ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اور وہ اس آنند وانگ سے مست تھے وہ اس پریم رس میں گداز ہو رہے تھے۔ بھائی بھالا کی نظر پڑی۔ جو کہ فوراً آگے بڑھا۔ اور وزن کرتے ہوئے باوا جی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ آپ کو تولنے میں غلط فہمی لگی ہے۔ آپ ان گنت دھارنیں وزن کر چکے۔ مگر تیرہ تیرہ کہتے چلے گئے۔ اشیاء کو دوبارہ تولا گیا۔ تعجب کی بات ہے کہ ۶۵ سیر یعنی ۱۳ دھارنوں سے زیادہ تھا

گرہست آشرم

شادی ہونے کے بعد باوا صاحب گرہست آشرم (خانہ داری) کو نہایت احسن طریقہ سے نبھاتے رہے۔ وہ اپنے بال بچوں

کی طرف خصوصیت سے خیال رکھتے تھے۔ اور حتیّ الوسع انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیتے تھے۔ وہ اپنی آمدنی سے کچھ پس انداز نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ فضول خرچ تھے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کو اپنا پرم دہرم خیال کرتے تھے۔ اور اسی لئے ان کا دستِ مبارک ہر وقت محتاجوں اور مسکینوں کی حمایت کے لئے تیار رہتا تھا۔ وہ غریبوں اور اپاہجوں کے غمخوار تھے۔ انسانی ہمدردی تو روزِ ازل سے ان کی سرشت میں رکھی گئی تھی۔ روپیہ کے جمع نہ ہونے سے ان کی بیوی کسی قدر شاکی رہتی تھی۔ مگر ہر ایک ضروریات کے بہم پہنچانے میں باوا صاحب بڑے محتاط رہتے تھے۔ وہ دل با یار دست باکار کے عامل تھے۔ ہمیشہ سادھ سنگت کے بڑے شائق اور ابھلاشی رہتے۔ وہ جب گھر میں ہوتے۔ تو وہ اعلیٰ درجہ کے گرہستی تھے۔ جب جنگل میں جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے۔ تو وہ اعلیٰ درجہ کے دھرم آتما اور فنا فی اللہ ہو جاتے اور ایشور بھگتی میں گداز ہو جاتے۔ گویا کہ دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں۔ نیچر کے بڑے شائق تھے۔ ۱۲ سال گرہست آشرم (خانہ داری) میں رہ کر انہوں نے اس بات کو ثابت کر دکھلایا۔ کہ وہ باوجود گرہستی ہونے کے اعلیٰ درجہ کی دھرم شکتی رکھتے تھے۔ وہ باوجود عیالدار ہونے کے اعلیٰ درجہ کے ولی اللہ تھے۔ گرہست آشرم ان کی اس دھارمک لائف میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتی تھی۔ انہیں نے گرہست آشرم (خانہ داری) میں رہ کر وہ قدسیت حاصل کی تھی۔ کہ جس سے انہوں نے اس طبقہ کو جو جھوٹے برہمچریہ اور سنیاس اور بیراگ پر لٹو ہو کر فسق و فجور میں اپنی زندگی تباہ کر رہے تھے انہیں عملی طور سے سبق دیا۔ کہ گرہست آشرم کے ساتھ ہی اعلیٰ دھرم پروی وابستہ ہے۔ اگر چاہتے۔ تو باوا صاحب اپنی تمام عمر گرہست آشرم میں رہ کر نہایت عمدگی سے بسر کر سکتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے ۱۲ سال کے عملی نمونہ سے ظاہر کیا۔ لیکن وہ اپنا "مشن" اس سے نہایت اعلیٰ درجہ کا رکھتے تھے۔ انہوں نے لاتعداد آدمیوں کو راہ راست پر لانا تھا۔ وہ ایک خاص "مشن" کے لئے مامور کئے گئے تھے۔

تیسرا باب

الٰہی ویراگ
اور
دنیا کا تیاگ

روزمرہ کی زندگی

جنم ساکھی بھائی بالا والی باوا صاحب کی روزمرہ زندگی کے حالات اس طرح بتلاتی ہے۔ کہ باوا صاحب علی الصباح اُٹھکر اوّل گاؤں کے باہر ندی سے اشنان کرنے جاتے تھے۔ اس کے بعد گھر میں واپس آکر عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے۔ اور پھر "مودی خانہ" جاتے۔ اور دوپہر کے وقت کھانا کھانے کے لئے گھر آتے۔ اور پھر شام تک مودی خانہ میں ہی رہتے۔ اور مودی خانہ میں اکثر سادھو فقیر ان کے پاس آتے جاتے رہتے اور معرفت کے گیان اور تصوّف پر ہمیشہ بحث مباحثہ ہوتا رہتا۔ اور باواجی ایسے مناظرات میں بہت حظ اُٹھاتے تھے۔ اور شام کے وقت ایشور بھگتی میں مگن ہو جاتے۔ ایک جنم ساکھی میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز کسی سنت مہاتما سے ذکر الٰہی کے متعلق گفتگو ہوئی۔ تو اُس نے باوا صاحب سے کہا۔ کہ آپ کس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کا اصلی "مشن" تو کچھ اور ہی ہے۔ مودی خانہ کو چھوڑ دو۔ اور خلق اللہ کو ہدایت کرو۔ تم دیکھتے نہیں ہو۔ کہ مذہبی دُنیا اس وقت کس طرح مارے گند کے سڑ رہی ہے۔ کس طرح طرح کے مت متانتروں میں پڑی ہوئی ہے۔ اس گند کو مذہبی تہ خانوں سے نکال کر باہر کھلی ہوا میں رکھو۔ اور گیان کی بھٹی میں جلاؤ۔ یہی آپ کی حقیقی "ڈیوٹی" ہے۔

مخلوقِ خدا کیلئے تڑپ

اس وقت سے باوا صاحب کے دل میں دنیا کے تیاگ اور لوگوں کو

ست مارگ (صراط مستقیم) پر چلانے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ باوا صاحب نے بھائی بالا سے بھی اس بات کا تذکرہ کیا۔ کہ آجکل اس بھارت ورش کے لوگ عجیب خلجان میں مبتلا ہیں لوگوں نے وحدہٗ لا شریک کی پرستش کو بھلا دیا ہے۔ اور طرح طرح کے مت متانتروں میں مبتلا ہیں۔ اس لئے میں مودی خانے کے کام سے مستعفی ہونا چاہتا ہوں۔ دوسرے روز حسب عادت علی الصبح جب باوا صاحب ندی پر اشنان کرنے کیلئے گئے۔ اشنان کر رہے تھے کہ جذبہ الٰہی اور معرفت تامہ کا فوارہ قلب سے پھوٹا اس بے خودی کے عالم میں مست الست ہوگئے۔ کپڑے لتے تو وہیں کے وہیں پڑے رہے۔ آپ نے کنج تنہائی میں استغراق اور مراقبے کے عالم کی لگن میں مگن ہوکے ایسی سمادھی لگائی۔ کہ تین روز تک آنکھ نہ کھلی۔ اور دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی۔ اس وقت بارگاہ الٰہی سے ایک الہد شبد کی غیبی آواز یعنے الہام ہوا۔

"وڈائی تسانوں شبد دی ملی ہے۔ دیول دیوتے
اور پراچین تیرتھ جو ہندوں دے ہن۔ انہاں نوں
کھنڈن کرو۔ اور ایک ہی نام کی مہما کراو۔ دوسرا میرا
کوئی شریک نہیں۔ سوایہ حکم نانک درویش نوں آیا۔
کہ تو جگت میں جاکر اس دا ڈھنڈورہ پھیر۔ جو کوئی حق
راستی پر کھلو ویگا۔ سوئی پاک ہو ویگا"

ترجمہ۔ اے نانک شبد کا رتبہ تجھے ملا ہے۔ دیوی دیوتے اور قدیمی تیرتھ ہندوں کے جو شرک کی جڑ ہیں۔ اُن کا رد کرو۔ اور ایک وحدہٗ لاشریک کی پرستش کراؤ۔ ست نام کا مرم سکھاؤ۔ اور صراط مستقیم کی ہدائیت کرو۔ جو آپ کی ہدائیت پر عمل کرے گا۔ وہ روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو جائے گا۔ معرفت الٰہی کا فوارہ اس پر چھوٹیگا۔ گیان کا بھنڈار کھل جائیگا جب گورو جی کو یہ الہام ہوا۔ تو آپ نے جوش محبت میں ایک شبد پکارا۔ جس کا مطلب

یہ ہے کہ" اگر کروڑ برس کی میری عمر ہو جائے۔ اور میں تمام جھگڑوں سے الگ ہو کر کنج تنہائی میں سمادھی لگاؤں۔ اور اپنے تن کا ریزہ ریزہ آپ کی راہ میں نثار کروں۔ تمام درختوں کی قلمیں بناؤں۔ تمام دریاؤں کی سیاہی ہو۔ اور صفحۂ زمین پہ آپ کی مہما صفت کے گیت لکھوں۔ تو اسے بے انت! پھر بھی میں آپ کی قدرت کا انت نہیں پا سکتا۔ قلم کو طاقت نہیں کہ آپ کی مہما ورنن کر سکے۔ اگر میں اپنے جسم کا ریزہ ریزہ کر کے چکی میں پسواؤں اور آگ میں جلاؤں۔ راکھ میں جلاؤں۔ تو اسے پار برہم! تو بھی میں آپ کے استھاہ سمندر کی قدرت کی تہ کو معلوم نہیں کر سکتا۔ جس پر آپ کی نظر عنایت ہو۔ وہ اس امرت جل کے چشمہ سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ جو معرفت کے سمندر سے نکلتا ہے۔ اور روحانیت کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ ایسے امرت جل کے وارث وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن پر تیری نظر عنایت ہوئی"

تلاش

یہ تو اس طرف کی بات رہی۔ اب دوسری جانب کا حال سُنئے۔ پہلا روز تو جوں توں کر کے لالہ جیرام نے باواجی کی انتظاری میں گذارا۔ خدا خدا کر کے دوسرے روز کی صبح نمودار ہوئی۔ صبح سے دوپہر۔ دوپہر سے شام۔ مگر باواجی کا پتہ ندارد۔ تمام نگری میں دھندوکارہ مچ گیا۔ لوگ حیران و پریشان۔ جو کوئی سُنتا۔ انگشت بدہن رہ جاتا۔ سادھو فقیر جو باواجی کے "ست سنگی" تھے۔ وہ بھی باواجی کے اس ناگہانی الوپ ہو جانے پر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ ادھر لالہ جیرام جی اور بی بی نانکی اور باواجی کے کنبہ قبیلہ باواجی کی مفارقت میں وصندوکارہ مچا رہے تھے۔ شہر میں ہڑتال تھی۔ ماتا سلکھنی ہا ہا کارہ اور درلاپ کر رہی تھی بعضوں نے یہ کہا کہ دریا میں ڈوب گئے ہوں گے۔ بس پر دریا میں جال ڈالے گئے۔ ملاحوں نے غوطے لگائے۔ مگر اس گوہر مقصود کا کچھ پتہ نہ لا۔ پر نہ ملا۔ کو بکو تلاش کیا۔ جنگل کی خاک چھان ماری۔ پر اس مشک بیہ کا کچھ پتہ نہ چلا پر نہ چلا۔ آخر جو تھے روز آپ خود تشریف لے آئے سب رام بغلگیر ہوا۔ بی بی نانکی جی کی آنکھوں کو ٹھنڈک پڑی۔ وہ کھپ اور تڑپ

جاتی رہی۔ کوفت اور رنج و محن کے بعد خوشی انند اور سرور کا مزا آیا۔ ہر ایک کے دل کو ٹھنڈک پڑنے لگی۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ یہ خوشی تو عارضی ہے۔ اس سے بڑھکر ایک اور مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ دوسرے روز باواجی نے تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر تمام کپڑوں کو بدن سے اُتار کفنی گلے میں پہنی۔ فقیرانہ بھیس دھارا۔ تمام غریبوں اور مسکینوں کو حکم دے دیا۔ کہ مودی خانہ کو لوٹ لو۔ مگر جے رام نے لوگوں کو مودی خانہ کے لوٹنے سے منع کیا۔ اور قفل لگا دیا۔ باوا صاحب فقیرانہ لباس پہنکر کنج تنہائی میں جا بیٹھے

اِلٰہی ویراگ اور دُنیا کا تیاگ

اب باوا صاحب تصوّر الٰہی میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف رہتے۔ کسی سے بات چیت کرنا تو درکنار کھانے پینے کا بھی چنداں خیال نہ کرتے۔ ہمیشہ اپنی لگن میں مگن رہتے۔ گوشۂ تنہائی میں ہمیشہ بیٹھے رہتے۔ چند روز میں تپسیا (ریاضت فقیرانہ) سے جسم مبارک سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ دِل میں محبت کا درد۔ لبوں پر آہ سرد۔ آنکھیں گریاں کلیجہ بریاں۔ ہر وقت الٰہی ملاپ کی انتظاری اور بے قراری اور تمام شب بیداری اور اختر شماری۔ اور پھر اس پر ترک کلام۔ اور رام نام کا اچارن کرنے لگے۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آتے اور باوا صاحب معرفت کے گیان سے اپنے ہردہ کو پوتر کرتے۔ ہر وقت ایک کثیر ہجوم جاتریوں کا باواجی کے گرد جمع رہتا۔ باواجی معرفت الٰہی کے وہ نکات لوگوں کو سُناتے۔ کہ سنگ دِل سے سنگ دِل بھی موم ہو جاتا۔ باوا نانک جی کے پریم اور انند دائک واعظ سے لوگوں کے جلے ہوئے ہردہ پر شانتی کی بارش ہوئی۔ جو دِل لگا کر سُنتا تھا وہ نہال ہو جاتا تھا۔ نواب دولت خان نے لالہ جے رام کو کہا۔ کہ باوا نانک تو اب تارک الدُنیا ہو گئے۔ بہتر ہو۔ کہ آپ ان کو اپنے ہمراہ لا کر مودی خانہ کا حساب کرا دیں۔ جے رام گورو جی کو اپنے ہمراہ لایا۔ حساب کرنے سے سات سو روپیہ کا فاضلہ بذمہ نواب صاحب نکلا۔

لالہ مولا مل خسر باوا نانک کو باوا جی کی فقیری کی خبر ہونا اور ان کا آنا

جب لالہ مولا مل باوا جی کے پاس آئے۔ اور اپنے داماد کو فقیری لباس میں پایا۔ تو ان کے اندوہ اور یاس کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت آزردہ خاطر ہوئے۔ باوا صاحب کو سمجھانے لگے۔ کیا دنیا کے تیاگ کرنے سے ہی ایشور کا ملاپ ہو سکتا ہے۔ اور کوئی راہ نہیں؟ انسان خانہ داری میں بھی خدا رسیدہ بن سکتا ہے۔ آپ نے ترک دنیا میں کونسی انوکھی بات دیکھی۔ جس پر آپ نے یکدم تمام کنبہ قبیلہ کو چھوڑ دیا اور فقیرانہ کفنی پہن لی۔ تس پر باوا صاحب نے جواب دیا۔ کہ یہ جسم انسانی بھی ایک عالم صغیر ہے کبھی تو اس کے خیالات کی بلند پروازیاں فلک الافلاک تک جا پہنچتی ہیں۔ اور کبھی اس کی پست ہمتی پتال کا منہ دکھلاتی ہے۔ یہ ایک استھا سمندر ہے۔ اس میں خیالات کی ہمیشہ ٹھاٹھیں اٹھتی رہتی ہیں۔ گر اس عالم صغیر کا راجہ دل ہے۔ جو اگیانتا (کمزوری) کے باعث طفلِ مکتب کی طرح ہے۔ اس کے ساتھ کام (شہوت)۔ کرودھ (غصہ)۔ لوبھ (لالچ)۔ موہ (محبت)۔ ہنکار (تکبر) جیسے ڈاکو۔ رہزن اور گنڈ کپا ہیں کہ جو اس کی بلند پروازیوں کو جس کے ذریعہ یہ پانچ تت کا پتلا حیوان سے انسان انسان سے کامل انسان۔ کامل انسان سے باخدا انسان بننا چاہتا ہے۔ ہمیشہ اس کے راستہ میں رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ بیشک چاند اور سورج کا پرویش انسانی دل میں بھی ہے۔ لیکن کیا فائدہ۔

جے سو چندہ اگوے سورج چڑھے ہزار
ایتی چانن ہندیاں گور بن گھور اندھار

اگر سو چاند اور ہزار سورج کی روشنی ہو۔ باوجود اس قدر روشنی کے بھی جب تک کامل مرشد دستگیری نہ کرے۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے۔ اس لئے اس گھنگھور ظلمت سے

بچھنے کے لئے کسی کامل مرشد کا دامن پکڑنا ضروری ہے۔ کامل مرشد کی رہنمائی سے ہردو معرفت کے نور سے منور ہو جائیگا۔ ہرطرف تجلّی ہی تجلّی نظر آئے گی۔ فقیر ہونا تو میرے قبضہ سے باہر ہے۔ مَیں نے ایشور کی آگیا کے انوسار یہ کام کیا ہے۔ کیونکہ مجھے خدا نے حکم فرمایا ہے۔ کہ تمام گندوں کو بالائے طاق رکھکر لوگوں کو صراطِ مستقیم کی ہدائت کرو۔ اگرچہ اس گیان سے انہیں دھیرج تو ہو گئی۔ مگر تسلّی نہ ہوئی۔ پھر مولا مل نواب صاحب کے حضور آیا۔ اور کہا کہ جو سات سو روپیہ باوا نانک کا حضور کے ذمہ فاضل نکلا ہے۔ وہ براہ نوازش میری دختر اور نواسوں کے لئے عنائت فرمائیے۔ نواب صاحب نے کہا کہ نانک کا حکم ہے کہ یہ روپیہ یتیموں اور مسکینوں کو خیرات کیا جائے۔ اس لئے ہم اس میں کچھ ادل بدل نہیں کر سکتے۔ جس طرح نانک کی ہدائت ہے۔ اسی طرح کیا جاویگا۔ تس پر مولا مل نے کہا۔ کہ وہ تو سودائی اور پاگل ہے۔ ہمیشہ گورستان میں بیٹھا رہتا ہے۔ اور پاگل پنے کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ اُس کے کہنے کی کونسی بات ہے۔ یہ سُن کر نواب صاحب و مولا مل نے ایک مُلا کو ساتھ لیکر باواجی کا بھوت نکالنے کے لئے گورستان کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے مُلا بھی نیم مُلا تھا۔ کچھ اتنا پڑھا لکھا تو تھا نہیں۔ مگر زبانی جمع خرچ بھگتانے کو تیار تھا۔ وہ نیم مُلا کچھ کاغذ پر لکھ کر اس کا دھواں باواجی کی ناک میں دینے لگا۔ تس پر باوا صاحب نے یہ شبد کہا۔

کھیتی جن کی اوجڑے کھلواڑے کیا تھاؤں
دھرگ تنہاں واجیونا جو لکھ لکھ ویچن ناؤں

ترجمہ جن کی کھیتی بغیر حفاظت کے برباد ہو رہی ہے تو وہ خرمن کے دعوے دار کیسے ہو سکتے ہیں۔ اُن لوگوں پر لعنت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا نام لکھ لکھ کر بیچتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ یشتروا بہ ثمناً قلیلاً۔

لیکن مُلا اس بات کو مطلقاً نہ سمجھا۔ اس کو تو اس بات کی فکر دامن گیر تھی۔ کہ اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہئیے۔ اگر مَیں اپنے ہتھکنڈوں میں کامیاب ہو گیا۔ تو نواب صاحب

سے خاطر خواہ معاوضہ مل رہیگا۔ اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے نواب صاحب کو کہا کہ اس میں ضرور کوئی بھوت ہے۔ مگر خاندہ بھوت ہے۔ اور باوا صاحب سے کچھ عجیب ہی طرز سے مخاطب ہوا۔ جیسا کہ اس پاکھنڈی گروہ کا دستور ہے "تو کون چیز ہے"۔ پھر سر باوا صاحب نے یہ جواب دیا۔

کوئی آکھے بھوتنا کوئی کہے بیتال
کوئی آکھے آدمی نانک وچارا

ترجمہ۔ کوئی مجھے بھوتنا کہتا ہے۔ اور کوئی بیتال کے نام سے پکارتا ہے۔ کوئی آدمی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ مگر میں تو غریب نانک ہوں۔ اس بات سے مُلاں جی کو یقین ہوگیا۔ کہ اس میں کوئی بھوت تو نہیں۔ مگر دیوانہ ضرور ہے۔ تس پر باوا صاحب نے حسب ذیل شبد کہا۔

بھیا دیوانہ شاہ کا نانک بھورانہ
ہوہر بن اور نہ جانا
تدوں دیوانہ جانیئے جاں بھے دیوانہ ہوئے
ایکو صاحب باہرہ دوجا اور نہ جانے کوئے
یتوں دیوانہ جانئے جاں ایکا کار کمائے
حکم پچھانے خسم کا دوجا اور نہ سیانپ کلائے
یتوں دیوانہ جانیئے جیوں صاحب دھرے پیار
مندا جانے آپ کو اور بھلو سنسار

ترجمہ۔ بیشک نانک اپنے خدا کی لگن کا دیوانہ ہے۔ اُس (خدا) کے بغیر اور کسی سے واسطہ نہیں رکھتا۔ میں وہ دیوانہ ہوں جس کے دل میں الٰہی خوف طاری ہے۔ اور میں اُلٰہی اور الوہی نوعیت کا دیوانہ ہوں کہ بغیر اُس (خدا) کے اور کسی سے آشنائی نہیں رکھتا

یہ دیوانہ ایسا ہے کہ تمام مت متانتروں سے منہ پھیر اس کی لگن میں مگن ہو گیا ہے۔ ہر وقت خدا کے حکم کے تابع رہتا ہے اور کسی سے دل نہیں لگاتا۔ یہ اپنی قسم کا نرالا دیوانہ ہے۔ جو اس وحدہٗ لاشریک کے ساتھ محبت کرتا ہے اپنے آپ کو عاجز مسکین اور دوسروں کو بڑا خیال کرتا ہے۔

اس کے بعد مُلا آگے بڑھا اور باواجی کی نبض دیکھنے لگا۔ اس وقت باوا جی کے دل میں ایک عجیب معرفت کے ترانہ کی گونج پیدا ہوئی اور حکیم باواجی کے لئے دوائی تجویز کرنے لگے۔ اور باوا صاحب نے یہ شبد کہا۔

وید بلایا ویدگی پکڑ ڈھنڈولے بانہہ
بھولا وید نہ جانئے کرک کلیجے ماہہ
جا وید اگھر اپنے میری آہ نہ لے
ہم رتے سوہ اپنی تو کس دارو دیہہ
بیدا بید سجان توں پہلاں روگ پچھان
ایسا دارو لوڑ لے جس ونجے روگا گان
دُکھ لگے دارو گھنا بید کھلو یا آئے
کایا روگ نے ہنس پکارے وید نہ دارو لائے
جا بید گھر اپنے جانے کوئے نہ بکدے
جن کرتے دُکھ لایا نانک لائے سوئے

ترجمہ حکیم کو میری مرض کے لئے طلب کیا گیا۔ مگر سادہ لوح وید کیا جانے۔ کہ میرے کلیجے میں کیسا درد ہے۔ نہیں! او حکیم! اپنے گھر کی راہ لے۔ مجھ سے بات مت کر۔ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو اپنے محبوب کی محبت میں گداز ہیں الٰہی عشق میں رنگین ہیں۔ تم کس کو دوائی دیتے ہو۔ اے حکیم! تم اس وقت وید

کہلانے کے مستحق ہوگے۔ جب تم میری حقیقی مرض کی شناخت کروگے۔ کوئی ایسا مجرب نسخہ تجویز کرو۔ جو میرے وِیراگ کے روگ کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ اے ویدیا میں سچ کہتا ہوں۔ کہ تو میری مرض کی نہیں معلوم کر سکیگا۔ میرا مرض تمہارے ادراک سے بالاتر ہے۔ یہ تمہاری پھیکی باتیں میرے دل کو شانتی نہیں دے سکتیں۔ اور دل کی تڑپ اور کلپ کی گونج کو مدہم نہیں کر سکتیں۔ ہمارے دل میں تو اپنے پیارے کے ملنے کی تڑپ ہے۔ اس کے ملاپ کی گونج ہے۔ وصالِ باری کا جوش ہے۔ کیا تم رُلا سکتے ہو۔ حاشا و کلا۔ اے حکیم! آپ براہ نوازش گھر کو تشریف لے جائیے۔ میری بیماری کو شناخت تو کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جن کے دل کو لگی ہے۔ جس تن لگے سوئی تن جانے۔ یعنی ایشور کے بھگت۔ جس کے ویراگ اور فراق میں یہ حال ہوگیا ہے اس پرم دیالو کے دستگیری سے ہی حقیقی شفا یعنی اطمینانِ قلب* ہو سکتا ہے۔ یہ بات سُن کر قاضی اور نواب اور دوسرے لوگوں نے کہا۔ کہ نہ تو نانک پر کسی بھوت کا عمل ہے۔ اور نہ ہی بیماری کا اثر ہے۔ اور نہ ہی دیوانہ ہے۔ البتہ معرفت تامہ کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ الٰہی جذبہ میں گداز ہے۔ امرت ساگر میں غوطہ لگا رہا ہے۔ فنا فی اللہ ہے اور یہ نہایت مناسب ہوگا۔ کہ ہم اسے اپنے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے لے جائیں۔ تو اس کے الٰہی عشق کا امتحان ہو جاویگا۔ اگر درحقیقت یہ اللہ کے نام پر بک چکا ہے۔ تو اسے نماز کی ادائیگی میں کوئی حجاب مانع نہ ہوگا۔

باواجی کا نماز پڑھنے کیلئے مسجد جانا

باوا صاحب کو نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ باوا صاحب نے بسر و چشم منظور کیا۔ مگر تمام گاؤں میں شور مچ گیا۔ کہ آج باوا نانک جی مسلمان ہوگئے ہیں۔ باوا صاحب مسجد میں وارد ہوئے۔ وضو کیا۔ تکبیر کہی گئی۔ نماز نیتی گئی۔ قاضی صاحب نے امام کی ڈیوٹی کو ادا کیا۔ باوا صاحب پہلے تو صف میں کھڑے ہوگئے مگر چند منٹ

* اطمینانِ قلب   رحمنر

کے بعد جماعت چھوڑ ایک علیحدہ کونے میں جا کھڑے ہوئے بعد فراغت نماز کے نواب صاحب نے پوچھا۔ کہ آپ نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی۔ باوا صاحب نے جواب دیا۔ میں کس کے ساتھ نماز پڑھتا۔ آپ کا دل تو بڑی بڑی بلند پروازیاں کر رہا تھا۔ نماز میں یکسوئی کا ہونا ضروری ہے۔ خضوع اور خشوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ تو وہی نماز پروان ہوتی ہے مگر آپ کا دل تو کابل کی سیر کر رہا تھا۔

متھا ٹھوکے زمیں پر دِل اُڑے آسمان
گھوڑے کابل خرید کرے دولت خان پٹھان

ترجمہ۔ نماز کے لئے مستک تو زمین پر رگڑ رہا ہے۔ مگر دل آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہے۔ اے نواب آپ کا دل تو کابل میں گھوڑوں کی خریداری کر رہا تھا۔ آپ ہی انصاف کیجئے میں نماز کس کے ساتھ پڑھتا۔ نواب صاحب چونکہ منصف مزاج آدمی تھے۔ سنکر نادم ہوئے اور کہا۔ کہ اگر میرا دل ٹھکانے نہ تھا۔ تو قاضی صاحب کے ساتھ ہی پڑھ لی ہوتی۔ باوا صاحب نے کہا کہ قاضی صاحب کا دل تو نوزائیدہ بچھیرے کی طرف لگا ہوا تھا۔ کہ بچھیرا مبادا اکلا بازیاں کھاتا ہوا کہیں صحن کے کنوئیں میں گر پڑے۔ اب آپ ہی بتلائیے۔ کہ میں نماز کس طرح پڑھتا۔ یہ بات سن قاضی اور نواب حیران اور ششدر رہ گئے۔

گوروجی نے فرمایا۔ کہ عبادت کے لئے ایکانت اور یکسوئی کا ہونا ضروری ہے۔ وہی عبادت قابلِ پروان ہوتی ہے۔ جو خضوع اور خشوع سے ادا کی جائے۔ چنانچہ قرآن شریف میں درج ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ باوا جی کو نماز پڑھنے سے تو کچھ عذر نہ تھا۔ باوا جی کا قاضی اور نواب کے ساتھ نماز نہ پڑھنا صرف عدمِ حضوری دِل کے باعث تھا۔ ورنہ اور کوئی امر مانع نہ تھا۔

اِسلام کی عظمت

پھر باوا صاحب نے کئی حقائق اور معارف کے لحاظ سے اسلام کے متعلق نواب صاحب کو

سمجھائے - اور اسلام کی عظمت بیان کی۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے
اوّل اوّل دین کر مٹھا مشکل مانا مال مساوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضائے منے سر اُپر کرتا منے آپ گواوے
یتوں نانک سرب جیاں مہرمت ہوئے تاں مسلمان کہاوے

ترجمہ۔ مسلمان ہونے کا دعواے کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں پہلے اپنے ایمان کو پختہ کرو۔ پھر اس کوچہ میں قدم رکھو۔ ایسا آدمی جو اپنے ایمان کو پختہ کر کے یعنی خلوص دل سے مسلمان ہوگا۔ پھر وہ دُنیا کے رنج و محن سے نجات پائیگا۔ اللہ تعالیٰ پہ ایمان لاوے - خدا کی رضا کو مقدم سمجھے۔ خودی کو دور کرے - اور مخلوق اللہ پر رحم کرے تو پھر مسلمان ہونے کا دعواے کرے۔ پھر باوا صاحب اگلے شبد میں اسلام کی قدسیت اس طرح فرماتے ہیں۔

مہر مسیت - صدق مصلےٰ - حق حلال قرآن
شرم سنّت سیل روزہ ہوئے مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نوانہ
تسبیح شانت سبھاوسی نانک رکھے لاج

ترجمہ۔ مسجد میں جانے سے انسان کے دل میں فرحت پیدا ہوتی ہے - اور مصلےٰ پر قدم رکھنے سے صدق - اور قرآن شریف کی تلاوت سے حق حلال میں امتیاز ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنے طریقہ زندگی پہ عمل کرنے سے دل میں شرم اور حیا پیدا ہوتی ہے - اور روزے رکھنے سے شانت اور اطمینانِ قلب ہوتا ہے اور نیک کام کعبہ کے حکم میں ہیں - جس کی طرف مُنہ کرنا چاہئے - اور سچ بولنا مرشد کے حکم

میں ہے۔ جس سے راہ ملتی ہے۔ اور وہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہے۔ اور تسبیح کا پھیرنا دل کو راحت بخشتا ہے۔ اسے نانک جوان باتوں پر عمل کریگا اللہ تعالےٰ اُسے ہمیشہ سرخرو رکھیگا۔ آگے اور شلوک ملاحظہ ہو۔

حق پرایا نانکا اس سوئر اُس گائے
گور پیر حامی تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے
گلیں بہشت نہ جایئے چھُٹیئے سچ کمائے
مارن پاسے حرام ہیں ہوئے حلال نہ جائے
نانکی گلیں کوڑیئے کوڑ کا گوشت پلے پائے

ترجمہ۔ بیگانہ حق کو چھیننا مسلمان کے لئے سور کا گوشت ہے۔ اور ہندؤں کے لئے گائے کا ـــ۔ اور گورو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت شفیع بنینگے۔ جب ہم لوگ پاپ سے اجتناب کریں گے۔ خالی باتیں بنانے سے بہشت نصیب نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک عملوں سے بہشت کا امیدوار بننا چاہیئے۔ وہ چیز کبھی حلال نہیں ہوسکتی۔ جو کسی کا گلا گھونٹ کر حاصل کی جاتی ہے۔ جو کذب یعنی ٹیڑھا راستہ اختیار کرتا ہے۔ وہ گویا عاقبت کے لئے بہت بُرا توشہ اختیار کر رہا ہے۔ اور نواب صاحب نے نمازوں کی نسبت سوال کیا۔ کہ انہیں باقاعدہ خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے تو باوا صاحب نے یہ شبد کہا۔

پنج نمازاں وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں
پہلا سچ حلال دوئے تیجے خیر خدائے
چوتھی نیت راس من پنجویں صفت ثنائے
کرنی کلمہ آکھکے مسلمان سدائے

نانک جیتے کوڑ یار کوڑے کوڑی پلے

ترجمہ نمازیں پانچ ہیں۔ اور ان کے نام بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یعنی (فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء) ان پانچوں کو باقاعدہ خضوع اور خشوع کے ساتھ ادا کرنے سے سچ بولنا۔ حلال اور حرام کا امتیاز۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ صفائی قلب اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور کلمہ طیب

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کہنے سے نیک کاموں کی ہدایت ملتی ہے۔ پس کلمہ کہہ کر مسلمان بنو۔ اس کے علاوہ اور تمام گند اور فسق و فجور ہے۔ فسق و فجور میں پڑ کر آدمی فاسق و فاجر بن جاتا ہے۔ اور لفظ اسلام کے معنی تابعداری کے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گردن جھکانا اور اس کے ہر ایک کام کو دل و جان سے قبول کرنا اور قانون قدرت کے موافق اعتدال کی حفاظت کرنا۔ شہوت اور غضب پر قابو رکھنا۔ یہ پاکیزہ کلام سُن کر نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ اب نواب صاحب نے باواجی کے . . . سات سو روپیہ فاضلہ کی نسبت سوال کیا۔ کہ یہ روپیہ کس کو دیا جاوے۔ کیونکہ آپ کا خسر آپ کے عیال و اطفال کے لئے مانگتا ہے۔ تس پر باوا صاحب نے فرمایا۔ کہ جو ہم نے کہنا تھا۔ کہہ چکے۔ کہ یتیموں مسکینوں کو بانٹ دو۔ اب ہم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے۔ نواب صاحب نے نصف روپیہ تو مسکینوں اور غریبوں کو تقسیم کر دیا۔ اور نصف باواجی کے عیال و اطفال کو دیدیا۔ پھر باوا صاحب مسجد سے باہر آئے۔ ان کے ساتھ کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا۔ اس کے بعد باوا صاحب بی بی نانکی اور اپنے عیال و اطفال کو ملنے کے لئے گھر آئے اور بی بی نانکی کو کہا کہ اب ہم ایک لمبے سفر کو جائیں گے آپ سے آگیا چاہتے ہیں۔ ان کی ہمشیرہ بی بی نانکی جی نے ہر طرح سے زور لگایا کہ کسی طرح سے اپنے خیال سے رُک جائیں۔ اور ماتا سلکھنی نے تو ہا ہا کار اور ورلاپ کرنا شروع کیا۔ باواجی کے دو لخت جگر اور نور عین لکھمی چند اور سری چند کو باواجی کے پاؤں پر ڈال دیا۔ کہ اگر آپ کو ہماری حالت پر کچھ رحم نہیں آتا۔ تو للہ ان معصوم لڑکوں کی حالت پر ترس کھاؤ۔ اگر آپ

انہیں پیٹھ دکھا کر چلے جائیں گے۔ تو یہ بالکے کس کو پکاریں گے۔ کون ان کی نازبرداریاں کریگا میں ان کو کہاں سے لاکر کھلاؤں گی۔ اگر آپ اپنی پیٹھ دکھا کر چلے گئے۔ تو یہ بچے بلک بلک کر مرجائیں گے۔ غرضیکہ باواجی کو اس نیک ارادے سے باز رکھنے کے لئے ہر طرح سے موہ اور محبت کا جال پھنسائے گئے۔ مگر باواجی کو کچھ اور ہی لگن لگی ہوئی تھی۔ ارادہ کے پکے تھے۔ ثابت قدم تھے۔ ہٹ کے مضبوط تھے۔ عزم مصمم تھا۔ باوانانک جی کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ یہ دیکھ بی بی نانکی جی نے تو زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ وہ بچپن سے ہی اپنے بھائی کی صفات حمیدہ اور عادات پسندیدہ سے آگاہ تھیں۔ اور وہ جانتی تھیں کہ میرا بھائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نثار ہوا ہوا ہے۔ اور اپنی دھن کا پکا ہے یہ کسی کی مانیگا تھوڑا ہی۔ اس لئے یہی مناسب ہے۔ کہ انہیں کچھ نہ کہا جاوے۔ مگر بی بی نانکی نے یہ کہا۔ کہ کبھی کبھی درشن ضرور دیا کرنا۔ اس سے مجھے آپ کی جدائی شاق نہیں گذرے گی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی نصیحت کی۔ کہ اس مبارک "مشن" کو جو آپ اختیار کرنے لگے ہیں۔ تن من سے نبھانا۔ اوّل اوّل آپ کو عارضی تکالیف اپنا بھیانک چہرہ دکھلائینگی مگر آپ نے منہ نہ پھیرنا۔ باواصاحب یہ نصیحت سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور یہ الفاظ باواجی کے دل پر نقش فی الحجر ہو گئے۔ اور ہمیشہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی اس نصیحت پر عامل رہے۔

انہیں جو دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

چوتھا باب

پہلا مرید

گورو جی کے سنیاسی ہونیکے متعلق اڑتی ہوئی افواہ تلونڈی میں بھی پہنچ گئی۔ مہتہ کالو اسے سُن کر از حد رنجیدہ ہوئے۔ اور اپنے آپ میں بہت کڑھنے لگے۔ کہ اس بچے کے ہاتھ سے

کبھی مجھے سُکھ کا سانس نہیں آیا۔ سی شش و پنج میں تھے۔ کہ بھائی مردانہ جو ذات کا
میراسی تھا۔ اور بچپن سے ہی باواجی سے ایک گونہ محبت رکھتا تھا۔ اس خبر کی تصدیق
کے لئے سلطان پور روانہ کیا گیا۔ اور اس بات کی بھائی مردانہ کو از حد تاکید کی گئی۔ کہ
اگر تم اُن (نانک جی) کو فقیری لباس میں پاؤ۔ تو اُنہیں ہر طرح سے سمجھانا۔ ہماری تمام
تکالیف اور مصیبتوں کو تفصیل وار بیان کرنا۔ کہ تم اپنے والدین کے ہاں اکلوتے بیٹے ہو
ان کی تمام آرزوئیں۔ خوشیاں۔ انند اور امیدیں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے بڑے
چاؤ سے آپ کو پالا پوسا۔ اپنے بڈھے والدین کے حال پر رحم فرماویں۔ اور انہیں بڑھاپے
میں یہ سنتاپ (دُکھ) نہ دیویں۔ آپ اپنی بیوی کے حال زار پر رحم فرمادیں۔ کہ وہ
آپ کی عدم موجودگی میں زندہ درگور ہو جاوے گی۔ آپ کے ننھے ننھے بچے علیحدہ
ورلاپ کریں گے۔ وہ اپنے پِتا کے درشن نہ کرنے سے سسک سسک کر اور بلک بلک
کر دِن کاٹینگے۔ یہ تمام باتیں سُن کر بھائی مردانہ نے باواجی کے والدین کو تسلی دی۔ اور کہا کہ
آپ خاطر جمع رکھیں۔ اور پھر سلطان پور کی طرف روانہ ہوا۔ اور راستے میں یہ گُورمتا پکاتا گیا
کہ میں جاتے ہی یہ کمند اور جال باواجی کے راستے میں پھیلاؤں گا۔ خیر خدا خدا کر کے بھائی
مردانہ سلطان پور کے اُس جنگل کی کُنج تنہائی میں وارد ہوا۔ جس جگہ باوا صاحب اس دُنیا
سے اُتنگ ہو کر براجمان ... تھے۔ جا کر بلا خیر و عافیت کے بعد والدین کی تکالیف
اور بیوی بچّوں کی دردناک مصیبت کا قصّہ چھیڑا۔ ہر طرح سے اُن کے راستہ میں کمند
ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ باوا صاحب کو اس خیال سے باز رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا گیا۔ مگر باوا صاحب نے بھی "اکو الف تیرے درکار" کا سبق پڑھا تھا۔ انہیں
تو اپنے محبوب اور پیارے کی لگن لگی ہوئی تھی۔ جس کے لگنے کا دُنیا میں انہیں دوسرا
نظر نہ آتا تھا۔ بیشک والدین کی محبت بیوی کا موہ انسانی دل کے لئے ایک فطری تقاضا
ہے۔ مگر جس شخص کی اس پرم پورن پیار پریم (محیط الکُل) دیالو کرپالو (رحمن و رحیم)

سے لگن لگی ہو۔ اُن کے لئے یہ دُنیاوی رشتہ داریاں۔ یہ عارضی محبتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ باواصاحب نے بھائی مردانہ کے آگے اس وحدہٗ لاشریک کی لگن اور دُنیا کی بے ثباتی کا حال بیان کیا۔ جس سے بھائی مردانہ کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور خلوص دل سے باواجی کا مرید بنا۔ اور بقیہ عمر باواجی کی صحبت بابرکت میں گذارنے کا عزم ظاہر کیا خدا کی شان بھائی مردانہ کیا کیا منصوبے باندھ کر اپنے گھر سے روانہ ہوا تھا۔ مگر کس طرح تمام کسندوں کو توڑ کے دل سے باواجی کی مریدی میں داخل ہو گیا۔ یہ تھا وہ مقناطیسی اثر بیشک نیکوں کی پاک اور پوتر لائف لوگوں کے دلوں کو بے طرح فریفتہ کر لیتی ہے اور

"انہیں جو دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے"

اُن لوگوں کو جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور دُنیا کی خواہشات کی سنڈ اس میں مبتلا ہیں اور سچائی کے گریز کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں انہیں باوا نانک جی کی (Brige Example.) درخشاں مثال سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ دُنیا تو چند روزہ ہے۔ آخر جب انسان مرجاتا ہے۔ تو تمام عزیز رشتہ دار یہاں ہی رہ جاتے ہیں۔ ساتھ کچھ نہیں جاتا مگر اعمال۔

باواصاحب ہر ایک کو بھائی کے لفظ سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مردانہ کو بھی بھائی مردانہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ باواصاحب ذات پات اور چھوت چھات کے جھمیلے سے سخت بیزار تھے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ از روئے آفرینش تو کوئی ذات پات کی تفرقہ بندی ہمیں نظر نہیں آتی۔ البتہ ایشور کی بھگتی (خدا تعالیٰ کی بندگی) سے پدوی (اعلیٰ رتبہ) ہوتی اور ایشور سے منہ پھیرنے سے ذات کم ہوتی ہے۔ باواجی نے چھوت چھات کے مسئلہ کو توڑنے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ

آئندہ ظاہر ہوگا۔

باواجی کا دوسرا سکھ

خیر بھائی مردانہ باواجی کی شرن لیکر خلوص دل سے مرید بنا۔

چونکہ باوا صاحب خاندان چشتیا سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔ اس لئے آپ نہائت میٹھی سُر میں ستار کی والہانہ آواز کے ہمراہ توحید کے زمزمے

توحید کے زمزمے

الاپا کرتے تھے۔ ایک روز باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو کہا۔ کہ بی بی نانکی جی کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے سات روپیہ لو۔ اور عشق پورہ میں بھائی پھیرو کے پاس عمدہ ستار ہے۔ وہ خرید لاؤ۔ باوا نانک جی کی آگیا (حکم) بموجب بھائی مردانہ بی بی نانکی جی کے پاس آیا۔ اور کہا کہ باواجی نے ستار کے لئے سات روپیہ مانگے ہیں۔ بی بی نانکی جی یہ پیغام سُن کر باغ باغ ہو گئیں۔ اور کہا۔ کہ باواجی کو کہہ دیجیو۔ کہ مجھے ضرور درشن دیویں۔ اور سات روپیہ ستار کے خریدنے کے لئے مرحمت فرمائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تاکید کی کہ بھائی نانک جی کے لئے کوئی عمدہ ستار لانا جسے دیکھ کر وہ خوش ہو جائیں۔ بھائی مردانہ روپیے کر سیدھا موضع عشق پورہ بھائی پھیرو جی کے پاس آیا۔ اتفاق سے بھائی پھیرو جی وہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے بھائی مردانہ کو قریباً تین روز کی انتظار کرنی پڑی۔ تین روز کے بعد جب بھائی پھیرو جی واپس آئے۔ تو ستار کیسا لئے کہا۔ بھائی پھیرو جی ستار کو باہر لائے۔ اور کہا کہ میں باواجی سے قیمت نہیں لوں گا۔ کیونکہ یہ ستار باواجی کی امانت ہے۔ اور میں تو ان کا شروع سے عقیدتمند ہوں۔ بھائی مردانہ ستار لے کر سیدھا باوا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باوا صاحب ستار کو دیکھ بہت خوش ہوئے ایک روز مردانہ ستار بجا کر حمد الٰہی کے گیت گا رہا تھا۔ شام کے نہائت انند وائیک (عمدہ وقت) تھا۔ بھینی بھینی ہوا چل رہی تھی۔ توحید کے زمزمے۔ نہائت موثر پیرایہ اور مست الستدھیان میں الاپے جارہے تھے۔ کہ ستار سے خود بخود یہ آواز آنے لگی کہ توہی نرنکار ر۔

تُوہی نرنکاری - نانک بندہ تیرا"

عالم بیخودی کا دوسرا موقعہ

اس توحید کی نغمہ سرائی میں ایسا سرور آیا کہ آپ بے خودی کی حالت میں مست ہو گئے اور ایسے مست ہوئے۔ کہ تین روز تک آنکھ نہ کھولی۔ ایسی لگن میں مگن ہوئے۔ کہ مردانہ حیران و پریشان تھا۔ بھوک نے غلبہ کیا۔ مگر مجبور تھا۔ "نہ روے ماندن نہ روئے رفتن" والا معاملہ تھا۔ تین روز کے بعد جب باوا صاحب نے سمادھی سے آنکھ کھولی۔ اور مردانہ کی خیر وخیریت پوچھی۔ تو وہ بہت دلگیر اور اداس سا نظر آیا اور کہنے لگا کہ آپ تو مراقبے میں جا کر ایسی لگن لگاتے ہیں۔ کہ تین تین روز تک آنکھ نہیں کھلتی۔ اور میں پڑا بھوکا تڑپا کرتا ہوں۔ یا تو مجھے بھی اپنے جیسا مست مجذوب صابر وشاکر بنا دیویں۔ ورنہ مجھے اجازت دیویں۔ کیونکہ میں آپکے ہمرکاب نہیں۔ باوا نانک جی نے کہا کہ یہ باتیں تو خدا کے اختیار میں ہیں۔ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ باقی آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو جا سکتے ہیں۔ اور یہ ستار بی بی نانکی جی کے حوالے کر دینا۔ اجازت لیکر بھائی مردانہ بی بی نانکی جی کے گھر آیا اور کہا کہ یہ باوا صاحب کی ستار ہے۔ اور میں اپنے گھر جاتا ہوں۔ کیونکہ باوا صاحب تو تین تین روز تک سمادھی (مراقبہ) لگائے رکھتے ہیں۔ اور ایسا استغراق کا عالم طاری ہوتا ہے۔ کہ تین تین روز تک آنکھ نہیں اُٹھاتے۔ میں بھلا کس طرح آپکے ساتھ بھوک پیاس کے

لالہ جیرام بھائی مردانہ کے متکفل ہوئے

صدمے برداشت کرسکتا ہوں۔ میرا اُن کا ساتھ مشکل۔ یہ سُن بی بی نانکی جی بہت فکرمند ہوئیں لالہ جیرام گھر آیا۔ تو اُس کو تمام ماجرا کہہ سُنایا۔ کہ جب تک آپ یہاں ہیں۔ باوا نانک جی کا اور آپ کا کھانا اور کپڑا ہمارے ذمہ رہا۔ اور آپ بےفکر ہو کر باواجی کے ساتھ رہیں۔ یہ سُن بھائی مردانہ تو باغ باغ ہو گیا۔ لالہ جیرام نے ایک انگرکھا اور ۲۰ روپیہ باواجی کے لئے مردانہ کے ہمراہ روانہ کئے۔

مردانہ روپیہ اور انگرکھا لے کر خوشی خوشی باواجی کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ باوا صاحب خفا ہوئے۔ کہ آپ روپیہ میرے لئے کیوں لائے۔ کیوں خواہ مخواہ انہیں تکلیف دی۔ مجھے روپیہ سے کیا سروکار۔ البتہ دو روٹیوں سے واسطہ ہے۔ سو وہ کرتار روز بھیج دیتا ہے۔ یہ مایا (دولت) تو دنیاوی دھندوں میں پھنسنے کے لیے ترغیب دیتی ہے ہم فقیروں کو تو ایسی خطرناک چیزوں سے کنارہ کشی کرنی چاہیئے۔ توکل بخدا رہنا چاہیئے۔ وہ تمام کا رازق اور خالق ہے۔ ہمجنسوں پر بھروسہ رکھنا ٹھیک نہیں۔ جاؤ روپیہ تو واپس کر آؤ۔ اور انگرکھا یہاں پڑا رہے۔ یہ سن بھائی مردانہ روپیہ واپس کر آیا۔ مریدی میں دوسرا نمبر بھائی بالے کا تھا۔ یہ دونوں باواجی کے فدائی تھے باوا صاحب سے انہیں اسقدر محبت تھی۔ کہ تن من دھن سے باواجی کے سکھ ہو گئے۔ اور تمام عمر تک باواجی کے ہمرکاب رہے۔ اگرچہ بعض جنم ساکھیوں میں جو بعد میں تیار کی گئی ہیں۔ درج ہے۔ کہ مودی خانہ کے کام کے ختم ہونے پر بھائی بالا باواجی کا ساتھ چھوڑ کر سلطان پور آ رہا۔ اس کے بعد جب بھائی مردانہ کا انتقال ہوا۔ تو بھائی بالا نے باواجی کی ہمرکابی

بھائی بالا کی پوتر لائف پر ایک دھبہ اور اُس کا ازالہ

کا فرض ادا کیا۔ مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں اور ہم نہایت زور سے اس بات کی تردید کرتے ہیں۔ یہ بھائی بالا کی وفاداری پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ اور اُن کی پاک اور پوتر لائف پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جو بعض نادان مورخوں نے لگایا ہے۔ پرانی جنم ساکھیوں سے کوئی جنم ساکھی بھی اس بات کا ثبوت نہیں دیتی کہ بھائی بالے سے کچھ خفگی ظاہر ہوئی ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا اور بعد ازاں بھائی گورداس جی اس بات کی تردید کرتی ہیں۔ بھائی بالا تو بچپن سے ہی باواجی کا ساتھی تھا۔ بچپن سے لیکر مودی خانہ کے کام سے استعفا دینے تک۔ وہ باواجی کی صحبت صالح سے فیضیاب ہوتا رہا۔ غرضیکہ بھائی بالا باواجی کا عاشق دیرینہ تھا۔ باوا نانک جی کی مدت سنگت

(صحبت صالحہ) نے ان کے ہردہ کو پریم کے نور سے منور کر دیا تھا۔ اس کا دل معرفت تامہ سے سرشار ہو چکا تھا۔ وہ تو ایک لمحہ کے لئے بھی باوا جی کی جدائی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اگر مچھلی بغیر پانی کے زندہ رہ سکے تو یہ ممکن ہے۔ مگر یہ غیر ممکن تھا۔ کہ بھائی بالا۔ باوا جی کی ست سنگت کو تیاگ دیتا۔ ہمارا گمان ہی نہیں۔ بلکہ یہ ہمارا وشواس (ایمان) ہے۔ کہ بھائی بالا باوا جی کے ہر سفر میں ہمرکاب رہا۔ یہ ہماری ہی رائے نہیں۔ بلکہ باوا جی کی انگریزی سوانحعمری کا فاضل مصنف بھائی سیوا سنگھ جی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی جیسا ودوان بھی ۱۲۵ صفحہ پر دبی قلم سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ یہ امکان سے باہر ہے۔ کہ بھائی بالا جیسا وشواسی (یقین کرنے والا) اور درڑھتائی (مستقل مزاج) انسان جسے بچپن سے ہی باوا صاحب کی صحبت صالحہ میں رہنے کا فخر حاصل ہوا ہو اور جو باوا جی کے گیان سے متمتع ہو چکا ہو اور معرفت تامہ کا ابھلاشی (خواہش مند) ہو وہ باوا جی کی جدائی کو کب گوارا کرنے لگا۔

نیز آج تک جسقدر باوا صاحب کے فوٹو (Photoe) ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ اُن میں بھائی بالا تو باوا جی کو چنور کر رہا ہے۔ اور بھائی مردانہ ستار بجا کر توحید کے زمزمے الاپ رہا ہے۔ آجتک کوئی فوٹو ہماری نظر سے ایسا نہیں گذرا۔ جس میں بھائی مردانہ اور باوا نانک جی ہوں۔

پانچواں باب

سفر

افسوس کہ یہ قریب قریب ناممکن ہے۔ کہ ہم باوا صاحب کے صحیح صحیح سفری حالات آپ صاحبان کے پیش نہیں کر سکتے۔ جنم ساکھی سے جو حالات ہمیں ملتے ہیں وہ کچھ ایسے خلط ملط اور بے ترتیبی سے ہیں۔ اور ان کا سلسلہ کچھ ایسا پیچیدہ ہے

جس سے باوا نانک جی کے سفر کی صحیح صحیح فہرست دینا قریب قریب ناممکن ہے افسوس کہ ایسے مہاپُرش (ولی اللہ) اور ریفارمرؒ کے سفروں کا صحیح صحیح ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں۔ جس نے آج سے چار سو سال پہلے اس بھارت ورش کو خوابِ خرگوش سے جگایا تھا۔ جس نے معرفت کی چنگاری سے لوگوں کے دلوں کو سلگایا تھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا میٹھا راگ الاپا تھا۔ نہ صرف ہندوستان میں ہی۔ بلکہ بلوچستان۔ افغانستان۔ ترکستان۔ عرب وغیرہ۔ پچھم کی طرف سیام برہما وغیرہ۔ مشرق کی طرف سیلون وغیرہ جنوب کی طرف تبت کشمیر وغیرہ شمال کی طرف باوا نانک جی کے سفری حالات اسقدر طول طویل ہیں۔ کہ اگر میں تفصیل وار بیان کرنے لگوں تو ان کے ہر ایک ملک کے سفر کے حالات پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ مگر مجھے تو باوا جی کی دہارمک لائف (قدسی زندگی) کا فوٹو آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس لئے میں باوا صاحب کے مختصر سفری حالات آپ صاحبان کے سامنے پیش کروں گا۔ گو بعض جنم ساکھیوں میں ایسے زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں۔ ایسے گھوڑے ملنگے گئے ہیں ایسی عجیب برتر از قیاس باتیں درج کی گئی ہیں۔ جن پر سکھ صاحبان بھی پورا پورا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اس لئے ایسی باتوں کو مجبوراً مجھے نظر انداز کرنا پڑے گا۔

باوا صاحب کے سفر کا مقصد تو آپ لوگ پچھلے باب میں پڑھ آئے ہوں گے۔ باوا جی کا سفر تو الٰہی الہام کے ماتحت تھا۔ باوا نانک جی کے سفر کی روانگی کی تاریخ کے متعلق کوئی جنم ساکھی بھی ایک دوسرے سے مقابلہ نہیں کھاتی۔ کسی کی روانگی سنہ ۱۴۹۷ء میں ظاہر ہے کسی میں سنہ ۱۵۰۶ء ہے۔ کسی میں سنہ ۱۵۱۰ء ہے۔ مگر بہرحال کچھ بھی ہو۔ باوا نانک جی کا پہلا سفر سنہ ۱۵۰۷ء سے لیکر سنہ ۱۵۱۰ء کے درمیانی عہد سے شروع ہوتا ہے۔

جب باوا صاحب ملازمت کو تیاگ (استعفا) کر اٹنگ بیٹھکر ایشور کی بھجن بندگی میں مصروف ہوئے۔ تو لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے شروع ہوئے۔ ہر وقت

کثیر ہجوم ان کے گرد جمع رہتا۔ اس لئے باوا صاحب نے دیکھا۔ کہ اس طرح ان کی ایشور بھگتی میں بگن پڑتا ہے۔ تو آپ وہاں سے چل دیئے۔ اور فقراء اہل کمال سے ملاقات کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ لاہور پہنچکر فقیروں کے ساتھ خوب میل ملاپ ہوا۔ معرفت الٰہی اور گیان دھیان کی باتیں ہوتی رہیں۔

ایمن آباد جانا

پھر باوا صاحب لاہور سے روانہ ہوئے۔ تو ان کے دل میں خیال آیا۔ کہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں بھائی لالو ترکھان ہمارا ایک عقیدتمند سکھ ہے۔ چلو اس سے ملتے چلیں۔ جب باوا صاحب نے بھائی لالو کو آکر آواز دی۔ تو اس وقت وہ لکڑی کے کیلے بنا رہا تھا۔ آواز سنتے ہی چونکنا ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور کام کو چھوڑ جھٹ باہر آیا۔ باواجی کو دیکھ کر اس کا تن من سیتل ہو گیا۔ اور تن من دھن سے باواجی کے سیوکوں میں داخل ہوا۔ اور باواجی کی صحبت صالح کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ خیال کرنے لگا۔ باوا نانک جی کے آنے سے اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ لوگ جوق در جوق باواجی کے پاس آتے تھے۔ اور درشنوں سے اپنے جلے ہوئے دل کو شانت دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام شہر میں باواجی کی شہرت ہو گئی۔ لوگ بڑے شوق سے باواجی کی زیارت کو آتے باوا صاحب دن کو تو پُر فضا جنگل کی کنج میں اپنی سمادھی میں مگن رہتے اور شام کے وقت بھائی لالو کے گھر آکر بسیرا لیتے۔ اِن دنوں میں ملک بھاگو جو اس جگہ کا رئیس تھا۔

باواجی کی غریبوں سے محبت

اس کے بیٹے کی شادی تھی۔ ملک بھاگو نے باواجی کو نیوتہ (دعوت) کے لئے پیغام بھی بھیجا مگر باواجی نے کچھ جواب نہ دیا۔ بار بار کے تقاضا سے بھی باوا صاحب ملک بھاگو کی دعوت میں شریک نہ ہوئے۔ پھر تو ملک بھاگو کے کرودھ کی کوئی حد نہ رہی۔ مارے غصہ کے آگ بگولہ ہو گیا۔ آتش غضب کا پتلا بن گیا۔ طیش میں آکر وہ چار نوکروں کو حکم دیا کہ

اُس فقیر کو زبردستی جس حالت میں ہے ۔ حاضر کرو۔ تمام ملازم جا کر باواجی کو پکڑ لائے۔
ملک بھاگو باواجی کو سخت سُست کہنے لگا۔ کہ تم میرے گھر کا نیوتہ (دعوت) تو قبول نہیں کرتے
جو ایک کھتری گھرانے اور اعلیٰ پاکیزگی اور پوترتائی سے تیار کیا گیا ہے۔ مگر اس چنڈال غودر کے
گھر کا بھرشٹ کھانا بڑی رغبت سے کھاتے ہو۔ تس پر باواصاحب نے کہا۔ اچھا! کھانا لے آؤ!
میں کھائے لیتا ہوں۔ ادھر بھائی لالو کو جو پاس ہی کھڑا تھا۔ اشارہ کیا۔ کہ آپ بھی جا کر اپنے گھر
سے جو اس وقت تیار ہو۔ اُٹھا لاؤ۔ ادھر ملک بھاگو نے ۔ پوری حلوہ وغیرہ کا تھال پروس کر
باواجی کے آگے لا رکھا۔ اُدھر بھائی لالو جی خشک چنے کی روٹی لے کر حاضر ہوا۔ باواجی نے پہلے
ملک بھاگو کے سامنے چنے کی روٹی کو دبایا۔ تو اس میں سے دودھ ٹپکنے لگا۔ پھر ملک بھاگو کے حلوہ
پوری کچوری کو دبایا۔ تو اس میں سے خون کے قطرے گرنے لگے۔ تس پر باواصاحب نے ملک بھاگو کو
کہا تو دیکھیے دودھ والا کھانا تو حلال کی کمائی سے تیار کیا گیا ہے۔ اور یہ طیب کھانا ہے۔ اس سے
دلی پاکیزگی اور پوترتائی ہوتی ہے۔ یہ کھانا گویا شیر مادر ہے۔ برخلاف اس کے دوسرا کھانا جس میں سے
خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ یہ جور و ستم۔ ظلم۔ تعدی۔ رشوت۔ غبن۔ لوگوں کی حق تلفی۔
غریبوں مسکینوں کا گلا گھونٹ کر حاصل کیا گیا ہے جس کے کھانے سے تن من بھرشٹ
ہو جاتا ہے۔ بدنصیب بھاگو پر اس گیان کا کچھ اثر نہ ہوا۔ دل میں نادم تو ضرور ہوا۔ مگر کھسیانا سا
ہو کر یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ تم جادوگر ہو۔ یہ کہہ کر باواجی اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ اور بھائی
لالو کو کہا۔ کہ اب ہم جاتے ہیں۔ مگر ملک بھاگو نے نہایت عاجزی سے بنتی (عرض) کی۔ کہ کچھ
عرصہ اور غریب خانہ پر تشریف رکھیے۔ بڑی منت سماجت کے بعد باواصاحب اور ایک ماہ ایمن آباد
میں ٹھہرنا منظور فرمایا۔ اور بھائی مردانہ نے کہا۔ کہ اب آپ تو یہاں قیام فرماویں گے مجھے
اجازت دیجیے۔ کہ گھر ہو آؤں۔ مردانہ اجازت لیکر تلونڈی کی طرف روانہ ہوا۔ مہتہ کالو رائے
کو باواجی کی خیر و عافیت سے آگاہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ آپ کا خاندان مبارک ہے کہ
جس میں ایسے برگزیدہ گوہر اور انمول رتن پیدا ہوتے ہیں۔ باوا نانک کیا بلحاظ ہمدردی بنی نوع انسان

۱۷۲۳۴

کیا بلحاظ جپ تپ (بندگی) کیا بلحاظ تیج (روحانی جذبہ) راجہ رام چندر سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ بیشک آپ کا دلارا سپوت (ہونہار لڑکا) اس سوتے ہوئے بھارت ورش کو جگائیگا اس میں روحانیت کی روح پھونکیگا۔ آپکے لڑکے کا گیان* قوم کے مکھ پر جیون کا پرتاب ڈالیگا مہتہ کالو رائے یہ سُن کر بہت خفا ہوا اور کہا یہ کیا بکتے ہیں۔ نانک نے تو ہماری بیڑی ڈبو دی ہماری قوم کے مکھ پر کلنک کا ٹیکا لگا دیا۔ تمام برادری ہمیں طعن کرتی ہے۔ کہ تمہارا لڑکا گودڑی پوش ہوگیا۔ ہم تو برادری میں مُنہ دکھلانے کے قابل ہی نہیں رہے۔ مردانہ نے کہا کہ باواجی کی قدر رائے بلار سے دریافت کیجئے۔ جب بھائی بالا اور مردانہ تلونڈی کی طرف روانہ ہوئے تو رائے بلار نے کہا کہ میری طرف سے باواجی کی خدمت میں یہ عرض کر دینا کہ مَیں بباعث ضعیف العمری کے حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہوں۔ مگر آپکے درشنوں کو بہت دل للچاتا ہے۔ سو آپ براہ نوازش ضرور اپنے درشنوں سے خورسند فرماویں۔ یہ پیغام بھائی بالا اور مردانہ نے باواجی کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اگرچہ باوا صاحب اپنے گاؤں میں جانا خطرہ سے خالی نہیں سمجھتے تھے۔ چونکہ باواجی کو رائے بلار سے ایک خاص اُنس تھا۔ اس لئے باوا صاحب نے بسروچشم منظور فرمایا۔ اور بھائی لالو سے وداع ہونے کے لئے کہا۔ بھائی لالو نے اصرار کیا کہ ابھی تو ایک ماہ میں پانچ روز باقی ہیں۔ باوا صاحب نے۔ کہ اگر ایشور جی کو منظور ہوگا۔ تو ہم پھر کبھی چکر لگائیں گے۔

وطن کو آنا

تو پھر باوا صاحب ایمن آباد سے روانہ ہو کر رائے بھوئے کی تلونڈی آئے۔ ایک کوئیں پر آسن جمایا۔ یہاں پر تکالیف کا بہت سا سامنا کرنا پڑا۔ مہتہ کالو رائے کو خبر ہوئی۔ تو سیدھے اُس کنوئیں پر پہنچے۔ باواجی کو فقیرانہ لباس میں دیکھ آگ بگولہ ہو گئے۔ کرودھ* کی کوئی حد نہ رہی۔ آتشِ غضب کی حالت میں باواجی کو سخت سُست کہنے لگے۔ باوا صاحب نیچی نگاہیں کئے خاموش بیٹھے رہے۔ والد صاحب نے بہت کوسا۔ صلواتیں سنائیں۔ مگر باواجی نے چشم وا تک نہ کی۔

مہتہ کالو رائے جو باوا جی کا حقیقی چچا تھا اُسے بھی خبر ہوئی وہ بھی سیدھا باوا جی کے
پاس آیا اور مہتہ کالو رائے کو اس طرح واہی تباہی کہنے سے منع کیا اور باوا صاحب
کو کہا بچہ ہر ایک قسم کی سکھ و انگ چیزیں یہاں آپ کے لیے حاضر ہیں ریشم
اطلس اور کمخواب آپ کے پہننے کے لیے موجود ہے سواری کے لیے گھوڑا حاضر ہے
اور کھانے کے لیے طرح طرح کی نعمتیں موجود ہیں آپ کے دشمن فقیر ہوں آپ فقیرانہ
لباس کو تن سے اتار دیں اس سے ہماری ہتک ہوتی ہے آپ کو ہر طرح سے
اجازت ہے کہ خواہ آپ گھر میں رہکر تجارت کریں یا کاشتکاری یا ملازمت یا
کوئی اور پیشہ اگر آپ چاہیں تو خالی ایشور بھگتی کر چھوڑا کریں اور مزے اور چین
سے بال بچے میں اپنی زندگی گزاریں مگر باوا صاحب نے کہا کہ اس طرح دنیا کی کاروبار
میں پڑکر میں اس حقیقی ڈیوٹی سے جس پر اس احکم الحاکمین نے مجھ تعینات
فرمایا ہے بے مکھ (سست) ہو جاویگا مجھ اپنے تن من سے وہ ڈیوٹی مقدم ہے
میرا وہ مشن ان دنیاوی مشنوں سے بدرجہا اولیٰ و افضل ہے جب مہتہ کالو رائے
اور لالو رائے نے یہ دیکھا کہ یہ کسی طرح بھی اپنے خیال سے باز نہیں آئینگے تو ہر ایک
رشتہ دار مثلاً والدہ باپ - چچا - عورت بچوں کی طرف علیحدہ علیحدہ اپیل کی
گئی کہ آپ ترک دنیا کا خیال چھوڑ دیویں مگر باوا صاحب اپنے دھن کے پکے
تھے وہ اس دنیاوی سمندر کی محبت کے طوفان میں چٹان تھے دنیاوی محبت
کا سمندر طوفان کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا چٹان (نانک صاحب) سے آکر ٹکراتا تھا مگر
مہتہ کی کہتا نہ تھا اور شرمندہ ہو کر واپس ہو جاتا تھا۔ باوا صاحب اپنے دھن کے
پکے تھے ہٹ کے پورے تھے ارادہ کے مستقل تھے ایک نہ سنی پر نہ سنی - اتنا
سمجھایا - ہر طرح کے لالچ کی ترغیب دی گئی دنیا کے موہ کا جال انکے راستہ
میں پھیلایا گیا والدین کا وِلاپ کرلاپ علیحدہ بیوی بچوں کی محبت کا خیال

یہ ایسی باتیں نہ تھیں جو پتھر دل کو بھی موم نہ کر سکتیں مگر باوا صاحب اپنی لگن مین مگن تھے ایک نہ مانی پر نہ مانی اور رشتہ دارون کی نسبت یہ مبارک شبد پڑھا۔

کہا ہماری ماتا کہئے سنتوکھ ہمارا پتا ؛ ست ہمارا چچا کہو جن سنگ منوا متا
سن لال گن ایسے

سگلے لوگ بندھن کے باندھے سوگن نہیں کیا ؛ بھاؤ بھائی سنگ ہمارے پریم پوت سو ساچا
دھی ہماری دھیرج بنی ایسے سنگیہم رچا ؛ شانت ہماری سنگ سہیلی مت ہماری چیلی
ایہ کٹنب ہمارا کہے سانس سانس سنگ کھیلی ؛ اونکار ہمارا خاوند جن ہم نت نہائی
اسکو چھاڈ اور کو لاگے نانک سو دکھ پائے

ترجمہ کہا (مہربانی) تو ہماری ماتا ہے سنتوکھ (صبر) ہمارا پتا ہے (جام وحدت) ست (سچ راستی) ہمارا چچا ہے جنکی مہربانیون بزبان ہوکر ہمارا دل پریم رس پلا رہا ہے اے لالو (اپنے جی سے مخاطب ہوکر) یہ (گن خوبیان ہیں ایسے رشتہ دارون کی سنگت سے تمام لوگ رشتہ دارون کے بندھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ایسا حقیقی رشتہ دارون کی قدر نہیں جانتے بھاؤ (نماتہ) ہمارا بھائی ہے پریم (اللہ تعالیٰ کی محبت) ہمارا پوت (لڑکا) ہے دھیرج (اطمینان قلب) ہماری لڑکی ہے ہم توان رشتہ دارون کے لگن مین مست ہیں شانت (صبر) ہماری سہیلی (دوست) ہے مت (عقل) ہماری مرید ہے یہ ہمارا کٹنب (قبیلہ) ہے جن کیساتھ ہم کھیلتے رہتے ہیں ان رشتہ دارون کی موجودگی مین ہمیں اور کسی رشتہ دارون کی ضرورت نہیں اونکار (وحدہٗ لا شریک) ہمارا مالک ہے جس نے ہمکو پیدا کیا۔ اگر ہم اسکو چھوڑ کر کسی دوسرے سے تعلق پیدا کرینگے تو ہم دکھوں اور مصیبتوں مین مبتلا ہونگے یہ سن باوا جی کے والد مہتہ کالو رائے

اور دیگر رشتہ دار تو حیران رہ گئے اور باوا صاحب نے کہا کہ افسوس ہم زیادہ تر یہاں نہیں ٹھہر سکتے آپ ہمیں آگیا (اجازت) دیجئے تیسر والدین نے کہا کہ اگر ہمیں آج اس وراپ اور ہا ہا . کار کے حالت مین چھوڑ کر چلے جائینگے تو دنیا آپکو کیا کہیگی۔ آپ ہمارے بڑھاپے پر رحم فرمائیے ہم تو آپکی جدائی مین روتے روتے اندھے ہو جائیں گے بیوی اور بچوں کے حال زار پر نظر عنایت کیجئے جو کہ آپ کی صورت کو ترس رہے ہین اگر آپ ایسی حالت مین ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو دنیا آپکو کیا کہیگی تسپر باوا صاحب نے یہ شبد کہا۔

اے سکھیو منج بھی تیو کیونکر رکھان پت
جاں بولاں تاں آکھے بڑ بڑ کرے بھُت
چپ رہاں تو آکھئے اس گھٹ ناہیں مت
جے بہوراں تو آکھیئے بیٹھا ستھر گھت
اٹھ چلاں تاں آکھدے چھار گیا سر گھت
جیکر نواں تاں آکھدے ڈردا کرے بھگت
کا ئی گلی نہ ہو ئی کنتول کڈّ ان جھت
ایتھے اوتھے نانکا کرتا رکھے پت

ترجمہ ظاہری قیل وقال پر لٹو ہونیوالی مخلوق سے کس طرح نکتہ چینیوں سے بچ سکتے ہین اگر بولین تو کہتے ہین دیکہا کیسا بکواسی ہے اگر خموشی اختیار کرے تو کہتے ہین اوہ! یہ تو سنڈ منڈ ہے بات کرنیکا وقوف نہیں اگر بیٹھے رہین تو یہ بار ری دنیا ہتی ہے دیکھو یہ مردہ کی لاش پڑی ہوئی ہے اگر اٹھکر جائیں تو کہتے ہین سر مین دھول ڈال کر چلدیا اگر نمرتا ئی (عاجزی) اختیار کیجاوے تو کہا جاتا ہے کہ ڈر کے مارے رام رام کہہ رہا ہے

ہم تو کس طرح بھی اس اندھی دنیا کی نکتہ چینی سے نہیں بچ سکتے اور کہیں بھی آرام سے بسر نہیں کر سکتے اے نانک یہاں اور وہاں وہی خالق ہی عزت رکھنے والا ہے ؛

پھر باوا صاحب رائے بلار کو ملنے کے لیے گاؤں میں گئے رائے بلار باوا جی کے دیکھتے ہی چارپائی کے تعظیم کے لیے اٹھا باوا صاحب نے منع کیا۔ اور کہا کہ آپ تو میرے بزرگ ہیں یہ حق تو مجھی کو پہنچتا ہے کہ میں آپکی تعظیم کروں نہ کہ آپ رائے بلار نے کہا کہ آپ ایشور کے بھگت ہیں آپکے درشنوں سے میرے تن من کو شانت (اطمینان قلب) ہوتا ہے میرے جلے ہوئے دل پر آپکی زیارت سے امرت کی بارش ہوتی ہے پھر میں آپ کی تعظیم نہ کروں تو اور کیا کروں باوا صاحب نے رائے بلار کو معرفت کے گیان سے سرفراز کیا اور عرصہ تک روحانیت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ باوا صاحب نے رائے بلار کو وہ معرفت کے نکتے سمجھائے کہ جسکو سن کر رائے بلار از حد خوش ہوا جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ تلونڈی میں آ کر پہلے پہلے باوا جی نے رائے بلار کے ہاں کھانا کھایا دسترخوانوں پر کھانا چنا گیا جس میں بکرے کا گوشت بھی موجود تھا دیکھو جنم ساکھی انگریزی بھائی سیوا سنگھ بی۔ اے ایل ایل۔ بی ودوان صفحہ ۶۸ کھانے کے بعد رائے بلار نے باوا جی آگے سوال کیا۔ اب ہمارا روکھا پھیکا کھانا پروان فرمائیں گے تب باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا

× واضح رہے کہ رائے بلار مسلمان تھا باوا صاحب نے بخوشی رائے بلار کی دعوت منظور کی جسمیں گوشت بھی تھا اور ملک بھاگو کی دعوت کو باوجود انکے ہندو ہونے کے انکی عرضہ پوری کو رد کر دیا اسی سے آپ باوا جی کی مذہب کی پرکھیا (پڑتال) کر لیں ہم اپنے منہ سے کچھ نہیں کہتے

مٹھا دم سلونا سنجم کھٹا کھرا دھیان
ایسا بھوجن جو جن اچوسے سکھہن پروان

ترجمہ اسرار وحدت کا ذائقہ شیرین ہے اس کی خواہشات پر تصرف کرنا نمکین ہے معرفت تامہ سے انہضام طعام میں مدد ملتی ہے [illegible] کہ اپنی اندریوں و خواہشات پر پورا پورا تصرف کر جانچ خواہشات پر غالب آنا دل کو قابو میں رکھنا "من جیتے جگت جیت" یعنے جس نے اپنے دل پر فتح پائی اس نے تمام دنیا کو تسخیر کر لیا۔ "دل بدست آور کہ حج اکبر است" کے گیان سے سرشار رہتا ہے اس گیان کے بھنڈار کھلنے پر ایک ایسا بھوجن ملتا ہے جس سے تن من شیتل ہو جاتا ہے اس بھوجن کے کھانے سے ہمیشہ کیلئے شانت ہو جاتی ہے پھر رائے بلار کو باواجی نے ملازمت کے لیئے کہا تو باوا صاحب نے یہ جواب دیا۔

اک فرمایش آکھیئے جے منے سائیں
جس تے زور نہ چلیئے کر ندر وحائیں

ترجمہ اللہ تعالے نے میرے سپرد ایک ملازمت کی ہے میں اسکی فکر میں ہوں شب و روز دست بدعا ہوں کہ اس احکم الحاکمین کی ملازمت سے فیل نہ ہو جاؤں (ناظرین آپ غالباً اس ملازمت سے باواجیکی مراد سمجھ گئے ہونگے۔ یہ اس الہام کی طرف اشارہ ہے کہ ہندوؤں کے برہمن دیوی دیوتاؤں اور تیرتھوں کا کھنڈن کرو) جس کے آگے شہنشاہ سر خمیدہ کرتے ہیں جب مہتہ کالو نے دیکھا کہ باواجی اسطرح بھی نہیں مانتے تو نہایت نرمی سے یہ کہا کہ آپکو ست سنگت (صحبت صلحا) کا بڑا شوق ہے اسلیئے میری خرچ سے یہاں ایک سدا برت (لنگر خانہ) جاری کریں سادھو فقیر آپکے پاس آئینگے اس طرح آپکو ست سنگت کا بھی موقع ملجائیگا اور تبلیغ حق بھی ہوتی رہے گی

اور آپ بندگی میں بھی مصروف رہے گئے تیسرے باوا صاحب نے یہ جواب دیا۔ راگ آسا

محلہ پہلا
لنگر اک خدا ئیدا دو تر لنگر ناہین
دوسرا لنگر نہ چلے بھر جگ نہ رہائین
ارے بلا رس بینی اک عرض ہماری
خالق سچا اک ہے جس نے خلق سنواری
داتا آپ رحیم ہے سب جہان نالے
دیون کو آپے دھنی مردیاں پرت پالے
جیہاران تن دھن دیتے رہیں بھوگ
آپے نجبہ نہ ہو آوے کیتے رس جوگ
سدماں نہ آگے سر اک ہے سدھا ساد بچارے
نانک منگتا سب کو داتا سرجن ہارے

ترجمہ۔ صرف ایک ہی اُس خداوند رازق کا لنگر ہے دوسرے کسی کا لنگر اسکے لنگر کے آگے کچھہ حقیقت نہیں رکھتا اسے رائے بلار میری عرض سنو وہ ایک خالق برحق ہے جس نے نوع بنوع کے عطیات اور ساز و سامان سے آراستہ پیراستہ کیا ہے وہ مالک رحیم ہے بغیر مانگے اور منت کے دینے والا اور وہ تمام کی پرورش کر رہا ہے۔ وہی کریم سب پر مہربان اور روزی رسان ہے ہر وقت سب کا نگہبان ہے وہی قابل پرستش ہے اسکے لنگر سے عام فیض جاری ہے وہ کسی سے بغض نہیں کرتا اسکی رحمت کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا ہے تمام لوگ اسکے در کے بھکاری ہیں۔ یک مانگنے والے ہیں وہ مالک سرجن ہار ہے کہ

جب رائے بلار نے دیکھا کہ باوا جی تو کسی طرح بھی نہیں مانتے۔ تو

مجبوراً خموشی اختیار کرنی پڑی اور والدین بھی رو دھو کر چپ ہو گئے ؛

وطن سے واپسی

پھر باوا صاحب اور بھائی مردانہ و بالا تلونڈی سے روانہ ہو کر ایمن آباد بھائی لالوجی کے پاس وشاپانچ چھ روز کا وعدہ ایفا کرنیکے لیئے روانہ ہوئے اور راستہ مین ایک نہایت پرفضا جنگل (چھانگا مانگا کی رکھ) مین قیام کیا مردانہ کو حکم دیا کہ ستار بجاؤ۔ ستار بجنی شروع ہوئی۔ آپ نے معرفت کا ترانہ بھرا نغمہ توحید کی مدحت سرائی کی اونکار (توحید) کے زمزمے الاپے اور اس مین باوا جی کو ایسا سرور آیا کہ وجد مین آ کر بیخودی کا عالم طاری ہو گیا "من تو شدم تو من شدی" کا نقشہ جم گیا اللہ تعالٰے کی رحمت کی بارش ہوئی تمام اسرار مخفیہ کا پرکاش ہوا جنکا ذکر بخوف طوالت حوالہ قلم نہیں کیا جاتا ؛

لوگ یہان باوا جی کے پاس کثرت سے آنے لگے بہت سے لوگ باوا جی سے گیان سے راہ راست پر آئے اس چھانگا مانگا کی رکھ پر جس جگہ باوا جی نے مقام کیا تھا۔ ننکانہ صاحب کے نام سے ایک مندر* موجود ہے یہان سال بسال میلہ لگتا ہے دور دراز سے لوگ آتے ہین ؛

اس کے بعد باوا صاحب لاہور آئے اس جگہ سید احمد میر تقی سے ملاقات ہوئی بہت عرصہ روحانی گفتگو پر بحث مباحثہ ہوا کبھی خدا کی لگن اور دنیا کے تیاگ پر بہت عرصہ باتیں ہوتی رہین معرفت کے بھنڈار کا خوب دور چلا اور پھر اسکے بعد سیالکوٹ تشریف لیگئے وہان ایک مسلمان فقیر حمزہ غوث سے ملاقات ہوی یہان بھی دنیا کی بے ثباتی پر وکھیان (وعظ) ہوتا رہا آپنے اللہ تعالٰی کی ذات کے صفات بیان فرمائے معرفت کے گیان پر بہت عرصہ گفتگو ہوتی رہی اثنائے گفتگو مین باوا صاحب نے فرمایا کہ دیکھو لوگ

* افسوس کہ آجکل مندر کیحالت بہت خستہ ہین سکھ صاحبان کو ضرور اسطرف توجہ فرمانی چاہیئے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جس جگہ باوا جی نے آکاش بانی (الہام) کا شرف حاصل کیا تھا ؛

بہشت میں کے امیدوار ہونگے جو تمام دنیاوی کدورتوں اور آلائیشوں سے پاک ہوکر کیول اپشد ھدھ ۃ خبکیہ کے ہوجائینگے اور وہ لوگ جنہوں نے شیطان کی راہ اختیار کی روکے جائینگے اور دوزخ انکی جائے رہایش ہوگی اسکے بعد سچ اور جھوٹ کے مسئلہ پر بحث ہوتی رہی؛

آخر اسکے تصفیہ کیلیئے بھائی مردانہ کو دو پیسے دئے اور ایک کاغذ پر لکھا کہ ایک پیسہ کا سچ اور ایک پیسہ کا جھوٹ دیدو یہ کاغذ اور دو پیسہ بھائی مردانہ کے حوالہ کیئے کہا کہ بازار جاکر یہ سودا لاؤ یہ بات سُن حمزہ غوث کچھ حیران سا ہوگیا۔ اور کہا کیا بازار میں ہی کبھی سچ اور جھوٹ بکا کرتا ہے بھائی مردانہ بازار میں مارا مارا پھرا ہر ایک دوکاندار سے پوچھا کسی کے ہاں سے یہ سودا نہ نکلا حسن اتفاق سے مولالی کی دوکان پر جاکر مردانہ نے کاغذ دکھلایا۔ اور دو پیسہ حوالہ کیئے مولالی نے کاغذ کی پشت پر لکھدیا کہ "مرنا سچ اور جیونا جھوٹ" یہ سودا لاکر باواجی کے حوالہ کیا مگر حمزہ غوث نے اس بات کا اعتبار نہ کیا کہ جس نے یہ لکھا ہے کہ یہ واقعی عملی طور پر بھی اسپر کاربند ہوگا۔ اس بات کے یقین کرنیکے لیئے مولالی کو بلایا گیا اس نے سید حمزہ غوث کی تشفی کروادی اور کہا کہ میں ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھتا ہوں اور یہی میرا ناؤ ہے کہ مرنا سچ اور جینا جھوٹ اس قاعدہ پر کاربند ہونے سے زندگی بحصول سکھ (آرام) گزرتی ہے اور یہی تمام سکھوں کی جڑھ اور پاپوں کے کاٹنے کی کنجی ہے جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مرنا سچ ہے اور جیو جھوٹ ہے تو سکے آگے کام (شہوت) کرودھ (غصہ) لوبھ (لالچ) موہ (دنیا کی محبت) (سنکار، تکبر) کا نشتر نہیں چلتا جس جگہ باوا صاحب سیالکوٹ میں جاکر ٹھہرے تھے وہاں باواجی کا مقام گوردوارے کے بیر سے مشہور ہے سکھ لوگ اس مقام کو مقدس خیال کرتے

اور سال بسال یہاں بڑا بھاری میلا لگتا ہے اسکے بعد . . . . پانچ روز بھائی لالو جی کے پاس ٹھہرے رات کو تو بھائی لالو جی کے گھر میں بسرام (آرام) لیتے اور انکو جنگل میں یاد الٰہی کی لگن میں مگن رہتے پانچ روز کے بعد وہاں سے چلنے کی خواہش ظاہر کی اور اس جگہ ایک دھرم شالہ بنوائی جس کا انتظام بھائی لالو جی کے سپرد کیا اور اسے اپنے مت (مذہب) سے کما حقہٗ آگاہ کیا اور کہا امید ہے ہم پھر بہت جلدی آپکو ملینگے ہماری عدم موجودگی میں لوگوں کی وحدہٗ لاشریک کی پرستش کرنیکی تبلیغ کرنا بت پرستی کا کھنڈن (رد) کرنا اخلاق کریمانہ کو مدنظر رکھنا ہر ایک سے میل ملاپ بڑھانا ہمدردی بنی نوع کو اپنا شعار رکھنا گورد (خدا) کی لگن مین مگن رہنا صبر اور استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا یہ نصیحت فرما کر آپ وہاں سے رخصت ہوئے اس سے یہ پتہ ملتا ہے کہ باوا جی کو بھائی لالو سے خاص محبت تھی باوا جی کے جانیکے بعد تن من دھن سے اسنے "مشن" کی ترقی کا حامی و مددگار رہا۔

میلارام تیرتھ اور بت پرستی کا کھنڈن

اس کے بعد رام تیرتھ پر گئے اس جگہ ایک پاکھنڈی برہمن کو دیکھا جس نے عجیب طریقہ سے عیاری مکاری کا جال پھیلا رکھا اور جاتریوں (زیارت کرنیوالوں) کو اپنے ہتھکنڈوں سے لوٹ رہا ہے سالگرام (بت) تو سامنے رکھا ہوا ہے اور آسن جمائے (چوکڑی) بت کو نمسکار کر رہا ہے اور مصنوعی سمادھی لگا کر الو کی طرح آنکھیں بند کی ہوئی ہیں باوا صاحب نے پوچھا کہ آپنے آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں یہ دو نور عین تو اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے اس نے کہا کہ جب میں سالگرام کی پوجا کرتا ہوں تو مجھے عجیب سرور آتا ہے اور میں وجد میں آکر مست ہو جاتا ہوں اور میری آنکھیں نہ بند ہونا تو صرف دنیا داروں کو دھوکہ لگتا ہے کہ اس نے آنکھیں

بند کی ہوئی ہیں ورنہ مجھکو تو زمین و آسمان کی تمام اشیا نظر آتی ہیں ماضی اور حال اور آیندہ کے اسرار مخفیہ مجھپر کھلجاتے ہیں۔

خیر باوا صاحب یہ پاکھنڈ بازی سن کر خاموش ہوگئے برہمن نے پھر چمگادڑ کی طرح آنکھیں بند کرلیں اور باوا صاحب نے بھائی بالا کو بت کے اٹھانے کیلئے اشارہ کیا بھائی بالا اشارہ پاتے ہی بت کو لیکر رفوچکر ہوا جب برہمن نے آنکھ کھولی اور سالگرام کو سامنے نہ پایا تو لگا ادھر ادھر بغلیں جھانکنے اور ہائیں تلاش کرنیکے بعد آخر باواجی سے پوچھا کہ میرا سالگرام کہاں گیا باوا صاحب نے کہا کہ آپکو تو آنکھ بند کرنے سے ترلوکی نظر آتی ہے آپکو خوب معلوم ہوگا کہ کون اٹھا کر لے گیا۔ پنڈت جی سخت نادم ہوئے اور کہا کہ یہ تو پیٹ پوجا کے لیئے پاکھنڈ رچا ہوا تھا گورو صاحب نے اُس پاکھنڈی برہمن کو حق پسندی اور راستی کی نصیحت فرمائی کہا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے یہ مکروفریب عیاری مکاری تیرے کسی کام نہیں آئیگی برہمن سچے دل سے تائب ہوا باوا جیکے مشرف لیکر کپٹ اور کھوٹ سے الگ ہوکر آسودگی اور فارغ البالی سے رہنے لگا۔

ایک دوسرے برہمن کی موڑھتائی اور باوا جیکا گیان ایک روز باوا صاحب کرتار پور میں براجمان (تشریف فرما) تھے کہ ایک برہمن نے آکر اشیرباد دی (دعا دی) اور کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے بھوجن درکار ہے باوا صاحب نے لنگر خانہ کے مہتمم سے کہا کہ انہیں بھوجن دیا جاوے تب تو اس برہمن نے کہا کہ میں تو برہمچاری ہوں پہلے دو ہاتھ زمین کھودتا ہوں پھر اسکے بعد چونکا بناتا ہوں پھر بھوجن پکاتا ہوں باوا صاحب نے کہا بہت اچھا اسے لنگر خانہ سے خشک رسد دلوادی گئی برہمن خوشی خوشی خشک رسد لیکر واپس آیا جنگل میں چونکا کے لیئے جگہ کھودنی شروع کی پہلی جگہ پر ہڈیاں نکلیں دوسری جگہ پر مردہ دفن پایا تیسری

جگہ پر کتے کا پنجر نکلا سات مرتبہ جا بجا سے زمین کو کھودا ہر وقت جانوروں کے پنجر برآمد ہوئے ادھر بھوک نے قافیہ تنگ کر رکھا تھا ادھر یہ مشقت کرنی پڑی بہت سٹ پٹایا بے تاب تھا مارے بھوک کے جان نکل رہی تھی اسی خستہ حالی میں باوا جی کے پاس آکر تمام ماجرا کہہ سنایا باوا صاحب نے کہا کہ اپنے من (دل) کو معرفت تامہ کے گیان سے پوتر کرنی چاہیئے بیرونی صفائی سے کیا ہوتا ہے دل کی پاکیزگی اور پوترتائی کی ضرورت ہے امرت جل (آب حیات) سے دل کے پاپ نکھو دھو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا اگر دلی صفائی نہیں تو بیرونی صفائی بالکل اکارت ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں برہمن سخت نادم ہوا اور آئندہ کے لیے کان کو ہاتھ لگائے پھر باوا صاحب نے ہندوستان کے مختلف تیرتھوں کے کھنڈرن کیلیے سیاحت اختیار کی جیسا کہ کروکھیتر ہردوار جگن ناتھ بنارس اور ہندؤں کے مقدس مقامات اور وہاں کے پجاریوں اور مہنتوں کے ساتھ بحث مباحثات کا مفصّل بیان اگلے باب میں آئیگا سیام اور دکن کی سیر کرتے ہوئے باوا صاحب سیلون میں جا پہنچے وہاں کا حاکم راجہ شونا تھ تھا باوا صاحب نے انہیں وعظ ونصیحت کی وہ باوا جی کے گیان سے بہرہ ور ہوکر زمرہ مریدان میں داخل ہوا باوا صاحب نے اسوقت روحانی اور اخلاقی تعلیم دینے کے لئے ایک چھوٹی سی پستک رچی جسکا نام "پران سنگلی" ہے اس میں نرکچھ شبد گرنتھ صاحب میں درج ہیں۔

دکن کی سیر

اسکے بعد باوا صاحب دکن میں گئے "سورت" کا سیر کیا اس جگہ ان دنوں میں جین مت بڑے زور شور کیسا تھ پھیلا ہوا تھا۔ لوگ خدا سے منہ پھیر کر دہریت کے درجہ تک پہنچ چکے تھے باوا جی نے وہان جاکر اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی تبلیغ کی بہت سے لوگ راہ راست

پر آئے لوگوں کے کپٹ اور کھٹور ہردون (دلوں) کو پوتر کرنے کے اس بار پریم کے پریم کی لگن لگا دی اس جگہ باوا صاحب نے ایک دھرم شالہ بنوائی پھر باوا صاحب سندھ کے راستہ سے پنجاب واپس آئے باوا نانک جی کا "مشن" دوسرے ملکوں کی نسبت سندھ مین خوب زور شور سے پھیلا اور نہایت مضبوطی سے جڑ پکڑ گیا شاید یہ وجہ ہے کہ سندھ پنجاب کے قریب تھا یا اس وجہ سے کہ باوا صاحب متعدد دفعہ سندھ دیش کو اپنے پوتر قدم میمنت لزوم سے شرف بخشتے رہے خیر خواہ کچھ بھی ہو بہرحال دوسرے ملکوں کی نسبت سندھ دیش مین باوا جی کے "مشن" نے خوب رونق حاصل کی اور سندھ دیش مین باوا ولی قندھاری کے ساتھ بھی باوا جی کی ملاقات ہوئی آپس کے میل ملاپ اور تبادلہ خیالات سے اپنی روح کو معرفت کے گیان سے سرشار کیا یاد رہے کہ باوا صاحب اور ولی قندھاری پہلے حسن ابدال علاقہ راولپنڈی مین دونوں خدا کے بھگتوں کا میل ملاپ ہو

بھائی مردانہ کا انتقال

چکا تھا اسکا بیان انشاء اللہ تعالے آئندہ آئیگا اس سفر کی واپسی پر بھائی مردانہ کا بمقام "خرم" انتقال ہوا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) اسواسطے باوا صاحب واپس تلونڈی تشریف لے گئے اور مردانہ کے لڑکے سجادہ کو اسکے والد کے انتقال کی اطلاع دی اور باوا صاحب نے سجادہ کو اپنے ہمراہ کیا اور اس نے اپنے والد کی قبر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اسپر باوا صاحب اسے اسکے والد کی قبر پر لے گئے اور اس سجادہ نے اس جگہ ایک دھرم شالہ باوا جی کے "مشن" کے پرچار کیلئے تیار کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجادہ کو بھی اپنے والد بھائی مردانہ کی طرح باوا صاحب کے مشن کی ترقی کے لیے تن من سے ساعی تھا۔

اس کے بعد پھر باوا صاحب سلطان پور واپس تشریف لائے

اور اپنی ہمشیرہ بی بی نانکی جی سے ملاقات کی اسکے بعد پنجاب مین مختلف مقامات
مثلاً فیروز پور۔ پاک پٹن۔ سکھن کوٹ اور ننھانسیر وغیرہ کی سیر کی اسوقت باوا
جی کے مشن نے پنجاب میں خاصی ترقی حاصل کر لی تھی اور بڑی سرعت سے
پھیل رہا تھا پھر آہستہ آہستہ باوا جی کے مت کی ہر دلعزیزی کا دائرہ وسیع ہو گیا
پھر آپ نے دہلی کے دیکھنے کا قصد ظاہر فرمایا اور اس جگہ آپ قید کر لئے گئے اور پھر ان
دنوں میں مغلیہ خاندان کے زبردست بادشاہ بابر نے دہلی پر چڑھائی کی اس موقع
پر آپ قید خانہ سے رہا کیے گئے اسکا مفصل بیان انشاء اللہ العزیز اگلے باب
میں آیگا پھر باوا صاحب کچھ ایام موضع پکھو پور اپنے سسرال میں گذارے
اور اسکے بعد کرتار پور میں جا رہے اور وہاں ایک مندر بنایا۔ اور لوگوں کو وحدہٗ لاشریک
کی تلقین کرتے رہے صبر اور سنتوکھ کی خوبیاں بیان فرماتے تھے جو کوئی درشنوں
کو آتا وہ نہال (خوش) ہو کر گھر کو جاتا پھر کرتار پور سے روانہ ہو کر کشمیر اور
ہمالیہ پہاڑ کے مختلف پر فضا مقامات کی سیر کی کشمیر میں ان دنوں میں سناتن مت
کا بہت زور تھا بت پرستی کو وہ لوگ فرض ہی نہیں بلکہ اپنا پرم دھرم خیال
کرتے تھے لوگ اللہ تعالےٰ سے مہجور ہو چکے تھے ہر ایک انسان اپنے گھر
میں آٹھ آٹھ دس دس بت رکھتا تھا اور انکی پرستش کو فرض اولی خیال کرتا تھا
باوا صاحب نے بڑے زور شور سے وہاں جا کر بتوں کا کھنڈن یعنے رد کیا وہاں
کے لوگوں نے باوا جی کو پہلے تو طرح طرح کی اذیتیں اور دکھ دینے شروع کیے اور
ہر طرح سے انکے پرچار میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کیگئی سچ ہے آخر سچ کی جیت
اور جھوٹ کی شکست ہوتی ہے ان لوگوں نے باوا جی کے مقابلہ میں سخت نیچا
کھائی بتوں کی پوجا سے دست بردار ہو کر وحدہٗ لاشریک سے لگن لگائی اور اس
سفر کے آخر پر ہردوار کی سیر کی ہردوار پر جا کر جو کرشمے باوا جی سے ظہور پذیر ہوئے

انکا بیان انشاء اللہ تعالےٰ اگلے باب میں آئیگا۔ اب میں بفضل تعالےٰ اگلے باب میں باوا نانک جی کے سفر کے ان پُر اسرار اور معرفت تامّہ سے لبریز اور روحانی گیان کے بھنڈار سے بھرپور واقعات کا ذکر کرونگا جن کی تصدیق کے لیے مجھے محنت شاقہ اور عرق ریزی سے مستند جنم ساکھیوں کی اوراق گردانی کرنی پڑی ہے اس سفر کے حالات کو جنکو مین نے ذرا بھی شبہ یا خلاف واقعات پایا ہے جن پر یقین کرنیکے لیے تعلیم یافتہ سکھ صاحبان بھی تیار نہیں مین نے ان واقعات کو عمداً نظرانداز کر دیا ہے۔

چھٹا باب

توحید کے زمزمے

باوا نانک جیکا سفر پہلا نمبر ا۔ جوگی

اثنائے سفر مین باوا جیکو ایک جوگیوں کے گروہ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں جوگیوں کا پنجاب دیش میں پرچار کا بہت زور تھا یہ لوگ برہمچریہ (تجرّد) پسند تھے انکے ساتھ باوا جیکا بڑا طویل بحث مباحثہ ہوا۔ "سدھ گوشٹ" (جوگیوں کو نصیحت کے نام سے باوا جی کی ایک علیحدہ تصنیف ہے جو نہایت موثر کلام ہے وہ ایسے دردناک طریقہ سے لکھی گئی ہے کہ ایکدفعہ ناستک مت (دہریہ مذہب) کے پیرو کے دل میں بھی اللہ تعالےٰ کی گونج پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کٹھن سے کٹھن اور کٹھور سے کٹھور ہردے کو بھی ایشور کی لگن (خدا کی محبت) کے لیے پریتی (الفت) کھینچتی ہے اس نصیحت کو سن کر سب سے جوگی تمام پاکھنڈوں اور گھمنڈوں کو بالائے طاق رکھکر کیوں محض الہ دورکے ہو گئے انشاء اللہ تعالےٰ اسجگہ کچھ حصہ سدھ گوشٹ

ر جوگیوں کو نصیحت) کے متعلق درج کیا جائیگا۔ لوگ آبادی سے دور دراز جنگل
میں اپنا ڈیرا جمایا کرتے تھے جوگیوں کا لیڈر گورو گورکھ ناتھ تھا گورو گورکھ ناتھ کے
وہ چیلے جو گورو کے رنگ میں رنگین تھے تعداد میں ۸۴ تھے جو ۸۴ سدھ (مہا
نام سے مشہور ہیں اور یہ ۸۴ سدھ ہر طرح سے گورکھ ناتھ کا مشن پھیلانے میں کوشاں
تھے یہ لوگ سر اور داڑھی کو چیٹم کروا کر مون دھاری (سر منڈے) صورت بنایا کرتے
تھے۔ بدن پر بھبھوت (راکھ) ملا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عصا (ڈنڈا) دوسرے
ہاتھ میں بھوڑہ (پھروا) رکھا کرتے تھے کانوں میں دو انچ گولائی اور نصف انچ
چوڑائی کی مندریں ڈالا کرتے تھے مندریں جا تو لکڑی، پیتل یا سونے چاندی
وغیرہ کی ہوا کرتی تھیں اور ایک آسن (کمبلی) اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ یہ
لوگ تجرد اور دنیا سے نیارا (علیحدہ) رہنا ہی اپنے لیئے باعث مکتی (نجات) سمجھتے
تھے مگر دوسری طرف ان کی روحانی لائف (زندگی) بہت ہی گری ہوئی تھی۔ یہ
لوگ تیرتھوں پر جا کر در پردہ نامحرم عورتوں سے آشنائی پیدا کر لیا کرتے تھے اور
کام دیو (شہوت) کے قابو میں آکر اپنی عاقبت سیاہ کیا کرتے تھے اس فرقہ
نے بھارت ورش میں اتنا گند ڈال رکھا تھا اگرچہ اس میں مستثنات بھی تھی مگر
کام دیو کے داسوں (شہوت کے غلاموں) کی تعداد زیادہ تھی لوگ ان لوگوں کی
کرتوتوں سے تنگ آکر "الامان" "الحفیظ" کی صدائیں بلند کرتے تھے غرضیکہ انہوں
نے اپنی عیاری مکاری و بدکاری کی آڑ میں اپنی قدسیت کا جھنڈا بلند کیا ہوا تھا
بظاہر یہ لوگ بڑے دھرماتما تھے (مقدس انسان) بنے ہوئے تھے مگر در اصل بگلے
بھگت تھے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھلانے کے اور دشمن نما دوست
گندم نما جو فروش تھے لوگ انکے ہتھکنڈوں سے سخت بیزار تھے جب بابا
صاحب ان سے ملے تو انھوں نے باواجی کو ادیش ہوا کیا باوا صاحب نے

فرمایا کہ اولیسنؒ : تو اس رازق اور خالق کے لیئے ہے جو ہر ایک کا پرت پالک (یعنی پالنے والا) ہے پھر باتوں باتوں میں انہوں نے باواجی کو کہا کہ آپ میں ایک روحانی جذبہ ہے اگر آپ ہمارے مت میں داخل ہوکر ہمارے چین چکر (نشانیاں) گرہن کریں تو یقیناً آپ کی قدسیت اور پوترتائی دوبالا ہو جائے گی ہماری تعلیم سونے پر سہاگہ کا کام کریگی آپکو وہ انند اور سرور آئیگا جو بیان سے باہر ہے غرضیکہ باواجی کو انہوں نے اپنے جال میں پھنسانیکے لیئے ہر طرح سے ہاتھ پاؤں مارے ہر پرکار (ہر قسم) کے جتن کیئے ہر طرح کے ہتھکنڈے ڈالے گئے مگر باواجی بھی عجیب سرشٹ (فطرت) کے انسان تھے انہوں نے ایک نہ سنی اور برملا انکا کھنڈن یعنی رد کرنا شروع کیا حسب ذیل شلوک باوا صاحب نے انہیں راہ راست پر لانیکے لیئے کتھن (بیان) کیئے :

✤ ہم حیران بھی ہیں اور خوش بھی کہ باوا صاحب میں ایسی غیرت تھی اور توحید کا پرچار (دعوت) کرنیکے لیئے ایسی تڑپ رکھتے تھے اگر وہ ذرا بھی دیکھتے کہ یہ کلام تو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہے تو وہ برملا اسکی تردید شروع کردیتے اور انہیں اسکے کھنڈن (رد) کرنیکے لیئے کوئی امر بھی مانع نہ ہوتا ہندوؤں کے تیرتھوں پر جا کر انہوں نے کھلم کھلا کھنڈن کیا باوجودیکہ تیرتھوں پر ہندوؤں کی بہتات تھی اور وہ یکمشت بات تعصب کے جوش میں آکر مرمٹنے کیلیئے طیار تھے جان دینا ان کے لیئے ادنیٰ سا کام تھا مگر باوا صاحب ذرا بھی پروا نہ کرتے علانیہ کلمۃ اللہ کا پرچار کرتے اسی طرح جوگیوں کے ساتھ جو کہ زود رنجی اور شوریدہ دماغی اور بدمزاجی کے لئے مشہور تھے انہیں اپنے غصہ پر پورا پورا تصرف حاصل نہ تھا وہ غصہ کیوقت کچھ آؤ تاؤ نہ دیکھا کرتے تھے اس حالت میں باواجی کا تن تنہا ایک ایسی (اجڈ جاہل) جماعت کیساتھ مقابلہ کرنا اور انکو راہ راست پر لانیکے انکے عقاید کا برملا کھنڈن (رد) کرنا اللہ تعالےٰ کی تائید کے بغیر مشکل ہے ✤

جوگ نہ کھنتھا جوگ نہ ڈنڈے جوگ نہ بھسم چڑائی اے
جوگ نہ مونڈی مونڈ منڈائے جوگ نہ سنڈی لائیئے
انجن ماہ نرنجن رہیئے جوگ جگت ایوں پائیئے
گلیں جوگ نہ ہوئی
ایک درشٹ کر سم سر جانے جوگی کہیے سوئی
جوگ نہ باہر مڑی مسانی جوگ نہ تاڑی لائیے
جوگ نہ دیس دسنتر بھوئی جوگ نہ تیر تھنہائی اے
انجن ماہ نرنجن رہیے جوگ جگت ایوں پائیے *

مطلب اے جوگیو نہ تو کھنتھا (کفنی) پہننے سے جوگ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی عصا کے رکھنے سے اور نہ ہی بھبھوت (راکھ) ملنے سے جوگ کی پدوی (رتبہ) نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی داڑھی مونچھ منڈا کر موہن دھاری صورت بنانے سے جوگی کا رتبہ ملتا ہے اور نہ ہی کرناہ کے بجانے میں جوگ ہے اگر تم حقیقی جوگ کے ابھلاشی (خواہشمند) ہو تو تمام گندگیوں کو بالائے طاق رکھکر اور کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو کر اللہ تعالٰے کی لگن میں مگن ہو جاؤ اسکی یاد میں گداز اور فنافی اللہ ہو جاؤ تو پھر اصل جوگ کے پریم رس کا مزا آجائیگا لفظوں کے جمع خرچ سے جوگ نہیں ملتا حقیقی جوگی وہ ہے جو کہ ہر ایک چیز کو ایک ہی نظر سے دیکھے اور نہ ہی باہر قبرستان میں رہنے سے جوگ ملتا ہے اور نہ ہی آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانے سے جوگ کی اصلیت کھلتی ہے اور نہ ہی ملک بملک بھٹکنے سے جوگ ملتا ہے اور نہ ہی تیرتھوں کی جاترا (زیارت) سے جوگ کی حقیقت کھلتی ہے بلکہ تمام گندگیوں کو بالائے طاق رکھکر اللہ تعالٰے کی یاد میں فنا فی اللہ اور اسکی لگن میں مگن ہونے سے ہی جوگ ملتا ہے ؎

* یہ جوگ کے حقیقی معنے ہیں فنا فی اللہ ہو جانا

جوگی اس معرفت کے گیان کو سُن کر حیران اور پریشان سے رہ گئے انکے
جلے ہوئے دل پہ اس گیان نے امرت کی ب... کہا کی انکے تپت (گرم) ہردہ
پر اس پرچار نے شانت (تسلّی) کا مینہ برسایا۔ یہ معرفت تامّہ کی لگن کا گیان
سنکر انکے دل کانپ اٹھے انہوں نے اُس روز سے گورکھ مت سے تائب
ہوکر نانک مت کی شرن اختیار کی۔ ولی اللہ یہ عجیب قسم کا انسان تھا اپنی دھن
کا کیسا پکا تھا جب تک یہ معرفت کا گیان مخالف کے رونگٹے رونگٹے میں
نہ رچا دیتا اسے چین نہیں آتا تھا۔

پنجہ صاحب

حسن ابدال علاقہ راولپنڈی میں پنجہ صاحب کے نام سے باواجی کی
ان ممتاز یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے جس پر سکھ صاحبان فخر
کرتے ہیں باوا صاحب سیر کرتے کرتے حسن ابدال جا پہونچے دامن کوہ
مین بسیرا کیا باواجی کو پیاس محسوس ہوئی دامن کوہ کا پانی میلا اور گدلا تھا
پہاڑ کے اوپر باوا ولی قندھاری کی جائے رہایش تھی وہاں ایک مصفا پانی
کا چشمہ جاری تھا تو باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو پانی کی چھاگل
دیکر باوا ولی قندہاری کی نشست گاہ بھیجا مردانہ اس مصفا پانی کے چشمہ
سے اپنی چھاگل کو بھرنا چاہا تو ولی قندہاری نے انکی اچانک آمد اور اجنبیت
پر نوٹس لیا اور اسکے بھائی مردانہ سے متعلق حالات دریافت فرمائے۔ تو بھائی
مردانہ نے تمام حال کہہ سنایا۔ اور ساتھ باواجی کے متعلق بھی آگاہ کیا کہ ہمارے
ساتھ ایک ولی اللہ (باوا نانک) بھی ہے۔ آپ انکی زیارت بھی کریں۔ پس

باوا ولی قندھاری نے کہا کہ وہ تو صاحب کرامت[۴] ہے اُسے میرے چشمہ سے پانی پینے کی کیا ضرورت تھی اور انہیں پانی لینے سے منع کر دیا۔ یہ تمام ماجرا بھائی مردانے باواجی کے پاس آکر کہہ سنایا باوا صاحب نے ولی قندھاری کو کہکر بھیجا "کہ میں ایک عاجز بندہ ہوں نہ میں صاحب کرامت ہوں اور نہ میں نے کبھی کوئی ایسا دعویٰ کیا" یہ تمام بات بھائی مردانے نے ولی قندھاری کو کہہ سنائی مگر ولی نے ایک نہ سنی اور اپنی بات پر قایم رہے باوا صاحب نے یہ جواب پاکر اپنا برچھا زمین پر مارا۔ تو وہاں ایک مصفّا پانی کا چشمہ جاری ہوگیا اور کرنی خدا کی ولی صاحب کا چشمہ خشک ہوتا جاتا تھا اور باوا صاحب کا چشمہ پھوٹ کر اچھلتا تھا۔ یہ بات دیکھکر ولی جیکو غصہ آیا اور انھوں نے پہاڑ کے ایک حصہ کو باواجی کی طرف دھکیل دیا باوا صاحب اسوقت داتن (مسواک) کر رہے تھے کہ اپنی طرف لڑکتے ہوئے پہاڑ کے ٹکڑے کو دیکھکر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دائیں ہاتھ کے پنجہ سے روک لیا اور ہاتھ کے نشانات پتھر پر پڑ گئے اور آج تک وہ جگہ باوا صاحب کے پنجے کے نام سے مشہور ہے اور سکھ لوگ دور دور سے اسکی زیارت کیلیئے آتے ہیں۔

مسٹر محمد لطیف آتھر آف دی ہسٹری پنجاب" بھی ذرا دبی ہوئی قلم سے اسبات کی تصدیق کرتا ہے خواہ اس کہانی کی اصلیت کچھ ہی کیوں نہ ہو گرو نانک جی کے پیراؤ باوا نانک صاحب کے خوارق عادت معجزات کے قایل ہیں اور اس میں کوئی کلام بھی نہیں کہ جو لوگ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر کیول اس پری پورن پار برہم (خدا جو محیط الکل ہے) کے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو مردوں کے پریم کے نور سے منوّر کر دیتا ہے اور ان سے

---

۴ اسجگہ ولی قندھاری نے باواجی کو صاحب کرامت کے نام سے نامزد کیا ہے۔

خوارق عادت (Supernatural powers.) معجزات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

پھر باوا صاحب سیر کرتے ہندوں کے مشہور و معروف تیرتھ کورو کھیتر پر جا پہونچے جب باوا صاحب کورو کھیتر پہنچے تو اسوقت سورج گرہن کا موقع تھا اور کنبہ میلا لگتا تھا لوگ چہار طرف سے جوق در جوق جمع

بقیہ حاشیہ:۔ صاحب کرامت کا لفظ ہی باوا صاحب کے اسلام پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اگر ایسے شخص سے کوئی اعجوبہ امر صادر ہو جو مسلمان نہیں تو اسکے اعجوبے کے نام کو کرامت نہیں کہتے بلکہ اسکا نام استدراج رکھتے ہیں سو ہولوی "قندھاری" نے جو باوا صاحب کو صاحب کرامت قرار دیا تو اس سے صاف طور پر پایا گیا کہ انھوں نے کشفی طور پر معلوم کر لیا کہ باوا صاحب اہل اسلام ہیں ورنہ بابا قندھاری انکا نام صاحب کرامت نہ رکھتا بلکہ اسکو صاحب استدراج کہتا اور بھائی مردانہ کا باوا جی کے لیے پانی پینے جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ باوا صاحب بلا کراہت مردانہ کے ہاتھ سے کھا پی لیا کرتے تھے ایسے ملکوں میں باوا صاحب کا دو دو برس رہنا جہاں ہندو کا نام و نشان تک نہیں جیسے ملک عرب کیا بغیر کھانے پینے کے ممکن تھا؟

ہو رہے تھے میلے میں اسقدر بھیڑ بھاڑ اور گہما گہمی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی غرضیکہ جس موقع پر باوا جی گورو چھنبر پہنچے اسوقت میلے کی شان و شوکت عین جوش پر تھی اور بھائی بالا و مردانہ ایک کونہ میں جا بیٹھے میلے کے ٹھاٹھ باٹھ اور رنگ ڈھنگ کو دیکھکر باوا جی فرمانے لگے کہ یہ ہزاروں ہزار لوگ جہالت کے گڑھے میں ڈوب رہے ہیں ان لوگوں نے عناصر پرستی اور کواکب پوجا کو اپنی زندگی کا اعلےٰ معیار ٹھیرایا ہوا ہے۔

ہندؤں کے نزدیک گرہن کیا چیز ہے

ہندوں میں گرہن کے متعلق ایک روایت ہے۔ کہ راہو اور کیتو چاند اور سورج کے قرضخواہ ہیں جب وہ وصولی قرضہ کے لیئے تقاضا کرتے ہیں تو چاند اور سورج کو گہن لگجاتا ہے یہ ہے جہالت کی تعلیم جس نے ہندؤں کا بیڑا غرق کیا ہے اور جس کے سدھار کے لیئے باوا جیکو اللہ تعالےٰ نے مامور کر کے بھیجا جب باوا صاحب نے کوروچھیتر پر جا کر دیکھا کہ بہت سے مخلوق برہنہ بدن تالاب میں کھڑی ہے اور سورج دیوتا کی طرف منہ کر کے ہاتھ جوڑ کر کچھ بڑبڑا رہے ہیں اور کچھ لوگ دان [illegible] وخیرات) دا ہیں۔ اور بعض وہم پرست سورج کی طرف منہ کر کے سورج دیوتا کے وہمی قرضخواہوں راہو اور کیتو کے آگے ہاتھ جوڑ کر واسطے پر واسطہ ڈال رہے ہیں کہ للہ سورج کو چھوڑ دیجے" باوا صاحب ہندوں کی یہ درگت اور دردشا دیکھکر دل ہی دل میں پیچ و تاب کہا رہے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالےٰ سے منہ پھیرنے سے یہ بلائیں ہندوں پر نازل ہوئی ہیں؛

گہن کی اصلیت

اگرچہ جنم ساکھی میں صراحت کے ساتھ اسے بیان نہیں کیا گیا مگر ان قرائن سے کہ جن الفاظ میں باوا صاحب نے ان بہولے بھٹکے جاتریوں کو نصیحت فرمائی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باوا صاحب نے سورج گرہن کی اصلیت کو اچھی

ذہن نشین کروانا چاہا اور فرمایا کہ دراصل جب زمین اور سورج کے مابین کوئی سیّارہ حائل ہو جاتا ہے تو سورج کی روشنی براہ راست زمین پر نہیں پہنچتی ہے تو وہ سورج گرہن کہلاتا ہے ورنہ راہو اور کیتو کوئی سورج کے قرضخواہ نہیں ہیں اور جو تم لوگ دولت سے برہمنوں کے گھر بھر رہے ہو اسکا نتیجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ یہ مشٹنڈے اور ہٹے کٹے مشقّت بازو سے روٹی کما کر نہ کھائیں اور لوگوں کا مال کھا کر مست ہو جائیں اور یہ روزی سے بےفکر ہو کر شرارتوں پر لگ جائیں سو یہ تم پاپ کے بیج بو رہے ہو اور کلّر والی زمین میں کاشت کر رہے ہو مناسب یہ ہے کہ جو کچھ دان (خیرات) دینا ہو غریبوں اور مسکینوں کو دو جو واقعی اس کے مستحق ہیں ہندوؤں کی یہ درگت اور دردشا کو دیکھکر باواجی کے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوئی اور کہا کہ کسی طرح سے انکے دلوں میں توحید کی لگن لگا دیں جس سے انہیں حقیقی اور دائمی سکھ نصیب ہو۔

"باوا صاحب گوشت کھایا کرتے تھے" کہاں؟ تیرتھوں پر

باوا صاحب نے تالاب سے مچھلیوں کا شکار کیا اور انہیں صاف کر کے ہانڈی میں ڈالا اور نیچے آنچ دینی شروع کی چونکہ ہندوؤں کے ہاں گوشت کھانا سخت منع ہے اور پھر ایسے مقدس تیرتھ پر ہندوؤں کے نزدیک تو اس معاصی کا مرتکب اگن پاپ (کبیرہ گناہ) کا حقداری ہوتا ہے اور ہندوؤں کے لیئے بڑے طیش کا مقام تھا اور پھر خصوصاً پوربی ہندوؤں نے جو گوشت کے نام سے کوسوں دور بھاگتے ہیں دیکھا تو انکے غصّے کی کوئی حد نہ رہی جل بلکر آگ بگولہ ہو گئے پھر نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ ڈنڈے لیکر دوڑ پڑے کہ ایسا پاپی جو ایسے مقدس تیرتھ پر آکر ایسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اسکو نوجان سے مار دینا چاہیئے باوا صاحب نے اپنی عادت کے موافق اس بھیروں جتی کے لشکر کا نہایت

حلیمی اور عاجزی سے خیر مقدم کیا اور کہا بھائی جو کچھ کہنا ہو منہ سے کہو اس جاہلانہ
لڑائی سے کیا فائدہ اگر ہم لوگ گنہگار ہیں تو آپ لوگ دھیرج آرام سے ہمکو ہمارے
گناہ سے آگاہ کردان لوگوں نے کہا کہ آپ نے ایسے مقدس مقامات پر جیو ہتیا
کیوں کی اور گوشت کیوں کھایا تیس باوا صاحب نے فرمایا کہ دیکھو ہمارا جسم بھی
تو گوشت اور پوست سے ہی بنا ہوا ہے اور پھر شکم مادر بھی تو گوشت ہی کا
تھا جس سے یہ برآمد ہوا ہے اور یہ پستان بھی تو گوشت ہی کے ہیں جو پیدا ہوتے
ہی انسان چوسنے لگتا ہے تمام خویش و اقارب بھی تو گوشت کے ہی ہیں۔ پھر
جب بڑا ہوتا ہے تو گوشت ہی بیاہ لاتا ہے قصہ کوتاہ گوشت سے گوشت
پیدا ہوتا ہے پھر تم گوشت سے اسقدر نفرت کیوں کرتے ہو گوشت کی گھٹی
تو ہمیں ماں کے پیٹ سے ہی دی جاتی ہے پھر نفرت کا ہیکی اور سب سے
بڑھکر یہ کہ جو تیرتھوں پر جانوروں کی قربانی کیجاتی ہے وہ بھی گوشت ہی ہوتا ہے
کیا دیوتا لوگ سچ مچ وہ گوشت کھاتے ہیں؟ نہیں وہ سب کا سب برہمنوں
کی ہی بھینٹ ہوتا ہے آہ آپ لوگوں کی حالت قابل رحم ہے تم لوگ اپنے
آپکو تو سب سے زیادہ پیتر سمجھتے ہو اور اس گوشت سے پرہیز کرتے ہو تمہیں معلوم
نہیں کہ وجود انسانی تو ماں باپ کے خون اور گوشت کا خلاصہ ہے کیا گھر کا
گوشت تو اچھا لگے ہے اور باہر کا گوشت کاٹے ہے تم لوگ روز گائے کا
گوشت یعنی "حق پرایا" تو ہڑپ کرجاتے ہو اور پھر شکار کے گوشت سے اسقدر
نفرت ظاہر کرتے ہو ایسے انسانوں کا کیا علاج کیا جائے جو گائے کے گوشت
(حق پرایہ) صاف نگلجائیں اور ڈکار تک نہ لیں اور مچھلی کے گوشت سے اسقدر
ناک بھوں چڑائیں یہ معرفت کا گیان سن کر پانڈے لگے ادھر ادھر جھانکنے
اور آئیں بائیں شائیں کے سوا کوئی جواب نہ بن آیا پھر باوا صاحب نے فرمایا۔

کہ یہ تمام جہالت اللہ تعالےٰ سے منہ پھیرنیکا نتیجہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے در کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں اِنکی سزا یہی ہے پرمیشر تھی بھلیاں وپاپن بہورگ اللہ تعالیٰ کے گیان سے تمام اندھیر ادور ہو جاتا ہے ہادی برحق اور مرشد کامل کا دامن پکڑنے سے مشیت ایزدی کی شناخت ہو جاتی ہے خیالات صحیح ہو جاتے ہیں اس وحدہٗ لاشریک کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرنی اور آئیندہ کیلیے نیک کاموں کی توفیق کے لیئے دست بدعا ہونا بھی گناہوں سے رستگاری کا موجب ہے۔

سورج گرہن منتر ۱ سورج گرہن تو آکاش پر لگتا ہے اور یہ اجرام فلکی کیحالت سے کسی خاص وقت میں ہمکو ایسا نظر آتا ہے حقیقت اسکی یہی ہے کہ سورج اور زمین کے مقابل کوئی سیارہ آجاتا ہے اور اسکی روشنی زمین تک نہیں پہنچتی مگر لالچی لوگوں نے من گھڑت ڈھکوسلوں سے اپنی پیٹ پوجا کیخاطر ایسے ایسے بہانہ تراش لیئے ہیں کہ یہ راہو اور کیتو کا فساد ہے در اصل یہ وہم پرستی اور باطل پسندی کا نتیجہ ہے حاضرین سے ایک نے باواجیکو کہا کہ آپ کا نام کیا ہے اور ذات کیا ہے تسپر باوا صاحب نے فرمایا۔

پھکڑ جاتی پھکڑ ناؤں
سبھناں جیہاں اکا چھاؤں
آپا جیکو بھلا کہاوے
نانک تاں پھر جاپئے جاں پت آگے پاوے

مطلب۔ ذات پات کے گھمنڈ پر اترانا یہ ایک پھکڑ بازی ہے تمام بنی نوع کے پیدا کرنیوالا وہ ایک ہی وحدہٗ لاشریک ہے جو لوگ اپنے آپکو اعلیٰ اور اتم خیال کرتے ہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے تو انکی نوعیت کا

اس کے بعد باوا صاحب نے خدا کی ہستی پر کچھ دکھیان (وعظ) دیا اور ساتھ ہی اسکے برہمن کو دان دینے کی سخت ممانعت ظاہر فرمائی اور کہا کہ غریبوں اور مسکینوں کو دان دینا چاہیئے یہی لوگ دان کے مستحق ہیں پھر اسکے بعد گرہن پر دان پن (صدقہ خیرات) کرنیکی فلاسفی کو ذہن نشین کیا۔ گرہن پر پن دان (خیرات صدقہ) کرنیکے اس عجیب نکتہ کو مدنظر رکھنا چاہیئے لفظ گرہن کے معنے ہیں "گرفت چاند" یا سورج گرہن کیوقت ہ سیاہ ہو جاتا ہے اور اسکے کندن سے دمکتے ہوئے چہرہ پر کلنک (سیاہی) کا دھبہ لگجاتا ہے سو اسوقت سے خضوع و خشوع کیساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا مانگنی چاہیئے کہ اے اے ایشور تو ہمیں ایسے کلنک کے ٹیکا سے بچا لو اور دنیا اور آخرت میں ہماری سرخروئی کیجیو اور ہمیں ان حوادث سے بچا لو اور ہمارا چہرہ ہمیشہ ایمان کے نور سے منور رہے پھر بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تو اسوقت اپنے پتروں (فوت شدہ) آباؤ اجداد کے نام پر خیرات کر رہے ہیں اور یہ اُن لوگوں کے پاس پہنچ جائیگی تسپر باوا صاحب نے یہ شلوک کہا۔

جے موہ کا گھر موہے گھر موہ پتری دے۔
آگے وست سنجھانیئے پتری چور کرے۔
وڈیے ہتھ دلال کے منصفی ایہہ کرے
نانک آگے سو ملے جے کھٹے گھالے دے

مطلب۔ اے لوگو یہ تو دغا اور پاکھنڈ ہے کیا تمہاری خیرات تمہارے مردہ والدین کو پہنچ جاویگی یہ سادہ لوح انسانوں کو اُلّو بنانے کی ترکیبیں ہیں جو دغے اور دھوکے سے وصول کیا جاتا ہے اور برہمن لوگ اس عیش و عشرت کے مال سے خوب چین سے بسر کرتے ہیں اے لوگو اس جہالت کی راہ کو ترک کردو اس میں تمہارے آباؤ اجداد کے لیئے کچھ لابھ فائدہ نہیں

ہوسکتا اے لوگو! جو اپنے ہاتھ یہاں بوگے وہی جاکر آگے کاٹوگے۔ یہ واقعی حیرانگی کی بات ہے کہ باوا صاحب جی کے اس شبد کے گیان (کلام کے اثر) سے مخالفونکی تمام چالاکیاں اور حملے پاش پاش ہوگئے اور وہ بھیروں حتی کی روح کو جسے وہ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے کہ ہم نانک کو میلا سو فوراً نکالدینگے مگر یہ معرفت کا گیان سنکر انکے دل بالکل شانت (ٹھنڈے) ہوگئے۔ انکے وکھیان (وعظ) نے لوگوں کے دلوں مین گھر کرلیا۔ اور وہ اس انند دائک (روحانی لذت) کا پرچار سن کر بے دام غلام ہوگئے یہ تھا باوا جی کے کلام کا اثر جس سے راہ چلتا مسافر اور دشمن تک دوست بن جاتا تھا بہت سے لوگ باوا صاحب کی نصیحت سن کر انکے ست میں داخل ہوئے ایک دھرم شالہ وہاں بنائی پھر باوا صاحب نے وہاں سے کوچ کیا۔

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ
اور
حج مکہ شریف

(دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۲۴)

ایک روز باوا صاحب شہر بدر کے کسی باغ میں سمادھی لگائے بیٹھے تھے۔ اور بھائی مردانہ ایک سریلی اور انند دائک (خوش کن) سر مین توحید کے زمزمے الاپ رہے تھے کہ جسکو سن کر انسان تو انسان خیابان چمن بھی وجد مین آکر سر ہلا رہے تھے اسوقت باوا صاحب بڑے اتند اور سرور سے اللہ تعالےٰ کی لگن مین مگن تھے کہ حاجیوں کی ایک جماعت پاس سے گذری ان سالکونکی جماعت کو دیکھکر ان توحید کے عاشقوں کے دل مین بھی حج کعبہ شریف کے

لیے ایک گونج پیدا ہوئی کہ ہم بھی حج کعبہ شریف کے فرض سے سُبکدوش ہوئیں بھائی مردانہ نے کہا کہ گورو جی مکہ مدینہ تو خدا کا گھر ہے اور جو لوگ خدا کے گھر کی طرف رجوع کرتے ہیں تو انکے لیئے "نومکتی* اور بارہ سدی" ہو جاتی ہے پھر بابا صاحب نے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی تو باوا جیکو یہ الہام ہوا "انکے مدینے دی زیارت کر" دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۳۴۰ تیسرا باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو کہا کہ بیشک کعبہ شریف کا حج مومن کے لیئے فرضاں فرض بلکہ پرم دھرم ہے چلو ہم بھی مکہ شریف کا حج کریں تو باوا صاحب چار حاجیوں اور ایک فقیر جسکا نام شاہ شرف تھا براستہ بوشہر انکے ساتھ ہو لیئے تمام راستہ میں معرفت کے گیان کی گفتگو سے ہر دو فریقین یعنی باوا نانک جی ہنسی اور شاہ شرف وغیرہ دل بہلاتے گئے مگر باوا جی کے ساتھیوں کو ہنسی ٹھٹھا سے مذاق تھا اور کھیل کود میں تضیع اوقات کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ باوا جی کی سنگت (ساتھ) کے قابل نہ تھے اسلیئے باوا نانک جی نے بھائی مردانہ کو کہا دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۳۰

"مُردا نیاں اینہاں حاجیاں تائیں جاندے سئے ساڈے نصیب حج کعبہ دا ہے تاں اسیں بھی جا پہنچاں گے مردا اینہاں ایہہ راہ† ایسا ہے جے مہر محبت خدمت کردیاں چاہیئے تاں فقیری سید ہے اتے جے محبت ہاسا مسکری رنج کردیاں چاہیئے تاں حاجی نہیں ہوئیدا" ترجمہ اے مردانہ ان حاجیوں کو جانیدو اگر ہمارے نصیب میں حج کعبہ شریف کا ہے تو بہر حال ہو ہی رہے گا اسے مردانا یہ راہ یعنی

* یعنی تمام امیدیں بر آتی ہیں۔

† یہ فقیری کا راستہ ہے۔

حج کا راستہ ایسا ہے کہ اگر اس راستہ میں مہر محبت اور آپس مین پیار کرتے جائیں تو فیض حاصل ہوتا ہے اگر ٹھٹھا مسخری اور غیظ و غضب کرتے جائیں تو حاجی کا رتبہ حاصل نہیں ہوتا۔"

باوا صاحب راستہ مین نہایت تضرع اور نمرتائی (مسکینی) سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا مانگتے جاتے تھے اور ہر ایک حاجی کے ساتھ بہت ہی خوش خلقی اور عاجزی سے پیش آتے تھے۔

باوا صاحب نے راستہ مین گڑگڑا کر اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کی کہ ہے بھگوان تو نے پیغمبران دا پیغمبر محمد مصطفےٰ نوں سنسار دی گتی لیئے بھیجیا مگر لوگ غفلت دی نیند سوئے ہوئے ہن دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۰۴

مطلب : باوا نانک نے اللہ تعالےٰ کے حضور خضوع اور خشوع کیساتھ دعا کی کہ اے خدایا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امام الرسل اور قدوۃ الانبیا ہے اس دنیا کی نجات کیلیئے بھیجا مگر یہ باوری دنیا خواب خرگوش مین سو رہی ہے پھر درگاہ سے انہد شبد (الہام ہوا) کی آواز آئی کہ "وڈیائی تسا نوں شیخ دی ملی ہے دبول دیوتے اور پراچین تیرتھ جو ہندو آوندے ہن اونہاں نوں منسوخ کرو۔ اور کوزہ اور بانگ اور مصلا ہی مہاجہاں وچہ ورتنا دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۸۵۔

ترجمہ۔ پھر باوا جیکو الہام ہوا کہ رتبہ آپکو شیخ دا دیا گیا ہے ہندوؤں کے دبول دیوتے اور قدیمی تیرتھ جو شرک کی جڑھ ہیں انکا کھنڈن یعنے رد کرو اور کوزہ اور اذان اور مصلّے کے فوائد لوگونکو سمجھاؤ پھر باوا جی کو یہ الہام ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ نوں دنیا دے اودھار لئی بھیجیا اللہ نے باوا نانک جی نوں آکھیا کہ تیس سپارے قرآن شریف

دے ہن اینہاں نوں چار کوٹ وڑنائے اور ایک ہی نام دی مہما
کراؤ دوسرا اسدا کوئی شریک نہیں جو کوئی حق راستی پر کھلویگا سوئی
پار ہوئیگا" ترجمہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی نجات
کیلئے بھیجا اللہ تعالے نے باوا نانک جیکو کہا کہ ۳۰ سپارے قرآن شریف کے ہیں
ہر چہار طرف انکی منادی کرو اور وحدہٗ لاشریک کی پوجا کرواؤ کیونکہ دوسرا اسکا
کوئی شریک نہیں اور جو کوئی حق راستی پر ہوگا وہ پاک اور پوتر ہو جائیگا۔ جب
یہ الہام باوا جیکو ہوا کہ ہندو مت کے لوگ کہ جو طرح طرح کی بدعتوں میں پڑکر
صراط مستقیم (ست مارگ) سے دور بھٹکے گئے ہیں انہیں راہ راست پر لاؤ قرآن
شریف کے وعظ اذان اور مصلّے کی حقیقت سے آگاہ کرو تاکہ انہیں نجات
ابدی حاصل ہو تو باوا صاحب نے عرض کی کہ "بولی ہو رہے اس بولی
کولوں ہندو ڈر دے ہن سمجھدے ہنیں" ترجمہ عربی غیر ملک
کی زبان ہے ہندو لوگ اس زبان سے ڈرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

جب باوا صاحب مکہ شریف پہونچے اسوقت شام کا وقت تھا دیکھو
لایف باوا نانک انگریزی مصنفہ بھائی سیوا سنگھ جی تھاپر بی اے
ایل ایل۔ بی صفحہ ۸۶ اور دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۳۱۔
"مدا تنے نوں مکے دا قاضی رکن الدین نماز پڑھانے واسطے
آیا بابے جیدی اور قاضی رکن الدین دی السلام علیکم ہوئی"
دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۲۔ اس اثنا میں مکے کا قاضی رکن الدین نماز پڑھانے کے
واسطے آیا۔ اور قاضی رکن الدین اور باوا نانک جی کی السلام علیکم ہوئی۔

نماز پڑھنے کے بعد قاضی رکن الدین سے میل ملاپ ہوا اثنائے گفتگو
مین قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے ذات باری کی ہستی کے متعلق پوچھا۔

تو باوا جی نے فرمایا۔

وحدہٗ پاک خدا ہے اک قادر پاک اللہ
کلمہ اک خدا ئیدا قدرت کہیئے رسول
نیت اپنی راس کر جو درگاہ پوے قبول

ترجمہ۔ خدا پاک اور پوتر وحدہٗ لاشریک اور قادر مطلق ہے اس کی قدرت سے ہی رسولوں نے دنیا میں پرویش (ظہور ہوا) کیا اپنی نیت کو صاف کر کے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہو یہی اللہ تعالے کا حکم ہے۔

پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے قیامت کے چھٹکارہ کے علاج کیلیئے سوال کیا تو باوا صاحب نے فرمایا چُھٹ سن سوئی نانکا مرشد جنہاں پناہ۔ جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۳۹۔ ترجمہ۔ اے نانک تو اسبات کو برملا کہدے کہ قیامت کے روز وہی لوگ دکھوں اور عذابوں سے نجات پائیں گے جن کے شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔

پھر شاہ شرف نے باوا صاحب سے اسلام کے متعلق سوال کیا اور کہا کہ اسلام کیسا مذہب ہے۔ تو باوا صاحب نے فرمایا۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے
اوّل اول دین کر مٹھا ناماں مساوے
رب کی رضا منے سر اوپر کرتا منے آپ گواوے
ہوے مسلمان دین مہاں مرن جیون کا بھرم چکاوے
نانک سب جیہاں مت ہووے تاں مسلمان کہاوے

ترجمہ۔ مسلمان کہانا بہت مشکل ہے اگر ان صفات سے معروف ہو تو اپنے آپکو مسلمان

کہلانیکا مستحق سمجھے تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھ محض اللہ تعالے کا ہو جائے دین کو دنیا پر مقدم رکھے ہر حالت میں اللہ تعالے کی رضا پر راضی رہے خدا کے آگے سر خمیدہ کرے اور خودی کو دور کرے بیشک اسلام کی شرع تابع آکر مرن جیون سے رہت ہو کر بہشت کا امیدوار بنجاتا ہے۔ اور اے نانک اسلام کے دایرہ میں آکر بنی نوع کیساتھ ہمدردی کا ہونا ضروری ہے پھر قاضی رکن الدین صاحب نے پانچ ارکان اسلام کے متعلق باوا صاحب سے سوال کیا تو باوا جی نے فرمایا۔

مہر مسیت صدق مصلیٰ حق حلال قرآن
شرم سنت سیل روزہ ہوئے مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواز
تسبیح شانت سبہاوسی نانک رکھے لاج

ترجمہ۔ مسجد میں جانے سے آدمی کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے اور مصلے پر سیس (سر) رکھنے سے صدق پیدا ہوتا ہے اور قرآن شریف کی تلاوت سے حق حلال میں تفرقہ ہو جاتا ہے اور روزے رکھنے سے شانت یعنی صبر کا سبق ملتا ہے اور کعبہ شریف کی زیارت سے دلی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور کلمہ یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کامل مرشد ہے جس سے قسمت کھلتی ہے تسبیح کے ساتھ درود شریف کا ورد کرنے سے دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے اے نانک جب انسان ان باتوں پر کاربند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالے اسکی عزت رکھ لیتا ہے پھر قاضی رکن الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت باوا صاحب سے سوال کیا تو باوا جی نے فرمایا۔

پاک پڑھو کلمہ رب دا محمدؐ نال ملائیے
ہویا معشوق خدائے دا ہویا تل الٰہیے؟

یعنے اللہ تعالیٰ کا کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو ساتھ ملاکر پڑھو یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ یہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے جس نے اپنے تن من دھن کو خدا پر قربان کردیا۔ دیکھو صفحہ ۱۴۱ پھر قاضی رکن الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت کی نسبت سوال کیا تو باوا جی نے فرمایا سبحان اللہ!

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

باوا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوترتائی اور پاکیزگی کے کیا کہنے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے نور کو دیکھا اور اس نور میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئی جسکو دیکھکر مین اپنے آپکو بھول گیا۔ دیکھو صفحہ ۱۴۲

پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے کہا کہ دوزخ کا ایندھن کون لوگ ہونگے تو باوا صاحب نے فرمایا۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
صاحب دا فرمایا لکھیا وچ کتاب
دنیا دوزخ اوچڑھسے جنہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے روجھے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائے حرام دا سر تے چڑھسے عذاب

ترجمہ۔ باوا نانک نے کہا اے رکن دین سچی سچی اور صاف صاف باتیں سنو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور قرآن شریف مین لکھا ہے لاریب وہ

لوگ دوزخ کا ایندھن ہونگے جو کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انحراف اختیار کرتے ہیں اور پھر جو روزہ نہ رکھیں اور نماز نہ پڑہیں ان لوگوں کا کھانا پینا سب حرام ہے اور روز بروز ان کے سر پر عذاب چڑھ رہا ہے پھر اور ملاحظہ فرمایئے

جو راہ شیطان گم تھیے سو کیونکر کرن نماز ؟
آتش دوزخ ماویہ پایا تنہاں نصیب
نانک آکھے رکن الدین کلمہ اک پچھان
اکو روح ایماندی جو ثابت رکھے ایمان

مطلب ۔ بھلا جنکو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو وہ کیونکر نماز پڑھنے لگے ۔ بیشک یہ لوگ آتش دوزخ کا ایندھن بنینگے اے رکن الدین نانک کی بھی صدا ہے کہ ایک کلمہ یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جاپ کرو بیشک یہی ایک کلمہ طیبہ ہی ایمان کی روح ہے جس سے ایمان کی سلامتی ہے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۴۳ پھر آگے اور ملاحظہ ہوئے جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۴۵

چھڈن راہ کتاب دی پڑھن راہ شیطان
دنیا دوزخ جل مرن قیامت ہوئی حرام

مطلب جو لوگ قرآن شریف کے احکام سے برگشتہ ہو کر شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں بیشک وہ دوزخ میں جلائے جائیں گے اور قیامت انپر حرام ہوگی یعنے قیامت کے روز انپر خدا کا قہر نازل ہوگا صفحہ ۱۴۷

پھر قاضی رکن الدین نے قرآن شریف کی نسبت سوال کیا اور باوا صاحب نے فرمایا ۔

توریت ۔ زبور ۔ انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہسی قرآن کتاب کل جگ میں پروار

باوا صاحب فرماتے ہیں اے رکن الدین کیا پوچھتے ہو توریت۔ زبور انجیل اور وید وغیرہ تمام پڑھکر دیکھ لیئے صرف قرآن شریف ہی قابل قبولیت اور باعث شانتی (اطمینان قلب) کی کتاب نظر آئی دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۷

پھر دیکھو باوا صاحب نے روزہ اور نماز کے تارکوں کے لیئے کیا فرمایا ہے

تا سو کرم ترپئے روزہ نا نماز
عملاں باجھوں دوستو! دوزخ دلی عذاب

مطلب۔ وہ لوگ اول درجہ کے بدنصیب ہیں جو روزہ اور نماز سے روگردانی کرتے ہیں اے دوستو! اعمال صالحہ کے بغیر تو یہاں اور وہاں یعنی دنیا اور آخرت میں عذاب ہی عذاب ہے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۷

پھر قاضی رکن الدین صاحب نے ہندو اور مسلمان کی طرز عبادت کی نسبت باوا صاحب سے استفسار کیا اور ساتھ ہی ہر دو مذاہب کی تکذیب اور تصدیق کی نسبت بھی سوال کیا تو باوا صاحب نے فرمایا۔

سچا مذہب اسلام ہے کوکن بانگ الٰہی

یعنے سچا مذہب تو صرف اسلام ہی ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی بانگ (اذان) کے نعرے گونجتے ہیں پھر ہندوؤں کی نسبت کہا۔

کوکن ٹل وجائیکے ارباب مردانگی نال نچ نچ
نام بکاوے وے وے پورے تال +

ترجمہ۔ ہندو لوگ تو اپنے شوالوں میں ٹل اور گھڑیال اور ڈھولک بجاتے ہیں اور ناچ ناچ کر سر اور تال کو بجاتے ہیں اور اسی بھان متی کے تماشا میں ایشور کا نام بھی الاپتے ہیں اس جگہ باوا صاحب نے ہندو اور مسلمان کی طرز عبادت کا مختصر نقشہ کھینچدیا ہے باوا نانک جی کے چیلوں کو چاہیئے کہ ہر دو طرز

عبادت کا مقابلہ کرکے وہ راہ اختیار کریں جن کے لیئے انکے گوروؤں نے لکھے الفاظ میں ہدایت فرمائی ہے اور اسبات کی شہادت دی ہے کہ "سچا مذہب اسلام ہے کوکن بانگ الہ" یعنی سچا مذہب تو اسلام ہی ہے جس میں ہر وقت اللہ کے نام جھنکارے گونجتے ہیں پھر دیکھو باوا صاحب نے قرآن شریف کی مہما (تعریف) کن دلربا الفاظ میں فرمائی ہے۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۹

"رہی کتاب ایماندی پچ کتاب قرآن"

مطلب اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے قرآن شریف ہی ہے پھر اور ملاحظہ فرمائیو کہ باوا صاحب اسلام کی محبت میں گداز ہوئے اسکی مہما (تعریف) میں یہ صدا بلند کرتے ہیں۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
چار کوٹ اسلام ہوتاں پائیے ثواب

ترجمہ۔ باوا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ اے قاضی رکن الدین سچے سچے جواب سنو دل کو چین تو اسی وقت آئیگا جب چار کوٹ یعنے ہر طرف اسلام پھیل جائے اور اللہ اکبر کے نعرہ گونجیں آہ! باوا نانک جی کے دل میں اسلام کے لیئے کیسا درد تھا دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۴۷ پھر اور ملاحظہ ہوئے قرآن شریف کی شان میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

کھاون قسم قرآندی کارن دنی حرام
آتش اندر کسمسن آکھے نبی کلام

ترجمہ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ بھولے بھٹکے اور لالچی انسان جو صراط مستقیم سے دور پھینکے گئے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں کے لیئے قرآن شریف کی قسم کھاتے ہیں انکی سزا یہ ہوگی کہ وہ آتش دوزخ میں جلائے

جائیں گے یہی نبی کی کلام کہتی ہے پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے بھنگ اور شراب کی نسبت استفسار کیا تو باوا صاحب نے فرمایا۔

نانک آکھے رکن دین لکھیا وِچ کتاب
درگاہ اندر مارین جو پیندے بھنگ شراب

ترجمہ۔ باوا نانک جی فرماتے ہین کہ اے رکن الدین بھنگ اور شراب کے لیئے تو قرآن شریف کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ بھنگ اور شراب پیتے ہیں وہ جمدوتوں کے ہاتھوں سے پیٹے جائیں گے اور دوزخ کا ایندھن بنینگے بھنگ اور شراب کے چسکے والونکو گورو نانک جی کے اس زرین نصیحت سے ضرور لابھ (فائدہ) اٹھانا چاہیئے دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۹ - پھر باوا صاحب نماز کے لیئے فرماتے ہین۔ متھا دھرکے زمین پر خاطر رکھ حضور
ملیا رہے خدا ے نال ہوئے نہ کبہو دور

ترجمہ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین پر سجدہ کے لیئے مستک رکھو تو حضوری دل کا ہونا ضروری ہے اور خدا کے درد میں ایسے گداز ہو کہ ایک طرفۃ العین کے لیئے بھی جدا نہ ہو پھر اور ملاحظہ فرمائیے۔

ستے پئے نا بھاگ وہ سنے نہ بانگ اللہ
جاگن گئے سو سن گئے سائیں سندی سوئی

ترجمہ باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بہت ہی بدقسمت ہیں جو صبح کے اذان کیوقت بسترہ پر غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہین کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اذان کو نہیں سنتے اور جو اسوقت جاگتے ہیں وہ اس بھینی بھینی اور دلربا آواز سے جس میں توحید کے زمزمے آلاپے جاتے ہیں سن کر اپنے تن من کو شانت (اطمینان قلب) دیتے ہین دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا عالی

پھر قاضی رکن الدین صاحب نے فرمایا کہ آپ کا وظیفہ کیا ہے۔ تو باوا صاحب نے فرمایا کلمہ اک پکاریا دوجا ناہیں کوئے ترجمہ میں نے تو صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ورد کیا ہے بجز اسکے دیگر چیز نہ دانم دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۹۴ پھر اسکے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔ کلمہ پڑھیاں عذاب دین دنیا دا جائے

جس نے کلمہ آکھیا تاں پھر کیوں ملے سزائے

ترجمہ۔ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ کلمہ شریف یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے سے دین اور دنیا کے پاپ دھوئے جاتے ہیں بھلا جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا پھر اسے کیوں سزا ملے پھر اور ملاحظہ فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں۔ جگ جگ ایہہ قبول ہو پنجتن پاک رسول۔ ترجمہ پنجتن پاک رسول کا ایسا پیارا مذہب ہے اے خدایا ہر وقت اسکی قبولیت کی دلربا آواز میرے کانوں میں پہنچتی رہے (گویا یہ دعائیہ فقرہ ہے) پھر باوا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی نسبت فرماتے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۹۵

جنہاں راہ شیطان دی جنہاں کی قبول

سو درگاہ ڈھوی نہ ملے شفاعت بھری رسول

ترجمہ وہ لوگ جنہوں نے خدا سے منہ پھیر لیا اور شیطان کی پیروی اختیار کی سو انہیں اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں ڈھوئی نہیں ملے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ کیا تم نے کبھی روزہ رکھا؟ زکوٰۃ دی کلمہ طیبہ سے مستفیض ہوئے؟ نماز پنجگانہ کو باقاعدہ ادا کیا؟ تم نے کبھی کچھ

صدق دلی اور ارادت سے بھی کیا کبھی تم کبھی غریبوں کے دُکھ درد میں شریک ہوئے یتیموں اور اپاہجوں کی دست گیری کی اگر نہیں تو جاؤ دوزخ کی آگ میں جلو میں شیطان اور شیطان کی امت کا شفیع نہیں ہوں رحم دل اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والوں کا دوست ہوں بھیڑیوں کی شفاعت میرا کام نہیں۔

پھر آپ کے نزدیک ہر ایک فرد بشر کے لیئے ضروری ہے کہ نبی کریم کو مانے کیونکہ جنم ساکھی صفحہ ۱۹۶ آپ فرماتے ہیں۔

ہے پیغمبر مصطفےٰ تس دے چاری یار
عمرؓ خطاب ابوبکرؓ عثمانؓ علیؓ وچار
چاروں یار رسلی چار مصلے تین
پنجواں نبی رسول ہے جن کیتا ثابت دین

پھر اور دیکھو اسی جنم ساکھی کے صفحہ ۲۰۳ میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

کن وچ انگلیاں پا کے بابے دتی بانگ

پھر دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۰۵ میں باوا صاحب کیا فرماتے ہیں

پڑھیا خطبہ نبی دا ہویا سیتل انت۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھا اور تن من سیتل ہو گیا یعنے دل کو ٹھنڈک پڑ گئی اس جگہ باوا صاحب دل کی شانت یعنے اطمینان قلب کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خطبہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے ہیں پھر دیکھو جنم ساکھی بھائی بالے والی صفحہ ۲۲ میں باوا صاحب اسلام کی عظمت و حقیت اور پوترتائی کے لیئے پیر بہاؤ الدین کو کیا فرماتے ہیں۔

لکھیا وچ کتابے اول اک خدائے
دوجا نور محمدؐ ہی جو خاصا یار کہائے

آیا اوہ جہان وچہ کیتو سو ثابت دین
پچھوں بھیا امتی تاں دس شرع یقین
لکھیا وچ کتاب دے اول اک خدائے
دوجا نور محمدی جن جہانن کیتا آئے

مطلب - باوا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف مین یہ لکھا ہوا ہے کہ ہوالیہ بلاشرکت کا مالک یعنی جیوانات - نباتات جمادات کا خالق وہی کرتا رہے اور اُسی کو ہمیشہ کر رچنے والا وہی کیول ایشور ہی ہے وہی افضل اور اکبر اور اسکے دوم درجہ پر نور محمدی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جس سے یہ مخلوق اسوقت منور ہوئی جب دنیا مین دھندوکارہ مچا ہوا تھا - اور اللہ تعالےٰ نے اُسے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور کرکے بھیجا جس نے حق اور باطل مین تفرقہ کیا - اور صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی اور بیشک وہ پیغمبر شریعت کے لانیوالا تھا سب سے پہلے خدا ہی کی ذات تھی اور دوم درجہ پر نور محمدی تہا جس نے تمام دنیا مین اوجالا کر دیا باوا جی اس جگہ برملا اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ظہور اسوقت ہوا جب کہ دنیا میں اندھیر مچا ہوا تھا اور دنیا ظلمت عصیان مین مبتلا تھی جھوٹ کا پرکاش اندھیری رات کی طرح چھایا ہوا تھا جب کہ لوگوں نے اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کو بھلایا طرح طرح کی گمراہیوں سے دل کو لگایا ضلالت کی پیروی کے لیے کمر بستہ تھے اسوقت شمس و قمر کی پوجا کو اعلیٰ دھارمک معیار خیال کیا جاتا تھا اسوقت رعیت کو حاکم ستاتے تھے زبردست عاجز کو کہاتے تھے خیر و ایثار کا نام دنیا سے اٹھ چکا تھا گویا کہ قبیح اعوج کا زمانہ تھا اگن اور گھور پاپ ہر جگہ جاری تھے گویا کہ ظلم کے ماہ جیٹھ کا سورج دوپہر کو عین نصف النہار مین چمک رہا تھا - لوگ

ظلموں سے تنگ آکر زمانہ بدوشی کو ترجیح دیتے تھے کئی خاندان خان بے خانماں ہو چکے تھے خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا لوگ ہراساں و پریشان تھے نفسا نفسی کا سودا تھا دھرم راستی ایمانداری لوگوں کے ہردوں سے کافور ہو چکی تھی لوگوں کے ہردے گھور پاپ ظلم اور فسق و فجور کی گھنگھور گھٹا سے سیاہ ہو گئے تھے بجائے کھما پریم اور محبت کے آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کا دور دورہ تھا غرضیکہ جور وستم کے سیاہ بادلوں میں سچائی کا چاند الوپ ہوا چاہتا تھا آئے دن کے جور وستم سے تنگ آکر قریب تھا کہ زمین شق ہو جائے عیاری اور مکاری اور ریاکاری سے نالاں ہو کر قریب تھا کہ آکاش گھر پر آلیوے مگر ایشور کی کرپالتا اور رحمانیت اس بات کو کب گوارا کرتی تھی کہ اس کی مخلوق اس دھندو کارہ میں پڑ کر گناہ میں الوپ ہو کر دوزخ کا ایندھن بنے اسلیئے باوا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ جب ایسی حالت تھی تو دنیا کے اودھار یعنی نجات کے لیئے نور محمدی کا ظہور ہوا جس کے نور سے تمام جہان منور ہو کر جگمگ جگمگ کر اٹھا پاپ کی ناؤ دریا میں ڈوب گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے لوگوں کے جلے ہوئے ہردوں پر شانت کی برکھا کی تیغ اعوج سے ہٹا کر صراط مستقیم کا راستہ دکھلایا۔

پس واضح ہو کہ نانک صاحب نے اس عظیم الشان مصلح نبی اللہ کا نام جو ہادی ازلی ابدی کی قدیم سنت کا اپنی نمایاں ہدایتوں کے ساتھ گواہ ہے محمد مصطفے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے اور نہ صرف بیان بلکہ صدق دل سے اس سرور پاکاں پر نانک صاحب ایمان لائے ہیں چنانچہ ہم کچھ تھوڑا نمونہ کے طور پر ذیل میں لکھتے ہیں اور حق کے طالبوں سے امید رکھتے ہیں کہ ایک صاف دل اور پاک نظر کیساتھ ان بیانات پر نظر ڈالیں اور اس سچے احکم الحاکمین

سے ڈر کر کلمۂ الٰہی بھنے اور آپ نے ایک روز جانا ہے آپ ہی منصف بنجائیں کہ کیا یہہ شہادتیں جو باوا صاحب کے منہ سے نکلی ہیں ایسی شہادتوں کے بعد باوا صاحب کے اسلام مین کچھ شک رہ سکتا ہے چنانچہ ان مین سے باوا صاحب کی وہ سی حرفی ہی جو ساکھی کلاں یعنے بالا والی ساکھی مین لکھی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے ساکھی بھائی بالا والی وڈی صفحہ ۲۲ یعنی ساکھی کلاں بالا والی جسکو انگد کی ساکھی بھی کہتے ہین

آکھنے قاضی رکن الدین سنئیے نانک شاہ ؛ تریہے حرف قرآن دی ساجے آپ الہ
معنے اک اک حرف ذدی کیئے کر تدبیر ؛ جس مراتب کو پہنچکے کیا سادھو کیا پیر
الف بے فرمایئے معنے کر کے بیان ؛ تسیں ہی آکھو شاہ جی سچی رب کلام
صفت تمام رب دی سبھا کھول سنائیے ؛ آکھنے قاضی رکن الدین کہے را خدائے
ہندو مسلمان دو وے وسدے ہن گمراہ ؛ با جھوں جھگڑے ہور نہ ڈھونڈسے سچ نہ راہ
جہڑی گل خدا ئیدی کہو نہ کوئی مول ؛ کارن لالچ دنیدے جھگڑے رام رسول

جواب نانک شاہ

سنو قاضی رکن الدین نانک آکھی پند ؛ سی ای سیانی گل جو چت وچہ کتنے بند
تریہو حرف قرآن دے تیہہ سپارے کیں ؛ تسو چہ بہت نصیحتاں سنکر کرو یقین
پڑھیے بکار قرآن بہو خاطر جمع نہ ہوئے ؛ راہ شیطان کم تھئیے پہنچیا جان نہ کوئی

ترجمہ۔ اے قاضی رکن الدین متوجہ ہو کر سنو نانک تمہیں ایک نصیحت کرتا ہے۔ جو باتیں درحقیقت عقلمندی کی ہین وہ باریک ہیں قرآن کے تیس حروف مین اور تیس ہی سپارے کیئے گئے ہیں اور اسمین بہت سی نصیحتیں ہیں سو تم سنکر یقین کرو قرآن شریف کے بہت پڑھنے مین گو جمعیت باطنی حاصل نہیں ہوتی اسکا یہ سبب ہے کہ جو لوگ شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں یعنی دراصل قرآن شریف سے منہ پھیر رہے ہیں وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

اصلی جواب نانک جی سی حرفی ہیں

الف۔ اللہ کو یاد کر غفلت منوں وسار ٭ سانس پلٹنے نام بن دھرگ جیون سنسار

اللہ کو یاد کر اور غفلت کو دل سے بھلا دے کوئی تنفس اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ہو تو خلقت میں لعنت

ب بدعت کو دور کر قدم شریعت راکھ ٭ نو چل لگے سب دے منداکسے نہ آکھ

یعنے بدعت کو دور کر کے شریعت پر قدم رکھ ہر ایک کے آگے خاکسار ہو چل اور کسیکو برا مت کہو

ت توبہ کر تو بندگی مت تو پچھوتائیں ٭ تن بنسی کہہ گڈھی تب توں کہاں کرائیں

بدی سے توبہ کر ایسا نہ ہو کہ پیچھے سے شرمندہ ہو جب تو گاڑا گیا تیری توبہ کیا مفید ہوگی

ث ثنائیں بہت کر خالی سانس نہ کڈھ ٭ بھو بھتھ وکائیاں مل نہ رہسی ادھ

اللہ کی تعریفیں بہت کر اور خالی سانس نہ لیا کر بہت معبودوں کے ہاتھ بکنے سے قیمت نہ رہیگی

ج جماعت جمع کر چلن دا کر بندھ ٭ باجھوں سائیں اپنے پھرسیں ہو اندھ

یعنی جماعت کیساتھ نماز پڑھا کر اور سفر کی تیاری کر بغیر اپنے مالک کے اندھوں کی طرح پھرتا رہیگا

ح حلیمی پکڑ توں دل تھیں حرص نوار ٭ دھاوت ورجو رکن الدین ہر دم خالق سار

حلم اور نرمی اپنا طریقہ اختیار کر اور حرص کو دل سے دور کر اور کام میں لگے دیکھیا کہ تمہارا خالق کام میں لگا ہوا ہے

خ خام نے او بھی جنہاں وچھڑیا کرتار ٭ دنیا لالچ لگ مرن مونڈھ اٹھاوین بھار

کچے لوگ وہی ہیں جنہیں خدا بھول گیا دنیا کے لالچ میں مرے جاتے ہیں اور سر پر گناہ کا بوجھ اٹھا رہے ہیں

د دیانت کریں ہیں اٹھی پہر نہ سوئے ٭ اک پہر جاگنا سائیں سچ بگوئے

اے دل تو دیانت اختیار کر اور ہر وقت سوتا ہی نہ رہ اگر یہ ہو سکے تو کم از کم ایک پہر رات کو جاگ کہ یہ (سورہ مزمل کیطرف اشارہ ہے)

ذ ذکر کر عاجزی خاطر نائیں دلائے ٭ تل نہ لگے رہ ال من لوبھ منوں چکائے

ذکر اور عاجزی ایسی چیز ہے جس سے دل متذبذب نہیں ہوتا۔ اور ایسا آدمی ذرہ آلودہ نہیں ہوتا اور دل سے حرص جاتی رہتی ہے

ر راحت ابماندی او ہو دیکھیں آسے ٭ پنجوں در جو رکن الدین سائیں سیتی چت لائے

ایمانکی راحت وہی لوگ دیکھتے ہیں اے رکن الدین پانچوں وقتوں کی محافظت کرو خدا سے محبت لگاؤ یعنی نماز میں فرق نہ کرو

ن زاری کر من ہیں سائیں بے پرواہ ؛ جو کچھ چاہے سو کرے تنس آکھیا و ساوہ
دل کے اندر رہتا ہے کیونکہ خدا لاپرواہ ہے جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اسکی بے نیازی کا کیا اعتبار ہے

س سودہ من اپنا سب کچھ اس ہی ماہیں ؛ تن بھانڈا من وست کر حکمی بند سماہیں
اپنے دل کو درست کر سب کچھ اسی میں ہے جسم کو برتن بنا اور دل کو ایک چیز کی طرح اسمیں رکھ

ش شہادت پائے پیاسوں لو لائے ؛ رکن ایہہ تن جا بسیا کیجے طالب خدائے
جو شخص اللہ سے دل لگاتا ہے وہ شہادت پاتا ہے اے رکن الدین یہ تن تو فنا ہو جائیگا خدا کی طلب

ص صلوۃ گذشت کو آکھو ملکھ نے نت ؛ خاصے بندے رب دے سر متر آل و مت
نبی گذرے ہوئے پر روز درود پڑھو وہ خدا کے خاص بندے ہیں اور اللہ سے پیار کرنیوالوں کے سردار ہیں

ض ضلالت گمراہی عادت سوں میل ؛ اٹھن بندے نظر کر جیتے نا ہیں کھیل
گمراہی اور ضلالت کو دل سے دور کر دے ۔ اے بندے غور کر یونہی بازی کو مت مار

ط طالب کر راستی دے سن رسال ؛ جنہاں ڈٹھیاں دکھ جائے تن ٹوٹے پاجال
سچائی کو ڈھونڈ جس سے راہبر کا پروانہ ملیگا جسکو دیکھکر بدن کا دکھ دور ہو اور خواہش کا جال ٹوٹ جائے

ظ ظالم سوئی ہوئے جیتن نا ہیں نام ؛ سائیں تیرے نام بن کیوں آوے آرام
جو لوگ ظالم ہیں وہی بھولے ہوئے ہیں جو خدا کی پرستش نہیں کرتے اے خدا تیرے نام بغیر کسطرح آرام آوے

ع عمل کمائیے جیکو یارا واس ؛ بن عملاں نا ہیں تیئے مرے پچھو تاس
ایسا عمل ثابت کریں جیسا کہ پارہ آگ پر قایم الناریہ ہو جاتا ہے عمل کے بغیر خدا نہیں مل سکتا اور مرنے کے بعد پچھتاوا

غ غنیمت رکن الدین جنہاں سوانا آپ ؛ اس پنجرے وچ کھیل ہے نہ تس مائی نہ باپ
وہ لوگ غنیمت ہیں جنہوں نے پہچانا اللہ تعالی کو اس پنجرے میں ایک ایسی بازی ہے جسکی نہ ماں ہے نہ باپ

ف فارق نے اوبھی جو چلیں مرشد بھائی ؛ آپ کیا تحقیق تن زنگار رنگ ملائی
حق اور باطل میں فرق کرنیوالے نجات پاگئے جو ہادی کے حکم پر چلے اور جنہوں نے خود روی اختیار کی انہوں نے حق اور باطل میں غلط کر دیا

ق کلمہ یاد کر اور نہ بھاکھو بات ؛ نفس ہوائی رکن دین تس سوں نا ہیں بات
ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جاپ کرو اور کسی بات کا خیال نہ کرو کیونکہ اس کے بغیر نفس اور ہوا سے نجات نہیں

قرار نہ آوے چت مین ایجے جاوے ؛ تے پارس کنچن تھیے جن بھٹیا مر راوے
جس دل مین خواہش پیدا ہو اس کو آرام نہیں آتا وہ لوگ سونا اور پارس ہوگئے جنہوں نے خدا کی پرستش کی
لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین ؛ تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گوین
ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کرتے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت عمل کیا تھا اسکو بھی دست بدست ضائع کرتے ہیں
مرشد نون من تون من کتیباں چار ؛ من توں اک خدا نوں صاحب جس دربار
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مان اور چار کتابوں یعنے قرآن توریت زبور انجیل اور کو مان جسکا دربار خاص ہے
کی نہیں اوہ گمراہ تھیے جن کیتے عمل قبول ؛ یا باہو بن گل پڑے جت خالی ہون بھل
وہ گمراہ نہیں جنہوں نے نیک عمل قبول کیے دنیا کے جنجال گلے میں پڑتے ہیں اگر بھول میں جا دین
د واہ آوی جو رکن دین سر بھاوے تھ نال ؛ عمر وہانی پادری پڑیو تکہیں جنجال
ہوا اور حرص سر اور ہاتھ کو توڑتی ہے ۔ عمر گذرتی چلی آتی ہے اے دیوانے تو کس جنجال میں پڑا ہوا ہے
ہیبت تس دن دی جس دن عدل کرے ؛ باہو ہمارے رکن دین کیہا حکم چڑھے
اس دن کا خوف ہے جس دن وہ عدالت کریگا ۔ خدا جانے ہماری نسبت اے رکن الدین کیا حکم ہوگا
(لائق سے او بھی جنہاں رحمت نظر کرے ؛ جو سو لوچن کیا جے آپ سنگ ملے
وہ لوگ لائق ہیں جن پر اللہ تعالے نے رحمت کی نظر کی سو تدبیر کرنے سے کیا فائدہ جب آپ خدا فضل نہ کرے اور نیکوں
واللہ تو ناں جھے چیے کیوں نہ اجان ؛ گھر بیوا تے چھٹسی او سرانت ندان
نماز تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے تو کیوں فکر نہیں کرتا اے نادان اللہ تعالے کی عبادت ہی آخر نجات میں
نی یاری کر رب سوں جس دا اب چل راج ؛ اک اکیلا آ نما کسے نہ ہوئے محتاج
خدا سے محبت کر جسکا غیر فانی راج ہے وہ اکیلا وحدہ لاشریک ہے کسیکا اے نادان محتاج نہیں۔

باہو صاحب قریباً دو سال تک مکہ شریف مین رہے وہاں روزے رکھتے تھے نمازیں خضوع اور خشوع کیساتھ ادا کیا کرتے تھے نیلے سبز کپڑے) پہنتے تھے قرآن شریف اور مصلّے اور کوزہ نماز پڑھنے کے لیے

ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اپنے ہمراہیوں سے بھی لکھواتے تھے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا مکہ شریف کا حال صفحہ ۱۳۶* متواتر دو سال کے مجاہدات کے بعد جو انہوں نے مکہ شریف جیسی پاک اور پوتر جگہ بغرض شانتی یعنی اطمینان قلب کئے اسکے بعد بغداد کے راستہ ہندوستان کو واپس ہوئے جب بغداد پہنچے تو اس جا پر بابا صاحب کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا سو وہ "گورو خالصہ تواریخ" مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی جو سکھ صاحبان میں ایک مقبول عام اور معتبر تواریخ ہے اسکا بیان بجنسہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے دیکھو تواریخ خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰

اوتھوں چلکے باباجی ہورا نیک ویساند اسیل کر اوکا نوں نام چین

اسجگہ سے روانہ ہوکر بابا صاحب اور بہت سے ملکوں کے سیر کرتے ہوئے اور لوگوں کو وحدہٗ لاشریک کی

* اس بات کا لکھنا بھی ناظرین کے لیئے فائدہ سے خالی نہیں کہ جسقدر ہم باوا نانک صاحب کے اسلام کے بارہ میں لکھ چکے ہیں صرف اسی قدر دلائل نہیں بلکہ سکھ صاحبوں کی اور کئی پرانی کتابیں ہیں جن سے صاف صاف طور پر باوا صاحب کا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ منجملہ اسکے بھائی گورداس صاحب کی واران سے جسمیں صفحہ ۲۴ میں یہ لکھا ہے بابا (یعنی باوا نانک) پھر گئیں گیا نیلے کپڑے پہنکر ولی بن کر عصا ہاتھ میں کتاب (قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے) اللہ تعالے فرماتا ہے الٓمٓ ذٰلك الكتٰب لا ريب فيه (لا رطب ولا يابس الا فی کتاب مبین) بغل میں یعنے قرآن شریف کوزہ اور مصلے ساتھ اور بانگ دی یعنے نماز کے لیئے اذاں کہی اور مسجد میں جا کر بیٹھے جہاں حاجی لوگ حج گذارتے ہیں دیکھو واران بھائی گورداس جی مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور منبر ۱۲ سنہ

* یعنی مکہ شریف منہ

لاوندے ہوئے بغداد شہر دے پورب ول پہاڑی دے ہیٹھاں باغ
پرستش کرواتے ہوئے بغداد شہر کے مشرق کی طرف ایک پہاڑی کے نیچے باغ مین
بیٹھے من ولی ہند دی جگہ ہے) جا بیٹھے اسجگہ دے خلیفہ ولید
(جس جگہ اب ولی ہند کی جگہ ہے) جا بیٹھے۔ اس جگہ کے خلیفہ ولید کے
دے پڑوتے جلیفے بکرنے پرجانوں تے فقیراں نوں بڑا دکھ دے
پڑوتے خلیفہ بکرنے رعایا اور فقیروں کو بہت دکھی کر رکھا تھا
اینک ساد ہو کرامات دیکھن لئی قید کر رکھے سے جد بابے جی ارباب وجائیکے
لاانتہا سادھو کرامات دیکھنے کیواسطے قید کر رکھے تھے جب باوا جی نے ارباب بجا کر
شبد گاون لگے تے لوگ اکٹھے ہوئے تاں خلیفے دے مرشد عبدالرحمن نے
توحید کے زمزمے الاپنے شروع کیے تو بہت لوگ اکٹھے ہوئے تو خلیفہ کے مرشد عبدالرحمن نے
اپنے چیلے عبدالحمید بابے جی نوں گاون بند کرن واسطے بھیجیا اگے
اپنے مرید عبدالحمید کو باوے جی کے گانے سے منع کرنیکے لیے بھیجا آگے
بابے جی عربی زبان وچ توحید آلہی دے گیت مٹھی سروچہ الاپ
باوا صاحب عربی زبان مین توحید آلہی کے گیت میٹھی زبان میں آلاپ
رہے سن اجہ سنکے اسنوں ہٹاونا بھل گیا بلکہ آپ گاون لگ پیا پیرجی
گا رہے تھے یہ سنکر اسے منع کرنا تو بھول گیا بلکہ خود انکے ساتھ ہو کر گانا شروع کر دیا پیر صاحب نے
نے ہور آدمی بھیجے جو آوے شبد سنکے مست ہو جاوے اوڑک پیر جی
اور آدمی بھیجے مگر جو آوے وہی توحید کے زمزمے سنکر مست ہو جاوے آخرکار پیر صاحب
آپ آئے تاں اینک امیر فقیر جو اسدے نال آئے اوہ بھی بابے دی
بذاتِ خود آئے تو ان گنت امیر فقیر اسکے ہمرکاب تھے۔ وہ بھی توحید آلہی کے

غالباً قرآن شریف کی آیتیں نوش الحانی سے پڑھ رہے ہونگے منہ

آواز سن کے مست ہو گئے جان آپے گاونوں باباجی بند ہوئے تاں
زمزمے سن کر مست ہو گئے سب باوا صاحب خود ہی گانے سے منع ہوئے تو پیر صاحب
پیر سمجھ گیا ایہہ او ہو نانک شاہ فقیر ہے جیدی دھم پے رہی ہے پھر دست پنجا
سمجھ گئے کہ یہ وہی نانک شاہ فقیر ہے جس کی دھانگ مچی ہوئی ہے پھر پیر صاحب نے باواجی سے مصافحہ
لیتا باوے دا جس سن کے خلیفہ بکر بھی درشن کرن نوں آیا تاں بابے
کیا بابے کی شہرت سنکر خلیفہ بکر بھی درشن کرنے واسطے آیا تو بابے نے
نے ایہہ شبد بولیا۔ نانک آکھے رے منا سنیئے سکھ صحیح
یہ شبد کہا۔ لیکھا رب منگیسیا بیٹھا کڈھ وہی
طلبیاں پوسن آکیاں باقی جناں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسنی آئے صحیح
آدن جان نہ سجھی بھیڑی گلی پئی
کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی۔
ترجمہ۔ یہ نانک کا واعظ ہے کہ اپنے پیر سے نصیحت حاصل کرو اور جسطرح پیر فرمائے
اسی پر عملدرآمد کرو آگے جا کر کوڑی کوڑی کا حساب ہوگا وہ لوگ جنہوں نے
لہو لعب اور فسق وفجور میں اپنی عزیز عمر کو ضایع کر دیا ان کی سزا کے لیے عزرائیل
فرشتہ مامور کیا جائیگا اور ایسے تنگ وتاریک راستے یعنی پلصراط سے گزرنا
ہوگا جو بال سا باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہوگا اور اس راستہ میں آمدورفت
کا کوئی سراغ نہیں ملیگا آخر سچ کی سچ اور جھوٹ کی کھٹے ہوگی۔
ایہہ سنکے خلیفے نے بابے اگے ہتھ جوڑ کے آکھیا کجھ ٹہل دسو
یہ سنکر خلیفہ نے بابے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کچھ خدمت بتلائیے تو
بابے نے آکھیا کرامات قہر ہے فقیر انوں چھڈ دیویں تیری مراد تیر دی ہے
بابے نے کہا کہ کرامات تو قہر ہوتی ہے آپ فقیر کو چھوڑ دو تو آپکی مراد تو لوٹنے کی ہے

سورب پوری کریگا اوہ بولیا جد چھڈو اہاں جے تسیں ضامن ہو دو

سورب پوری کریگا وہ بولا میں اسوقت چھوڑ و نگا جب آپ اسبات کے ضامن ہو

گوروجی نے فقیر چھڈوادتے آپ اوتھے رہے ایس گلوں بہت

گوروجی نے ضامنی پر فقیر رہا کر دیئے اور آپ وہاں رہے اس بات کا بہت چرچا ہوا

کرتار دی قدرت نال خلیفے دی شاہ بیگم نوں گربھ ہو گیا

خدا کی قدرت سے خلیفہ کی بیگم کو حمل ہو گیا اس نے بادا جیکا

اس نے بابے جی دی تصویر اتروا کر درشن کرن لئی رکھی سی ایک پیرہن

فوٹو اتروا کر درشن کرن لئی محل وچہ رکھ لیا ایک چولہ اور

تے ٹوپی بڑے چنگے ریشمی کپڑے اوتے قرآن شریف دیاں آیتاں کڈھ

ایک ٹوپی بڑے عمدہ ریشمی کپڑے اور قرآن شریف کی آیتیں نکلوا کر

کے بیگم نے آپ تیار کیتا اوسدے بیٹا ہویا بڑی خوشی منائی بابے جی اگے

بیگم نے آپ تیار کیا اسکے گھر لڑکا پیدا ہوا بڑی خوشی ہوئی بادا جی کے آگے

بہت تحفے ہیرے موتی دھر کے متھا ٹیکیا بابے جی نے ہور کجھ نہ لیتا

بہت تحایف ہیرے موتی رکھکر متھا ٹیکیا بابے جی نے اور تو کچھ نہ لیا

ہیرے موتی واپس کردتے تے اوہ چولا اور ٹوپی انگی کار کیتا تے آکھیا کجھ

ہیرے موتی ویسے کے ویسے واپس کردیئے۔ تو وہ چولہ اور ٹوپی بسر و چشم پہن لی اور خلیفہ نے کہا

اوپدیش کرو تاں بابے جی نے ایہہ شبد فرمایا۔

کچھ نصیحت کرو بادا جی نے یہ شبد سنایا۔

تلنگ محلہ پہلا، یک عرض گفتم پیش تو در گوش کن کرتار

حقا کبیر کریم تو بے عیب پروردگار

دنیا مقام فانی تحقیق دل دانی

مم سر موئے عزرائیل گرفتہ دل ہیچ ندانی ایک ہا

زن پسر مدیہ برلوراں کس نیست دستگیر؟
آخر بیا سفتم کس نزارد چوں شود تکبیر؟
شب و روز گشتم در ہوا کردیم بدی خیال
گاہ نہ نیکی کار کردم ہم ایں چنیں احوال
بدبخت ہم چو بخیل غافل بے نظر بے باک
نانک گو تھیں قوا تیرے چاکراں پا خاک!

یہ تو وہ شہادت ہے جو حال ہی میں سکھ صاحبان کے قابل ناز مصنف بھائی گیان سنگھ گیانی نے گورو خالصہ تواریخ میں درج کی ہے اگرچہ بھائی گیان سنگھ گیانی نے اس شہادت کی تصدیق کے لیئے کسی جنم ساکھی کا حوالہ نہیں دیا جس سے یہ بھی وری انہوں نے اخذ کی ہو خیر ہمیں اس سے بھی انکار نہیں بھائی گیان سنگھ جی گیانی نے اصلی واقعات پر پردہ ڈالنے کے لیئے یہ تمام کہانی تراشی ہے مگر مثل مشہور ہے کہ نعل کی دمک تو گودڑی میں بھی نہیں چھپی رہتی یہ تھیوری حال ہی میں سکھ صاحبان نے ظاہر کی ہے پیشتر ازیں باوا صاحب کے چولے کے متعلق اس قسم کی کوئی دلیل ہمیں سکھ صاحبان کی کسی جنم ساکھی میں نہیں ملتی اور اس کہانی سے سکھ صاحبان کا دراصل یہ مطلب تھا کہ اسلام کے متعلق کوئی حرف بھی انکے لٹریچر میں نہ پایا جائے مگر سچ ہے سانچ کو آنچ نہیں " کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہے " پاپ کی ناؤ کبھی پار نہیں ہوتی۔ آخر سچ کا ہی بول بالا ہوتا ہے اس کہانی سے بھی اسلام جیسے امولک رتن کا ہی نور چمک رہا ہے باوا صاحب کا زر و جواہر کو واپس کر دینا ٹوپی اور چولے کو لیکر بصد چشم پہن لینا اور پھر پہن کر فخر کرنا یہ باتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ باوا صاحب تن من دھن سے اسلام پر فریفتہ ہو چکے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا عشق انکے روم روم میں رچ چکا تھا قرآن شریف پر شیفتہ تھے جس طرح قرآن شریف کی عبادت (پاکیزگی و پوترتائی) انکے دل میں ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔ تو اسی طرح ان پاک آتنوں کا چولا انکے جسم پر بھولے بھٹکوں اور گمراہوں کے لیئے سائن بورڈ (Sign board) کا کام کرتا تھا جو انکے دل میں تھا وہی باہر تھا انکا ظاہر اور باطن یکساں تھا خیر چولہ صاحب کے متعلق آج سے ۴۰۰ سو سال پہلے کی شہادت ملاحظہ فرمائیے جسکا راوی بھائی بالا ہے بھائی بالے اور گورو جیکا چولی دامن کا ساتھ تھا باواجی کے سفر میں بھائی بالا ہمرکاب تھا اور اسکے لکھنے والا سکھ صاحبان کا وہ دوسرا گورو انگد جسکی تعلیم وتکریم سکھ صاحبان کسی طرح باوا نانک صاحب سے کم نہیں کرتے شہادت کی نسبت یہی کہنا کافی ہے۔ کہ بدقسمت ہے وہ جو بھائی بالا جیسے معتبر راوی پر اعتبار نہ کرے اور پھر ڈبل بدقسمت ہے وہ جو گورو انگد جیسے مہارشی کی لکھی ہوئی جنم ساکھی پر بھروسہ نہ کرے بہرحال وہ چولہ صاحب کی شہادت یہ ہے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی جو انگد صاحب کی جنم ساکھی کرکے مشہور ہے صفحہ ۱۴۸ سیا کھی عرب دیش دے بادشاہ نال ہوئی عرب کے بادشاہ ساتھ جو قصہ گذرا۔

ایک سمے مردانے سری گوروجی اگے متھا ٹیکیا اردا اس کیتی ہے سچے بادشاہ

ایک زمانے میں مردانے نے گوروجی کے سامنے آداب سے عرض کی اے سچے بادشاہ

جی عرب دیش کیسا ہے جی تاں سری گوروجی کہیا مردانیاں توں ویکھنا ہے

عرب کا ملک کیسا ہے سری گوروجی نے کہا مردانا تو دیکھنا چاہتا ہے

تاں تینوں دکھا لیاوانگے تاں سری گوروجی نے میرے تائیں آکھیا

تو تجھے دکھلائینگے تب پھر گوروجی نے مجھے فرمایا کیوں بھائی بالا

کیوں بھائی بالا مردانہ کی آکھدا ہے تاں میں آکھیا گوروجی جو تسا ڈی

مردانہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کی گوروجی جو آپ کی

رضاۓ تاں سری نانک جی اوتھوں جاندے جاندے عرب دیش

رضاۓ ہونے سری نانک جی وہاں سے چلکر ملک عرب میں پہونچے

وچ جاۓ پراپت ہوۓ آگے اس دیش دا بادشاہ لاجوردنام کرکے

اور اس ملک کے بادشاہ کا نام لاجورد تھا

آہی داسی استے بہت ظلم کر داسی پرجا دے لوک بڑے دکھی ہین اتے

اور بہت ظلم کرتا تہا رعیت بڑی تنگ تھی اور

جو کوئی ہندوستان دا اس ملک وچ جاندا سی تسنوں گردن مرواندا سی ایہہ

جو کوئی ہندوستان سے اس ملک مین جاتا اسے قتل کر دیا کرتا تھا اس کی

ملک وچ پے رہی تھی جد لوک بہت دکھی ہوۓ تاں سبھے پرمیشر اگے

ملک مین یہی دھوم مچ رہی تہی جد لوگ بہت دکھی ہوۓ تو پرمیشور کے آگے عاجزی

اوہناں پرارتھنا کیتی تا اوہناں دی بینتی سبھے درقبول ہوئی تاں اس درگاہ دروہ

سے دعا کی تو انکی عاجزی کی دعا بارگاہ مین قبول ہوئی تب خدا کی بارگاہ سے

دی درگاہوں سری بابے نانک جی پرتی آکاش بانی ہوئی ہے نانک تیری

بابا نانک جی کو آسمانی ندا ہوئی اے نانک مین تجہہ پر

اوپر میں بہت پرسن ہاں اتے اک کھلت تیرے تائیں ملا ہے تاں سری

بہت خوش ہوں اور ایک خلعت تجہکو عطا ہوتا ہے تب گروجی نے

گوروجی نے کیہا ہے نرنکار جی جو آپ دی رضاۓ تاں سری مہاراج اتر

عرض کیا۔ اے وحدہٗ لاشریک جو تیری رضا ہو تو سری گوروجی نے مراقب

دھیان ہوۓ کے سری بٹھا کر جی اور اس کیتی تاں اک کھلت ہتھ لگی تاں

ہوکر خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا تب ایک خلعت مرحمت ہوا اور اس پر قدرت کے

اس کھلت پرقدرت دے اکھر لکھے ہوۓ ہیں عربی ترکی فارسی ہندی سنسکرت

حرف عربی۔ ترکی۔ فارسی ہندی سنسکرت

ایہہ پنج طرح دے اکھر لکھے ہوئے ہین تاں سری گورو جی اوہ کھلت پہنکر
لکھے ہوئے پانچوں طرح کے موجود تھے تب سری گورو جی وہ خلعت پہنکر
اس شہر دے دروانے دے باہر جا بیٹھے ست دن گزر گئے تاں لوکاں
اس شہر کے دروازے سے باہر جا بیٹھے سات روز کے گزرنیکے بعد لوگوں نے کہا
آکھیا دیکھو بھائی ایہہ کیسا درویش ہے اوہدے کھلتے اوپر قدرتی قرآن دے
بھائیو یہ کیسا درویش ہے جسکے خلعت پر قدرتی قرآن کے تیس سیپارے
تیئے سیپارے لکھے ہوئے ہین جب اُن لوکاں ایہی طرح دیکھیا تاں بادشاہ
لکھے ہوئے ہین جب انہوں نے غور سے دیکھا تو بادشاہ کو خبر دی کہ
نوں جا کے خبر دتی ہے بادشاہ ہمارے شہر دے باہر اک درویش آئے بیٹھا
ہمارے شہر کے باہر ایک درویش ایسا بیٹھا ہے کہ جس کے گلے مین
ہے اسدے گلو چہ اک کھلتا پیا ہے اس اوپر تیئے سیپارے قرآن دے لکھے ہوئے
ایک خلعت ہے اس خلعت پر تیس سیپارے قرآن کے لکھے ہوئے ہین
تاں بادشاہ نے وزیراں نوں آکھیا جا وزیرا اس درویش دی گلوں کھلتا
تب بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اس درویش کے جسم سے وہ خلوت اوتار لو
اوتار لیا تاں وزیر نے جا کر آکھیا ہے درویش ایہہ کھلتا گلوں اوتار دے
تب وزیر نے جا کر کہا اے درویش یہ خلعت اوتار دے اور ہمیں دے
بادشاہ منگدا ہے بادشاہ دا حکم نہیں موڑنا نہیں تاں آپکو دکھ دیویگا تاں ایہہ
کہ ہمارا بادشاہ طلب کرتا ہے بادشاہ کی حکم عدولی نہیں چاہیے ورنہ آپکو سزا دیگا تب یہ
بات سن کر سری بابے جی آکھیا بھائی جی تساڈے پاسوں اتر دا ہے
بات سن کر باواجی نے کہا بھائیو! اگر تم سے اتر سکتا ہے۔ تو اوتار لو
"تاں اوتار لیو جد سری بابے جی ایہہ سخن کیتا تاں جتنے وزیراں نفر سن سب
جب گورو جی نے یہ فرمایا تو جس قدر لوگ وزیر کسا تھے ہی

سری بابے جیہول دوڑے پر اوہ قدرت دا کھلتا پھر قدرت دی کپڑے
سب کے سب سری باباجی کے پاس دوڑے لیکن وہ قدرتی خلعت اور قدرتی کپڑے
تے قدرت نال سری گورو جیہدے گل پایا سے نرنکار دی آگیا نال اوہ
اور قدرتی پہنایا ہوا اور وحدہٗ لاشریک کا عطیہ کس طرح وہ
کھتا کس طرح اونھاں جیہواں چھوٹیاں پاسوں اترے بہتیرا جتن کر رہے
چھوٹے لوگوں سے اتر سکتا تھا بہت کچھ جتن کیا
ناں کھچیاں لہندا ہے ناں پاڑیاں ہی لہندا ہے تاں سب لوگ اچرج ہوئی
نہ کھینچنے سے اترا نہ پھاڑنے سے پھٹا تو سب لوگ حیران ہی رہ گئے
بادشاہ دے پاس سینہا بھیجیا کہ اے بادشاہ جی اس فقیر دے گلوں کھلتا
بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ اے بادشاہ اس فقیر کے گلے سے وہ خلعت نہیں کترتا ہے
نہیں اتردا تاں بادشاہ نے سن کر ڑا کرودھ کر کے آکھیا اسے تم راس
تب بادشاہ نے سنکر سخت ناراض ہو کر کہا کہ تم اس فقیر کو دریا میں ڈبو دو
فقیر کو دریا میں ڈوب دیوتاں پھیر حکم وزیر نوں آیا وزیر نے نفراں نوں کہیا۔
جب یہ حکم وزیر کے پاس آیا وزیر نے لوگوں سے کہا
اس فقیر نوں دریاویں ڈوب دیہوتاں اونہاں لوکاں نے سری گورو
کہ اس فقیر کو دریا میں غرق کر دو تب ان لوگوں نے سری گوروجی کو
جیہکو دریا ہیں ڈوبدیا اتے ہور لوگ تماشا دیکھ رہے سن تاں پھیر سری
دریا میں دھکیل دیا اور سب لوگ تماشا دیکھ رہے تھے تب سری بابے جیکے
بابے جیکا گل دا کھلتا بھجیا بھی ناہیں مہاراج کو جل نے سپرش بھی
گلے کا خلعت بھی نہ بھیگا اور ان کو پانی کا اثر بھی نہ پہنچا
نہیں کیتا اتے پرن دیوتا سری گورو جیکو دوہاں ہتھاں اوپر اٹھایا
پانی کے موکل یعنی فرشتہ نے دونوں ہاتھوں پر تھام لیا

اتے سری گوروجی نوں چرن بندنان کیتی اتے کنارے اوپر بٹھائے وتاں
اور سری گوروجی کے قدم چوم کر صحیح سلامت کنارے پر بٹھا دیا تب
اوہ لوک دیکھکر اچرج ہوگئے تاں بادشاہ نوں خبر گئی کہ درویش نان
وہ لوگ سری باباجیکو دیکھکر متعجب ہوئے اور بادشاہ کو خبر گئی کہ درویش دریا
دریامیں ڈبدا ہے تاں پھیر بادشاہ نے کہیا کہ اس فقیر کو اگن وچ پا دیوتان
میں نہیں ڈوبتا ہے پھر بادشاہ نے غضبناک ہوکر کہا کہ اس فقیر کو آگ میں ملا دو
وزیر نے بڑے بڑے لکڑ اکٹھے کرکے سری گوروجی دے دوالے جوڑ دتے اتے
تب وزیر نے لکڑیاں جمع کراکر سری گوروجی کے ارد گرد چُنی اور پھر آگ لگا دی
اگ لگا دتی تاں بسنتر دیوتا نے سری گوروجی کے چرنان پر نمسکار آئے
تب موکل آتش یعنی فرشتہ آگ نے سری گوروجی کے قدموں پر نمسکار کرکے
کیتی اتے سری مہاراج کے سر کا لوں بھی نہین سڑیا پر سب لکڑیان
عرض کی تو آپکے جسم کا ایک بال بھی نہیں جلا لیکن سب لکڑیاں جل کر راکھ
جلکر راکھ ہوئے گیاں تاں لوک دیکھکر حیران ہوئے گئے تاں ایہہ گل بادشاہ
ہو گئیں تب لوگ دیکھکر حیران ہوگئے پھر جب یہ خبر بادشاہ
نے سُنی تاں لگا کہن ایہہ فقیر کوئی چیٹکی ہے پھر اوسنوں کسے وڈے استھان توں
نے سنی اور کہنے لگا کہ یہ فقیر کوئی چٹکلے باز ہے لیکن اسکو کسی اونچی جگہ سے گرا دو
ڈیگ دیوتاں پھیر وزیر نے سری گوروجیکو بڑے اُچّے پربت توں ڈیگ دتا جد
تب سری گوروجیکو بڑے اونچے پہاڑ سے نیچے گرا دیا جب سری گوروجی گرے
سری گوروجی ڈگے تاں پون دیوتا نے سری بابے جیکو اپنے ہتھاں اوپر
تو موکل یعنی ہوا کے فرشتہ نے سری بابے جیکو اپنے ہتھاں اوپر
بہان وچ بٹھا لیکے زمین اوپر لیا کر بٹھا دتا پر اوتھے بڑی سندر پھولوں کی
بٹھا کر ایک منڈولے میں زمین پر لا اتارا اور وہاں بہت خوبصورت

بیجاتے آئے بیٹھے تاں اس ملک دے سب لوگ اوتھے کھڑے سن

پھولوں کی سیج پر آبیٹھے اور اس ملک کے سب لوگ وہاں کھڑے تھے دیکھکر حیران ہوگئے

دیکھکر بڑے ہبیت ہوگئے تاں وزیر نے بادشاہ کو جاکر کہیا جی اوہ تاں

تب وزیر نے بادشاہ کو جاکر کہا کہ وہ فقیر تو اب تک بھی زندہ ہے

فقیر اجے بھی جندہ ہے تاں بادشاہ نے کہا اے وزیر ایہہ تاں فقیر کوئی چیٹکی ہے

تو بادشاہ نے کہا اے وزیر ایہہ تاں فقیر کوئی چٹکی ہے

پھیر تسیں کوئی ڈونگا کھاتہ کڈھکر اسوچہ اسنوں پائے کر اونہوں پتھراں سے

لیکن تم کوئی عمیق گڑھا کھود کر اور اس میں اسے ڈالکر اوپر سے پتھر جوٹ کرو تب وزیر نے

سنگسار کرو تاں وزیر نے ایک بڑا بھاری کھاتہ کھدوائیکر اس وچ سری گورو

ایک بڑا بھاری کھاتہ کھدوا کر سری گورو جیکو اس میں ڈالکر اوپر سے پتھروں کی بھرمار کی

جیکو پائیکر اوپر سے پتھرن کی مار کیتی تاں سری گورو جیکو ہجاراں منانوں پتھراں

اور سری گورو جیکو ہزاروں من کے پتھروں سے

ناں دبائیکے سب اپنوں اپنے گھر چلے گئے تاں پھیر جو لوکاں اونھانوں پچھیا

دبا کر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور جن لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ

بھائی کیکر ہوئی تاں اونھاں نے کہیا بھائی ہن تاں اس درویش والوں

کیا قصہ گزرا تب انہوں نے کہا بھائی اب تو اس درویش کا بال بھی نہیں رہا ہوگا۔

بھی نہیں بچناں پر جسدے حکم وچ کھنڈ برہمنڈ ہے اسدے سیوک نوں کون مارن والا جمیا ہے

لیکن جو رب العالمین اور کل کائنات کا مالک ہے جنکی لگن اس کو لگی ہو اسے کون مارنے والا ہے

جاں سویرہ ہوئی تاں کیا ویکھن جاں سری بابے جی اوتھے بیٹھے ہن تخ سروپ

جب صبح ہوئی تو لوگ باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ سری باباجی وہاں براجمان ہیں اور مراقبے

دے وکیے لین ہیں تاں اونہاں لوکاں نے کہیا ایہہ درویش تاں باہرے اسدا

میں بیٹھے ہوئے ہیں تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ درویش تو باہر ہے اور اسکے

تاں اک لون بھی نہیں ونگیا تاں بادشاہ نے کہیا کہ میرے روبرو گردن مارو

ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ میرے روبرو قتل کردو

تاں وزیر نے سری گورو جیکو بادشاہ سامنے لیجائے کرکئی شمشیر ماری

تو وزیر نے گورو جی کو بادشاہ کے سامنے کئی بار تلوار ماری مگر باوا جی کو اثر نہ ہو

مگر بابے جی کو کوئی نہ لگا تاں پھیر بادشاہ بڑے غصہ ہوئیکے کہن لگا کہ اس درویش

تو پھر بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ

کو پھانسی دیوو تاں وزیر سری گورو جی کو سولی دے پاس لیگئے جہاں سولی دے

اس درویش کو پھانسی دو جب سری گورو جیکو سولی کے پاس لے گئے

نزدیک گئے تاں سولی ہری ہو گئی۔

تو سولی سبز ہو گئی۔

اس کا جو چولہ ان برکات اور فیوض کا خزانہ تھا

فوٹو بر صفحہ ۱۱۳ دیکھو

ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے {یہ چولہ} یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

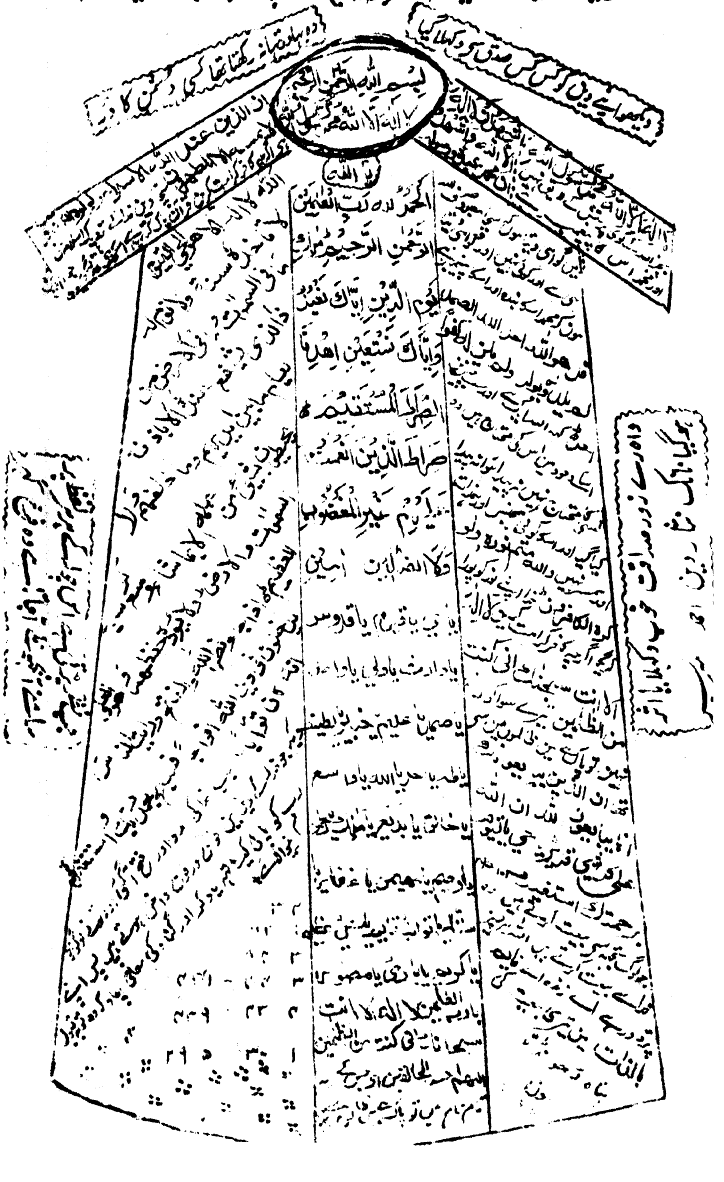

باوا نانک جی کا پیارا چولہ

یہ چولہ یعنے وصیت نامہ جو آجکل ڈیرا بابا نانک ضلع گورداسپور کی دھرم سالہ مین بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور یہ چولہ کابلی مل کی اولاد جو باوا صاحب کی نسل مین سے تھا انکے قبضہ مین ہے غرض یہ چولہ صاحب نہایت عزت سے رکھا ہوا ہے اسپر تین سو کے قریب یا کچھ زیادہ رومال لپیٹے ہوئے ہیں اور بعض ان مین سے نہایت قیمتی اور نفیس ہیں اور یہ ایک سوتی کپڑا ہے جو کہ بادامی رنگ اور کناروں پر کچھ کچھ سرخ نما بھی ہے۔ سکھوں کی جنم ساکھیوں کا یہ بیان ہے کہ اس مین تیس سپارے قرآن شریف کے لکھے ہوئے ہیں جو قرآن کریم میں ہیں اور سکھوں میں یہ ایک امر متفق علیہ واقع کی طرح مانا گیا ہے کہ یہ چولہ صاحب جسپر قرآن شریف لکھا ہوا ہے آسمان سے باوا صاحب کے لیے اترا تھا اور قدرت کے ہاتھ سے سیا گیا اور قدرت کے ہاتھ سے باوا صاحب کو پہنایا گیا یہ اشارہ اسطرف بھی تھا کہ اس چولہ پر آسمانی کلام ہے جس سے باوا صاحب نے ہدایت پائی اور اسپر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چولہ پر لکھا ہوا ہے اور ایسی کئی اور قرآنی آیات ہیں اور باوا نانک صاحب کی اسلام کے لیے یہ ایک عظیم الشان گواہی ہے در حقیقت یہ نہایت ہی مبارک کپڑا ہے جس میں سبھلے زندگی کے کام کے آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں اسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہایت خوشخط قلم سے لکھا ہوا ہے پھر موٹی قلم سے بہت جلی اور خوشخط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور پھر چولہ پر موٹے حروف سے یہ لکھا ہوا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام یعنے سچا دین

اسلام ہی ہے اور کوئی نہیں اور پھر چولہ صاحب میں بھی یہی لکھا ہوا ہے اشہد
ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ غرضیکہ وہ چولہ
صاحب تمام قرآنی آیات سے ہی بھرپور ہے اور اللہ تعالےٰ کے نور سے
منور ہو کر جگمگا جگمگ کر رہا ہے ایک جگہ سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے تو دوسری جگہ
سورہ اخلاص اور تیسری جگہ قرآن شریف کی یہ تعریف ہے کہ قرآن خدا کا
پاک کلام ہے اسکو ناپاک لوگ ہاتھ نہ لگاویں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ
نے اسلام کے لیئے باوا صاحب کا سینہ کھولدیا تھا اسلیئے وہ اللہ اور رسول کے
عاشق زار ہو گئے تھے غرض اس چولہ سے صاف نمایاں ہوتا ہے کہ باوا صاحب
دین اسلام پر نہایت ہی فدا ہو چکے تھے اور وہ اس چولہ کو بطور وصیت چھوڑ گئے تھے
تاکہ سب لوگ اور آئیندہ نسلیں انکی اندرونی حالت پر زندہ گواہ ہوں تمام
چولہ پر قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت لکھا ہوا ہے اور بعض جگہ آیات
نہ صرف منہ سے ان میں ہی ظاہر کیا گیا ہے ہر ایک جگہ قرآن شریف اور اسمار الہٰی
لکھے ہیں جو باوا صاحب شہادت دیتے ہیں کہ بجز دین اسلام کے تمام دین جھوٹے
اور باطل اور گندے ہیں چولہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے جسکا دل چاہے وہاں جاکر
دیکھ لیوے ہمیں حیرت ہے کہ باوجودیکہ چولہ ایسے شخصوں کے ہاتھ میں رہا جن کو
اللہ رسول پر ایمان نہ تھا اور پھر ایسا سلطنت کا زمانہ اسپر آیا جس میں تعصب انتہا
بڑھ گئے تھے کہ بانگ دینا ہی قتل عمد کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کسی مسلمان نے
... اکبر کا نعرہ لگایا بس تمام مسلمانوں کی موت ہے اور وہ بذات خود بانگے گئے چونکہ
اور چولے پھر شٹ ہو گئے۔ واہ ری جہالت! مگر چولہ صاحب اسوقت بھی بنا رہا
نہ جب تمام مغلیہ سلطنت بھی اسکے وقت میں قائم رہی اور اسی کے وقت
میں ہی نابود ہوگئی مگر وہ ابتک موجود ہے یہ صریح کرامت ہے ان واقعات

اور درخشان شہابوں کو مدِّ نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیشک اسلام کا خدا حامی ہے جو لوگ شیطان کے مطیع ہو کر دریدہ دہنی اور بیباکی و سفاکی سے اسلام کی توہین کرتے ہیں وہ تو شریر النفس اپنا اعمال نامہ سیاہ کر رہے ہیں سچ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ضایع نہیں کرتا اگر خدا تعالےٰ کا ہاتھ اسپر نہ ہوتا تو وہ ان انقلابوں کیوقت کب کا نابود ہو گیا ہوتا۔

بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کرینگے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر خدا کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اسکی قدرتوں کا کون شمار کر سکتا ہے اور کون انسان یہ دعوے کر سکتا ہے کہ اسکی اقتدار کا دایرہ محدود ہے ایسے کمزور اور تاریک ایمان آجکل کے نیچریوں اور دہریوں کے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باواجی کو یہ قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہو گئی ہوں اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے لکھی گئی ہوں اور وہ سب فعل خدا تعالےٰ کا فعل سمجھا گیا ہو کیونکہ قرآن شریف آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک ربانی الہام آسمان سے ہی نازل ہوتے ہیں جب کسی انسان کو حقیقی لگن لگی ہوئی ہوتی ہے تو اسکی تائید میں اللہ تعالےٰ بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے اگرچہ اسکی ذات جلّ الوراء نہاں در نہان عمیق در عمیق ہے تاہم کبھی کبھی اس وجود کی چمکار دنیا پر پڑتی ہے جس سے لہر بہر اور جنگل میں منگل ہو جاتا ہے ہر ایک وجود میں عنصری آگ موجود ہے مگر اس ذات کی شناخت کی ایک آگ بھی ہر ایک سینہ پر رکھی گئی ہے جب بے انتہا دردمندی اور دلسوزی کی چقماق سے وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے تو دل کی آنکھیں حقیقی نور سے منور ہو جاتی ہیں انکو وہ امرت جل (آبحیات) بقدر طلب پلایا جاتا ہے جسکی تلاش میں وہ کوبکو پھرتے ہیں جس نے آجکل بازیوں سے خدا کو پہچانا

اس نے کیا پہچانا اور حقیقت پہچاننے والا وہی ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا روشن چہرہ ظاہر کر دیا ہے تو ایسے ہی سننے والے کبھی خوارق عادت کے ذریعہ سے بھی اللہ کی طرف کھینچے جاتے ہیں تاکہ اسکی کمزوریاں دور ہو کر انہیں اس پار برہم جوتی سروپ پر پورا پورا بھروسہ ہو جاوے پس پھر اس سے کیسے انکار ہو سکتا ہے اور اس سے کیوں تعجب کرنا چاہیے کہ یہ چولہ قدرت سے ہی لکھا گیا ہو چونکہ باوا صاحب طلب حق میں ایک پرندہ کی طرح ملک بملک پرواز کرتے پھرے اور اپنی عمر کو اس راہ میں وقف کر دیا اللہ تعالیٰ اپنے بھگتوں کو ضایع نہیں کرتا اسلیئے انکو وہ چولہ دیا جس پر قدرت کے تمام نقوش ہیں تا انکو اسلام پر پورا پورا یقین ہو جاوے اور وہ سمجھیں کہ بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور کوئی سبیل نجات نہیں سو اونہوں نے اس چولہ کو پہنکر اسکو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیں اور تمام دنیا کو اپنے اسلام پر گواہ

بعض نادان لوگوں نے بغیر کسی کتاب کے حوالے سے محض اپنی شرارت سے یہ بات بنائی کہ وہ چولہ باوا صاحب کو ایک فتح کے بعد ملا تھا جو انہوں نے ایک مسلمان قاضی کیساتھ مباحثہ کیا تھا لیکن ایسے لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس چولہ پر تو قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں اور لکھا ہوا ہے کہ صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اسلام ہی حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں اور خدا وہی سچا خدا ہے جس نے قرآن شریف کو اوتارا پھر اگر باوا صاحب ان آیات کے منکر تھے تو اونھوں نے چولہ کی کیوں اسقدر عزت کی نعوذ باللہ اگر انکے نزدیک یہ کلام ناپاک تہا۔ تو چاہیئے تھا کہ پاؤں تلے ... جاتا اور نہایت بے عزتی کیجاتی اور ایک عظیم الشان جلسہ میں جلایا جاتا تاکہ ہر ایک اس بات سے مطلع ہو جاتا مگر باوا صاحب نے تو ایسا نہ کیا بلکہ ہر ایک کے روبرو فخر یہ منادی دیتے پھرے

کہ یہ خدا کے ہاتھ کا کلام لکھا ہوا ہے اور کلام خدا کی قدرت نے ہی لکھا اور اسکی
قدرت کے ہاتھ سے مجھے پہنایا گیا اور اس کلام کی لوگوں کے دلوں میں اس قدر
عزت جمائی کہ اسکے تمام جانشین اس چولہ کی عزت کرتے رہے اور جب کوئی بلا
پیش آتی اور کوئی سختی نمودار ہوتی یا کوئی عظیم الشان کام کو سرانجام دینا ہوتا۔ تو
اس چولہ شریف کو سر پر باندھکر اور کلام الٰہی جو اسپر لکھا ہوا تھا برکت چاہتے۔
تب خدا تعالیٰ وہ مراد پوری کر دیتا اور اب تک جو عرصہ چار سو سال کا گذر گیا
ہے اس چولہ سے مشکلات کے وقت برکتیں ڈھونڈتے ہیں اور بے اولادوں
کے لیئے لونگ چھوا کر لوگوں کو دیتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اسکی عجیب تاثیرات
ہوئی ہیں غرض وہ برکتوں کے حاصل کرنیکا ایک ذریعہ ہے اور بلاؤں کے
دفع کرنیکا موجب سمجھا جاتا ہے اور صدہا روپیہ کے شال اور ریشمی کپڑے اس
پر چڑھے ہوئے ہیں اور کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے اسکے لیئے وہ مکان بھی بنایا گیا
ہے جس میں آجکل چولہ شریف رکھا ہوا ہے اور اس زمانہ میں نہایت مبالغہ کے
ساتھ لاانتہا برکتیں باوا انگجی نے چولہ صاحب کی لکھی ہیں جو باوا جی کے پہلے
جانشین تھے اور جنکا حال ہم پہلے درج کر آئے ہیں اور چولہ صاحب کا نام بڑی
عزت اور اکرام کے ساتھ جنم ساکھی میں لکھا گیا ہے اور وہاں صاف طور سے
ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کلام جو چولہ صاحب پر لکھا ہوا ہے وہ قدرتی کلام ہے اور اسکو
آسمانی چولہ تسلیم کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام ہے یہی وجہ ہے کہ ایک دنیا اسکی
تعظیم کے لیئے جھک پڑی اور نہایت سرگرمی سے اسکی تعظیم شروع کی۔ اب
بیئے خدا کچھ تو اپنے دل میں سوچو۔ یہ سب عزت و اکرام اور اعزاز ایسے کپڑے
کے لیئے تھا جس پر بقول آپکے نعوذ باللہ کسی مفتری اور دروغگو کا کلام لکھا
ہوا تھا۔ اور یہ سب تعظیمیں ان الفاظ کی تھیں جو بقول آپکے خدا تعالیٰ کیطرف

سے نہیں بلکہ کسی جہوٹے کا اپنا کلام تہا جس مین ہر طرح کی برائیان تہین جسقدر برابر
چارسو برس سے چولہ صاحب کی آیتوں کی تعظیم ہورہی ہے کیا کبھی باوا صاحب کے
ہاتھہ سے ویدکی بھی ہوئی ہے کیا کوئی ایسا چولہ بھی سکھہ صاحبان کے پاس موجود
ہے جس پر وید کی شرتیاں لکھی ہوئی ہون اور اسکی بھی تعظیم ہو رہی ہو جیسا کہ اس
چولہ کی ہوتی ہے جو اس پر بھی ہزارہا روپیہ کے دوشالے چڑھتے ہون اور اس
کی نسبت کہا گیا ہو کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ شرتیاں پرمیشور نے
اپنے ہاتھہ سے لکھی ہین اب یہ کہنا قہر ہے اور حق کو چھپایا جاتا ہے اور یہ سراسر
خلاف واقعہ کہا جاتا ہے کہ باوا صاحب کو ایک قاضی صاحب سے فتح کے طور پر یہ
چولہ ملا تھا حالانکہ وہ کتاب جو عرصہ چارسو برس سے گورو انگد نے جو جانشین ہوا
صاحب کا تہے لکھی ہے جو انگد کی جنم ساکھی کہلاتی ہے جسکے پہلے سکھہ صاحبو ن کے
پاس کوئی ایسی کتاب نہین جو باوا جی کے سوانح کے متعلق ہو اس مین صاف
لکھا ہوا ہے کہ قرآن شریف قدرت کے ہاتھہ سے چولہ پر لکھا ہوا تہا اور ایک بادشاہ نے
چاہا کہ وہ آسمانی چولہ باوا صاحب سے چھین لے مگر وہ چھین نہ سکا اور اس چولہ کی
برکت سے باوا صاحب سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں اب فرمایئے کہ باوا انگد جی
کے بیان کے مخالف اور کونسی معتبر کتاب آپ کے ہاتھہ مین ہے ذرا سامنے
تو لاؤ اور یاد رکھو کہ باوا صاحب سچے مسلمان تھے اور وید کو اپنی صاف بیان
سے گمراہی کی کتاب ٹھہرا چلے تھے اور وہ بابرکت چولہ ان کے اسلام کا گواہ
تھا پھر اب کیونکر اس کھلے کھلے سچ پر تاریکی کا پردہ ڈالدیا جاوے جو شخص ادنیٰ
درجہ کے ثبوت سے انکار کرے اسکا نام تو تعصب ہے اور جو شخص کھلے کھلے سچ کا
منکر ہو بیٹھے وہ بیحیا اور بے شرم ہے مگر مجھکو سکھہ صاحبان سے جو باوا صاحب سے
سچی محبت رکھتے ہیں ہرگز امید نہیں کہ وہ حق پوشی کے لئے بیجا ہاتھہ مار رہے ہیں

سکھ صاحبان کی دریا دلی سے پوری پوری امید ہے کہ وہ نفس مطمئنہ سے کام لیکر وہ باتیں اختیار کرینگے جو باوا صاحب نے انہیں فرمائی ہیں دراصل سچے چیلے وہی ہیں جو گوروکے فرمان پر عمل کرنیکے لیے تیار پر تیار ہو جائیں آہا! وہ نانک کے خاکپا کہاں ہیں وہ کہاں ہیں جو ان سے صدق صفا رکھتے ہیں۔ وہ کہاں ہیں جو اسکے لیے مرتے ہیں اور اسکے داک حکم پر جان قربان کرتے ہیں بھائیو! یہ چلم چلی کا ڈیرا ہے یہ دنیا چند روزہ ہے گوروجی سے انحراف ٹھیک نہیں آہ افسوس بھائیو! ہم اس بات کے تو شاکی ہیں کہ ہمارے عمر کے دن بہت تھوڑے ہیں مگر پھر ہم اس قلیل وقت میں بھی ایسی ایسی بیباکیاں کرتے ہیں گویا ہماری عمر کا کہیں خاتمہ ہی نہیں باوا صاحب تو ہمیشہ جپتا کرتے تھے کتنے چولے انہوں نے جمع کیے تھے آہ حیف ہے ان لوگوں کی سمجھ پر جو ابھی تک حقیقت سے غافل ہیں چاہیئے کہ ذرا دو دن خرچ کرکے ڈیرہ نانک میں چلے جائیں اور چولہ صاحب کی بچشم خود زیارت کریں تو معلوم ہو کہ جس چیز کو حقیر سمجھا جاتا ہے کیا اسکی ایسی ہی عزت ہوا کرتی ہے اگر یہ کہو کہ تعظیم اسلیئے ہے کہ باوا صاحب نے اسکو پہنا تھا اور باوا جی کے ہاتھ اسکو لگے تھے تو ایسا خیال سخت نادانی ہے کیونکہ باوا صاحب اس چولہ سے پہلے ننگے تو نہیں پھرا کرتے تھے کم از کم اخیر زندگی تک ہزاروں چولے پہنے ہونگے پھر اگر باوا صاحب کی پوشش کے لحاظ سے یہ تعظیم ہوتی تو بجائے اسکے انکا کوئی اور چولہ محفوظ رکھنا چاہیے تھا ایسے چولہ کے رکھنے کی کیا ضرورت تھی جس سے لوگوں کو دھوکہ لگتا۔ اور نیز قرآنی آیات لکھنے سے اسکی پاکیزگی پر داغ لگ گیا تھا اور اسپر جو کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ باوا جی اسکے مصدق ہیں۔ اور اسپر ایمان لائے ہیں اگر وہ کلام خدا کا کلام نہ ہوتا تو چولہ اس سے پلید ہو

جاتا۔ کیونکہ اگر قرآن شریف خدا تعالےٰ کا کلام نہیں اور نعوذ باللہ کسی کاذب کا کلام ہے تو بلا شبہ وہ کپڑا پاک نہ رہا جس پر نعوذ باللہ یہ ناپاک کلام لکھا گیا اور پھر وہ جگہ بھی ناپاک ہو گئی جس میں یہ رکھا گیا اور پھر باوا صاحب کو کیا کہئے جو مدت مدید اس چولہ صاحب کو لئے پھرے جس میں پہلی نظر میں ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا نظر آتا ہے چاہئیے تھا کہ وید کی شرتیاں لکھکر کوئی چولہ پہنتے تا کہ اس کی برکت سے مکتی ہو جاتی ایک آرزو کا خون کرنیکے لیئے کئی آرزوؤں کا خون کرنا پڑتا ہے صرف چولہ صاحب سے انکار کرنے سے بہت سے اعتراضات کے مورد ٹھہرے بیشک وہ چولہ اپنی ان تمام پاک آیات کیساتھ جو اسپر لکھی ہوئی ہیں باوا صاحب کی ایک پاک یادگار ہے اور پاک ہے وہ مکان جس میں وہ رکھا گیا ہے اور پاک ہے وہ کپڑا جس پر یہ پوتر آیات لکھی گئیں اور بھی پاک تھا وہ وجود جس نے وہ پہنا۔ اور لعنت ہے اسپر جو اس کے برخلاف کہے اور مبارک ہے وہ جو چولہ صاحب سے برکت ڈھونڈتے ہیں باوا نانک جی کے تبرکات میں سے چولہ صاحب کے بعد جو دوسرا تبرک معلوم ہوا ہے وہ بھی بزبان حال یہی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ باوا نانک صاحب اور ان کے جانشین* درحقیقت مسلمان تھے ٭

مُلتان کا چلّہ

بھائی بالا جی کی جنم ساکھی و دیگر معتبر روایات سے اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ باوا صاحب مکہ معظمہ میں مدت دراز تک رہکر پھر نا چاہا کہ گھر میں جا کر آرام کرے اور بچوں کی محبت میں مشغول ہو بلکہ سیدھا ملتان میں اور شمس تبریز کے روضہ پر

---

* اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں باوا نانک جی سے لیکر ملوا ارجن داس جو سکھوں کے پانچویں گورو ہیں پانچ گوروں تک مسلمان ہونا سکھ صاحبان کی ہی کتب سے ثابت کرونگا آپ اس عاجز کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ میرے معاون ہو آمین ٭

چالیس روز تک چلّہ کیا اور روضہ کے جانب جنوب ہیں وہ مکان ہے جو چلّہ باوا نانک کہلاتا ہے روضہ کی دیوار جنوب میں ایک مکان محرابدار دروازہ کی شکل کا بنا ہوا ہے اسپر یا اللہ کا لفظ لکھا ہوا ہے اور ساتھ اس کے ایک پنجہ بنا ہوا ہے اس شکل پر یا اللہ اس جگہ (ملتان) کے ہندو مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یہ لفظ اللہ کا باوا صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پنجہ کی شکل بھی اپنے ہاتھ سے بنائی تھی دیوار کے ساتھ بائیں جانب مین ایک مکان کا یہ نشان بنا ہوا ہے 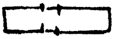 یہ جگہ ڈیڑھ گز کے قریب طول میں اور ایک گز عرض مین ہے اور یہ بات ملتان کے ہندو مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اس جگہ باوا نانک صاحب چالیس روز چلہ میں بیٹھے تھے چنانچہ ہندو لوگ اس جگہ کو متبرک سمجھکر زیارت کرنیکے لیئے آتے ہیں اور ایسا ہی سکھ بھی زیارت کے لیئے ہمیشہ آتے رہتے ہیں اس روزہ کے اندرونی احاطہ مین ایک مسجد بھی واقع ہے اور وہ باوا صاحب کے چلہ سے بہت ہی قریب ہے صرف پانچ چھ قدم کا فرق ہے اور باوا صاحب کا یہ مکان چلّہ رو بقبلہ ہے جس میں چالیس روز تک چلہ میں بیٹھے رہے اور باوا جیکا ورد خدا تعالی کے ناموں مین **ھو** کے نام کا ورد تھا کیونکہ شاہ شمس تبریز کا بھی یہی ورد تھا اور اکثر وہ یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے "بجز یا ہو و یا من ہو دگر چیزے نمیدانم" اور پھر باوا صاحب کا باپ مسمّی کالو اور انکا دادا مسمی مہتہ سوبھا بھی حضرت شاہ شمس تبریز صاحب کے سلسلہ میں مرید تھے

ہردوار کی پہلی سیر

جب پہلی دفعہ باوا جی ہردوار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ بیراگی اور سنیاسی سادھو جو ہندوؤں کی دھارمک کشتی کے ملاح بنے ہوئے تھے انھوں نے بے طرح ہردوار پر پاکھنڈ رچا ہوا ہے ان شوریدہ مغز سنیاسی سادھوں نے فسق و فجور

ان ستھرے شاہون کی کرتوت

کی آڑ مین اپنی روحانیت کا جھنڈا بلند کیا ہوا ہے غرضیکہ ہردوار کا پاک اور پوتر تیرتھ مارے بدبو اور تعفن کے سنڈاس کا نمونہ بن رہا ہے ان کوڑ مغز سادہون اور بیراگیون نے جھوٹ اور فریب کی آڑ مین بجائے برہمچریہ (جو مجرد رہکر تقوےٰ اختیار کرے) بیبچریہ (فسق وفجور) کا پرکاش (تلقین) کر رہے تھے نامحرم عورتون سے آشنائی پیدا کی ہوئی تھی ہر ایک سنیاسی اور بیراگی اپنے پاکھنڈ دغا فریب عیاری مکاری ریاکاری میں ایک دوسرے سے بڑھچڑھکر اور پھر طرہ اسپر یہ کہ باوجود اسقدر فسق وفجور اور مہا پاپ کے انکی لائیف پوتر کی پوتر ان کی قدسیت مین سرِمو فرق نہیں آتا تھا باوجود اسقدر مہا پاپ کے یعنے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونیکے بھی انکا وہی دم خم تھا کیا مجال کہ وہ اپنی کرتوتوں پر ذرا نادم ہو جاوین بلکہ وہ اپنی عیاری مکاری بدکاری کا کھلا کھلا اعلان کرتے تھے اور اس قبیح فعل کا فاعل بیرج داتا کہلاتا تھا جب باوا صاحب نے یہ طوفان بے تمیزی گنگا کی وادی پر دیکھا اور یہ گند جس مین یہ سنیاسی اور بیراگی لت پت ہو رہے تھے باوا جیکی نظر سے گزرا اور دیکھا کہ سنیاسیوں اور بیراگیون کا طبقہ مارے اس مہا گند اور فسق وفجور کے سنڈاس کا نمونہ بن رہا ہے جس کی تعفن سے ان پراچین (قدیمی) دیوتاؤں کی روحیں جو صدیوں سے گنگا جی کے کنارے پر سمادہی کی لگن مین مگن تھیں "الامان الحفیظ" کی صدائیں پکار رہی تھیں تو باوا جی نے اس گند کو سنیاسیون اور بیراگیوں کی جھونپڑیوں کے تہ خانوں سے باہر کھلی ہوا میں نکالنا شروع کیا اور گیان کی بھٹی مین جلانا چاہا

باوا نانک جی نے سنیاسیون اور بیراگیوں کو حسب ذیل شبد میں مخاطب کیا شبد گرنتھ صاحب سے

گھولی گیرو رنگ چڑھایا وستر بھیکھ بھکھاری

کپڑ پھاڑ بنا یا کھنتھا جھولی با یا دھاری
گھر گھر مانگے جگ پرپودے من اندیت ہاری
بھرم بھلانا شبد نہ چینتے جوئے بازی ہاری
استری تجمہ کرکام دو ایا چیت لایا پر ناری
وہن گہر ہی سنیاسی جوگی جھر جیر نی چیت لایا

ترجمہ۔ پہلے گیر و گھول کر اپنے کپڑوں کو رنگا اور ایک پاکھنڈ بنا کر ہاتھ میں بھکشا پاتر (کاسہ گدائی) لیکر در در کے ٹکڑوں کی گداگری کی اور کپڑے کو پھاڑ کر کھنتھا اور جھولی بنائی اور دربدر کے دھکے کہائے اے اندھو! اپنے مکرو فریب اور پاکھنڈ سے لوگوں کو کیوں دھوکا دیتے ہو تم لوگ اس فسق و فجور میں پڑ کر اس حقیقی محبوب سے بہت دور پھینکے گئے ہو اور اس عزیز عمر کو جوئے کی بازی کی طرح ہار رہے ہو اے پاکھنڈیو اسکارو!! دغابازو!!! افسوس ہے تم نے اپنی استری (عورت) کو تیاگ (ترک) کر کے شہوت کو بڑھایا اور پھر ڈبل افسوس ہے اس بات پر کہ تم نے نامحرم عورتوں سے آشنائی پیدا کر کے ایسا کلنک کا ٹھیکہ سہیڑا جو تاقیامت مٹانے سے نہیں مٹیگا۔ مبارک ہے وہ ہردہ (دل) جس نے اپنی خواہشات اور جذبات پر قابو پاکر اس پاربرہم جوتی سروپ کے آگے دعا کے آگے ہاتھ بڑھایا نیکی کی توفیق اور بدی سے بچنے کے لیئے دعا کی بیشک ایسا سنیاسی ہی مبارک سنیاسی ہے

بنارس

اس کے بعد آپ نے بنارس کا سفر اختیار کیا وہاں جا کر دیکھا تو وہاں بھی عجیب در عجیب پاکھنڈوں کے سہارے وہاں کے پانڈوں نے اپنے روزی کے ڈھنگ رچے ہوئے ہیں کوئی ذات پات کے جھمیلے پر ہی لٹو ہے کوئی بت پرستی کی بیہودہ

پرستش میں مگن ہے کوئی ننگ دھڑنگ ہوکر عبادت کرنیکو ہی ہوکش پد (نجات کا درجہ) خیال کرتا ہے کوئی پانی مین کھڑا ہوکر تپسیا (ریاضت) کو ہی باعث فخر سمجھتا ہے تیے کوئی باہر جنگلوں کی رہائیش کو ہی مکتی کا راستہ خیال کرتا ہے غرضیکہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی ڈفلی بجا رہا ہے باوا صاحب نے پہلے تو ایک برہمن جو ذات پات کی تفریق کا شیدائی تھا اسکو اوپدیش کرنا شروع کیا اور سمجھایا کہ یہ ہر دہ چھوت چھات اور چونکا کار (سخت احتیاط سے روٹی پکانا) اور ذات پات کی تفریق سے شانت (اطمینان قلب) نہیں ہوتا اس سے کیا فائدہ جب تک دلی پاکیزگی حاصل نہو ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اگر اندر اینک ئے کار (لاانتہا) کی برائیاں بھری ہوئی ہیں اور یہہ اندریان (حواس خمسہ) طرح طرح کے وشئے وکاروں (فسق وفجور) مین پڑنے کی ترغیب دیتی ہین صرف دیتے ہی نہین بلکہ نارد کی شرن لیکر یعنے شیطان کی تابع ہوکر ایسے ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتی ہین کہ جس سے خدا ہر ایک انسان کو بناہ دے پہلے اپنے نیچ کرموں (قبیح افعال) کی اصلاح کرو جو ہر وقت تمہیں بھرشٹ کر رہے ہیں پہلے تو نفس امارہ ہی ایسے جو ڈومنی ہے اور اپنی لجاجت آمیز باتوں سے طرح طرح کے گناہ کے ارتکاب کی ترغیب دیتا ہے اور پھر سفاکی بمنزلہ قصائی کے ہے بھلا جب یہ چاروں مہان پاپ (کبیرہ گناہ) کے ہترا کرتا (فاعل) ہر وقت تمہارے ساتھ ہین اور تم مین اسقدر قوت نہیں کہ تم ان چار میچھون (ناپاکوں) کو دور کرسکو جو ہر وقت تمہارے ساتھ رہتے ہین تو ان ظاہری صفائی اور ٹیپ ٹاپ سے کیا فائدہ مبارک ہے وہ انسان جو ان چار میچھوں یعنی نفس امارہ۔ سفاکی غیبت اور ناجایز غصہ سے اجتناب اختیار کرتا ہے اور تمام کمندونکو بالائے طاق رکھکر خدا کے آستانہ پر سر خمیدہ کرتا ہے تو اسکا رم رم توحید الٰہی کے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے تو اسپر ذات پات اور چھوت چھات

کے وہمی خیال کی اصلیت کا راز کھلجاتا ہے وہ اس معرفت گیان سے سرشار ہوکر ذات پات کے خود تراشیدہ مسائل کی اصلیت سے آگاہ ہو جاتا ہے کیونکہ ذات پات کی بحث صرف اگیانتا (جہالت) پر مبنی ہے ورنہ "ایک پتا اکیس کے ہم بالک" یعنی ہم سب ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں بیشک جو ایشور سے لگن لگاتے ہیں انکی ذات اعلیٰ ہے اور جو اس پار برہم (خدا تعالےٰ) سے منہ پھیرتے ہیں وہ نیچ ذات یعنی ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں۔

اس کے بعد پنڈت چرنداس جو بت پرستی کا بڑا حامی و مددگار بلکہ اس اگیانتا (جہالت) کی جڑ کا روح رواں تھا باواجی کا اسکے ساتھ بت کھنڈن (رد) پر مباحثہ ہوا۔ اور باواجی نے نہایت احسن طریقہ سے مورتی پوجا کی کچی کہانی پنڈت چرنداس کے ذہن نشین کرائی اور فرمایا کہ دیکھو تم لوگ خود ہی پتھر سے تراش کر مورتی بناتے ہو اور پھر اسکی پوجا (پرستش) شروع کر دیتے ہو یعنی جب کہ تم خود ہی ہرتا کرتا (فاعل) ہو وہ تمہارا رازق اور خالق کیونکر بن سکتا ہے پرنتو اپنے دل میں ذرا بیچار کرو جو مورتی پوجا (بت پرستی) سے چاہتا ہے کہ مجھے مکتی (نجات) حاصل ہوگی تو اسکی مثال اس بیوقوف اور احمق کی سی ہے جو چاٹی میں بجائے دودھ کے پانی ڈال کر اسکو بلونا شروع کرتا ہے اور پھر اس سے یہ امید رکھتا ہے کہ اس سے مکھن نکلیگا مکھن تو اس سے کیا نکلنا تھا الٹا مدانی کیساتھ چاٹی ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے جو بت پرستی سے الہی ملاپ کی اچھیا (خواہش) رکھتا ہے اسکی مثال اس احمق کی سی ہے جو بنجر اور کلر والی زمین میں قلبہ رانی کرکے اس میں بیج ڈالتا ہے اور پھر اس سے یہ توقع رکھتا ہے کہ عنقریب یہ میرا کھیت ہرا بھرا ہو جائیگا مگر اسکا نتیجہ بالکل برعکس ہوتا ہے اسکی محنت ہی اکارت نہیں جاتی بلکہ بیج کا بھی ستیاناس ہو جاتا ہے اے برہمن ذرا اپنے

دل مین ذرا غور کر جو تیرا یہ دعوے ہے کہ یہ بُت تم کو تاریگا بھلا اسکو ذرا دریا مین تو ڈالکر دیکھہ اگر یہ خود اس عملی کسوٹی پر پورا نکلیگا یعنے پانی کی سطح پر تیرنے لگیگا۔ تو تمہارا بیڑا بھی پار کردیگا اور اگر خود ڈوب جائیگا تو یقینی سمجھو کہ تمہارا بیڑا بھی ساتھہ ہی غرق کریگا جب پنڈت نے یہ معرفت تامہ کے گیان کا اوپدیش (وعظ) سنا تو کانوں کے پردے کھل گئے دل مین اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی ایک گونج پیدا ہوئی اپنی پہلی زندگی پر کف افسوس ملنے لگا آیندہ کے لیے ست مارگ (صراط مستقیم) پر چلنے کا عزم بالجزم کیا۔

اس کے بعد باوا صاحب نے ان فقیروں کیطرف جو نگن (برہنہ) رہنے کو ہی عبادت الٰہی خیال کرتے تھے اور جو پانی مین کھڑے رہنے کو ہی موجب مکتی سمجھتے تھے اور جو لق و دق جنگلوں مین رہنے کو ہی نجات کا موجب خیال کرتے تھے مخاطب کرکے کہا کہ ایشور بھگتی (عبادت الٰہی) تم مین نہین ہے اور تم حقیقی نور سے دور بھٹک گئے ہو اگر بقول تمہارے ننگے رہنے مین ہی نجات موقوف ہے تو یاد رکھو کہ سب سے پہلے جنگل کے درندوں کو نجات ملیگی اور تم کف افسوس ملتے رہجاؤگے اور اگر پانی مین رہنے مین ہی مکتی کا دارومدار ہے تو یقینی سمجھو کہ سب سے پہلے مینڈک نجات کا حقدار ہوگا۔ تم منہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہجاؤگے یہ سنکر ان پاکھنڈیوں کی تو آنکھیں کھل گئیں اپنے کئے پر نادم ہوئے گمراہی سے تائب ہوئے۔ وحدہٗ لاشریک کی پرستش شروع کی۔

جگن ناتھہ

جب باوا صاحب سیر کرتے ہوئے جگن ناتھہ پوری (کرشن جی مہاراج کے مندر مین گئے تو اس روز آسمان مین دھند اور غبار تھا اور شام کا وقت تھا

آگے دیکھا تو پجاری بتوں کی آرتی٭ میں مگن ہیں مندر کے مہنت کے ہاتھ میں ایک بڑا چاندی کا تھال ہے اس میں ہیرے اور لال جڑاؤ جڑے ہوئے ہیں تھال کے درمیان سونے کا کندن کیا ہوا شمع دان ہے اور اس شمع دان کے چار مکھ ہیں اور ان میں علیحدہ خوشبودار دھوپ اور شمع کافوری جل رہی ہیں عطر اسطرح چھڑکا ہے کہ تمام مندر عطر سے معطر ہو کر سورگ پوری (بہشت) کا نمونہ بنا ہوا ہے پھول۔ بادام۔ گری گری۔ زعفران اور نہایت اعلیٰ خوشبودار اشیاء بھی سمگری میں شامل ہیں اور اس مندر کا مہنت پانڈہ (بڑا پوجاری) بڑے آن بان کے ساتھ عین مندر کے وسط میں اس تھال کو تھامے ہوئے ہے اور تمام پانڈے بتوں کے آگے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر بتوں کی مہما اور استت کے گیت گا رہے ہیں نہایت خوشبودار پھول عطر اور نہایت اعلیٰ قسم کی نفیس مٹھائی بتوں پر نثار کر رہے ہیں باواجی ایک علیحدہ کونے میں بیٹھکر یہ تمام تماشا دیکھتے رہے جب وہ آرتی ختم کر چکے تو پنڈت نے باواجی سے آکر کہا کہ آپ کھڑے ہو کر ٹھاکر جی کی آرتی میں کیوں مشغول نہیں ہوئے باواجی۔ "آرتی" "بتوں کی آرتی" آہ! تم لوگ آرتی کی حقیقت سے بے بہرہ ہو میرے ٹھاکر جی کی آرتی تو ہر وقت ہو رہی ہے کیا رات کیا دن کیا یہاں کیا وہاں غرضیکہ ہر آن میرے ٹھاکر کی آرتی میں ہے یہ جو ایک طرفۃ العین ہے یہ بھی میرے ٹھاکر جی کی آرتی میں ہی گزر رہا ہے بڑا پانڈہ او وہ تمہارے ٹھاکر کی آرتی کہاں ہے اف! تم تو مسلمان ہو تم تو کرشن بھگوان کے پوتر تیرتھ (پاک جگہ) کو بھرشٹ کرنیکے لیئے آئے ہو پھر باوا صاحب نے ایشور (خدا) کی آرتی (تعریف) کی نسبت ایک شبد میٹھی زبان میں الاپا۔

٭ یہ ایک رسم ہے جو ہندوؤں کے مندروں میں صبح شام ادا کیجاتی ہے۔ منہ

گگن میں تھال روچند دیپک بنے تارکا منڈلا جنک موتی
دھوپ ل آن لوپون چنورو کرے سگل بن رائے پھولنت جوتی
کیسی آرتی ہوئے بھوکھنڈنا تیری آرتی
انہد شبد واجنت بھیری
سہنس تو نین ننا نین ہی تو ہی کو سہنس مورت ننا ایک توہی
سہنس پد بمل نن ایک پد گندبن سہنس
توگند ایو چلت موہی
سب میں جوت جوت ہے سوئے؟
تس کے چانن سب مین چانن ہوئے؟
گورساکھی جوت پرگٹ ہوئے؟
جوتس بھاوے سو آرتی ہوئے؟
ہرچرن کمل مکرند لوبھت منوں ان دنوں موہ آہی پیاسا
کرپا جل دے نانک سارنگ ہوئے جاتے تیرے ناؤ داسا

ترجمہ۔ اے خدا آرتی کے لیے آسمان تیرا تھال ہے ستاروں کے کرتے اس مین موتی جڑے ہوئے ہیں چاند اور سورج یہ دو بڑے لیمپ ہیں جس سے تیری آرتی سمپورن ہوتی ہے یہ تمام خوشبو تیری آرتی کی مہک ہے باد نسیم ہر دو وقت آرتی مین چنور کرتی ہے کل نباتاتی دنیا تیرے پھول ہیں اے نور کے خدا کیسی لطیف تیری آرتی ہے اے خوف کے کھنڈن (رد) کرنیوالے خوشی سے نہ بجی ہوئی سریلی تیرے نقارہ کا کام دیتی ہیں تیری ہزار آنکھیں ہیں پر ایک آنکھ بھی نہیں تیری ہزار سروپ ہیں پر ایک سروپ بھی نہیں تیرے ہزار پاؤں ہیں پر ایک پاؤں بھی نہیں تیرے ہزار سونگھنے کے اعضا ہیں پر ایک اعضا بھی نہیں ہیں تیرے

اس کھیل پر تعجب کرتا ہوں تو جو کہ ہر ایک چیز میں ہے تیرا ہی ہے گورو کی تعلیم سے نور کا ظہور ہوتا ہے وہ چیز جو تجھے خوش کرتی ہے تیری حقیقی آرتی ہے اے خدا! تیرے چرن (پاؤں) کنول کی خوشبو پر میرا دل فریفتہ ہے رات اور دن میں اسکا ابھلاشی (خواہشمند) ہوں اپنی مہربانی کا شربت پیلے نانک کو پلاؤ تاکہ وہ تیری نام میں شانت (مطمئن) حاصل کرے۔

بندرابن

اس کے بعد باوا جی کو بندرابن کی کرشن لیلا (تھیٹر) دیکھنے کا اتفاق ہوا وہاں جا کر انہوں نے عجیب ہی لیلا دیکھی۔ لوگ اس بات کو نہایت فخر سے بیان کرتے تھے کہ کرشن جی مہاراج ایشور کے اوتار (خدا انسانی قالب اختیار کرتا ہے یا خدا کا سروپ انسانی جسم میں حلول کرتا ہے) تھے اور اس کے ثبوت کے لیے یہ دلائل پیش کرتے تھے کہ کرشن جی گوپیوں سے دودھ اور مکھن چھین لیا کرتے تھے اور انکے ساتھ اور بہت سے عجیب عجیب "چونچلے" کیا کرتے تھے اور انہوں نے کنس* اور کالی ناگ† کو مار کر باپ کو جڑ سے اکھاڑ دیا تھا اور کرشن ایک غیر معمولی فطرت کا انسان تھا۔ اسکی پوترتا ئی قدسیت اور روحانیت ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اسے ایشور کا "اوتار" خیال کریں۔ مگر ایک انسان کو ایشور کی پدوی کا مدعی پاکر باوا جی سے ضبط نہ ہو سکا اور باوا صاحب نے برملا اسکی تردید میں یہ شبد فرمایا۔

دائی پیچیلے بخین گر پیر ملاون پھیرن سر

* کنس کرشن جی کا چچا تھا جو نہایت ظالم تھا

† کالی ناگ ایک خوفناک اژدہا تھا جس کے خوف سے وہاں کے لوگ سراسیمہ تھے۔

اوڈ اوڈ راوا اچھلٹے پائے ویکھے لوک ہنسے گھر جائے
روٹیاں کارن پورتے تال آپ پچھاڑے دھرتی نال
گاون گوپیاں گاون کان گاون سیتا راجے رام
نربھو نرنکار سچ نام جاں کا کیا سگل جہان

ترجمہ۔ اے پانڈہ! دیکھ یہ کیسی "اندھیر نگری" مچی ہوئی ہے چیلے تالیاں بجاتے ہیں اور گرو ناچتے ہیں اور پھر رقص کی مستی میں اپنے پاؤں اور سر کو ہلاتے ہیں اور دھول اڑا اڑا کر اپنے سر میں ڈالتے ہیں اور لوگ یہ سوانگ دیکھکر تالیاں بجاتے اور قہقہہ لگاتے ہیں۔ دراصل یہ تمام پیٹ پوجا کے سامان کر رکھے ہیں اسکی اصلیت تو کچھ بھی نہیں یہ خاک اوڑا اوڑا کر اپنے سر میں ڈالتے اور جگ ہنسائی کرواتے ہیں گوپیاں کاہن راجہ سیتا رام گاتے ہیں لیکن ایشور وحدہٗ لاشریک ہے اسکا نام برحق ہے وہ تمام مخلوقات کا خالق ہی نہیں بلکہ رازق بھی ہے اس کی ذات ان جھمیلوں اور پاکھنڈوں سے نیاری (علیحدہ) ہے ناچنا اور کودنا تو دل کا چاؤ ہے یہ تو دل لگی اور دل بہلاؤ کے سامان ہیں ان سے معرفت تامہ حاصل نہیں ہو سکتی معرفت تامہ کا گیان (علم) حاصل کرنے کے لیے خوف الٰہی کا ہونا ضروری ہے مگر تم لوگ تو عاقبت سے بے فکر اور بیخوف ہو کر رنگ رلیاں منا رہے ہو گویا کہ تمہیں موت یاد ہی نہیں ایک طرف تو تم قلت عمر کے شاکی ہو اور دوسری طرف وہ انہونی کارروائیاں کر رہے ہو کہ گویا تمہاری عمر کا کہیں خاتمہ ہی نہیں حقیقی گیان (علم) کے حصول کے لئے پریم (محبت) الٰہی کا ہونا ضروری ہے یہ دل لگی اور تفریح طبع کے سامان یاد رکھو کسی

٭ ہندوستان میں ڈرامے کے اداکاروں کا کوئی اعلیٰ پیمانہ پر انتظام نہیں ہوتا اسلیے جب وہ اپنا ایکٹ ادا کرتے ہیں تو تنگی زمین ہونیکے باعث خاک اوڑ اوڑ کر انکے سر میں پڑتی ہے ۱۲ منہ

کام نہیں آئیں گے خوف الٰہی اور ایشور کا پریم پاپوں کو دھو ڈالتا ہے خوف الٰہی کے بعد انسان کے ہردہ میں ایک سچی تقویٰ پیدا ہوتی ہے جس سے دل پریم کے نور سے منور ہو جاتا ہے نیز بڑے پنڈت دیش بندھو کے ساتھ باواجی کی کرشنا اور راما کے اوتار ہونے پر بحث ہوئی باواجی نے اسوقت یہ شبد فرمایا۔ گرنتھ صاحب سے۔

کیا اوپما تیری آکھی جائے؟
توں سرب میں رہیا لو لائے؛
یوں اوپائے دھری سب دھرتی جل اگنی کا بند کیا
اندھ وہ سر مونڈ کٹایا راون مار کیا وڈ بھیا
جیا اوپائے جگت تہ کیتی کالی ناتھ کیا وڈ بھیا
کستوں پرکھ جو روکون کہیے سرب نرنتر رو رہیا؛
نال کٹنب ساتھ وردا تا برہما بھالن سرشٹ گیا؛
آگے انت نہ پایا تا کا کنس چھید کیا وڈ بھیا
رتن اوپائے دھرے او کھیر میتھا ہور بھکھہ لائی کر اس کیا
کہو نانک چھپے کیوں چھپیا ابکا ابکی ونڈ دیا؛

ترجمہ۔ اے خدایا ہم آپ کی اوپما (حمد و ثنا) کسطرح کریں جل و تھل بحر و بر میں تیرا ہی جلوہ ہے یہ سرشٹی اور اوت پتی (آفرینش) تیری تجلی سے ملے ہوئے ہیں تو نے اپنی رحمانیت سے بہو جیسے امولک رتن کو پیدا کیا جس کی عدم موجودگی سے ایک منٹ میں انسان کے پران ہوا ہو جائیں پھر تو نے اپنی کمال درجہ کی مہربانی سے پانی اور آگ جیسی نعمت غیر مترقبہ جس کے ساتھ انسانی زندگی وابستہ ہے بغیر محنت کے ایسی نعمتیں دین اپنی از حد کرپا اور رحمانیت سے سورج اور چاند جیسے جگت میں اوجالا کرنیوالے امولک رتن پیدا کیے اے دیالو کرپالو ایا

ہم کہاں تک آپکی مہربانیوں کے گیت گائیں آہ افسوس! اس اندھی دنیا نے آپکو کم پہچانا جس میں خدا فوقیت پا ہی (حالانکہ اس کی فوقیت بھی آپ کی الحمد میں رطب اللسان تھی) اسی کو اوتار تھاپ دیا "رامچندر کے" اوتار "تھاپنے میں لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس نے راون جیسے مہا پاپی کو مار ڈالا حالانکہ راون اپنی خواہشات اور جذبات کا غلام بنا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل پر قابو نہ پا سکا کام (شہوت) کرودھ (ناجائز غصہ) کا غلام بن گیا اور انکی تابع ہو کر مہا پاپ (گناہ کبیرہ) کرنے شروع کر دیئے دیکھو" پاپی کے مارنیکو پاپ مہا بلی ہے" یعنی گنہگار کی ہلاکت کے لیئے اسکا گناہ ہی ملک الموت ہے اگر راون جیسے پاپی کو رامچندر نے مار ڈالا تو پھر یہ کونسا معجزہ ہے۔

اس سرشٹی (مخلوقات) کے کرتا (خالق) نے مخلوقات کو پیدا کر کے ان کی قسمتوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اگر کرشن نے کالی* کو مار ڈالا تو اس میں کونسی کبریائی ہے جس سے تم لوگوں نے اسے اوتار تھاپ لیا اے خدا تو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ تیرا کوئی بیٹا ہے "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ" نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا وہ تو اجونی سے بہنگ جنم مرن سے نیارہ (علیحدہ) یعنی تیرے نور سے ہر ایک چیز منور ہے برہما برکتوں کے دینے والے نے اپنے تمام خاندان اور اولاد کے تیری آفرینش کی تحقیقات کیواسطے گیا مگر تیرا انت نہ پا سکا تو بے انت ہیں اگر کرشن نے کنس جیسے سفاک کو مار ڈالا تو اس میں کونسی انوکھی بات ہوئی جس پر تم لوگوں نے کرشن کو "اوتار" مان لیا اے خدایا تو نے اپنی کمال درجہ کی مہربانی سے چودہ "رتن" (جواہر) پیدا کیئے مگر لوگوں نے خیال کیا کہ یہ "چودہ رتن" سمندر کے بلونے سے پیدا ہوئے ہیں اس سے وشنو کو "اوتار" تھاپ لیا

---

* خوفناک اژدہا تھا جس سے لوگ سراسیمہ تھے منہ

کیا یہ "رتن" سمندر کے بونے سے پیدا ہوئے تھے حاشا وکلا بلکہ یہ آپ کی کرپا اور دیا کا نتیجہ تھا اے نانک وہ خدا جسکا جلوہ ہر ایک چیز میں ہے جس کے نور سے یہ مخلوقات منوّر ہے اسے ہم کس طرح چھپا سکتے ہیں وہ نعمتوں کا داتا ہے۔ ہم کسطرح اس کی نعمتوں سے انکار کرسکتے ہیں تب باواجی نے ایک اور شبد پکارا دیکھو گرنتھ صاحب جس میں بتایا کہ اس طرح سے رب العالمین کی حمد وثنا میں رقصاں ہونا چاہیئے۔

پوے تال جالے صالاح مو ریحتا نع نبیاں سن ماہ
وابا بیت یکھا وچھا تھوے انند سچا من چاؤ
ایہا بھگت ایہا تپ ناؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ

ست سنتوکھ وجے دو ہوتال پیرین واجا سدھا تہال
راگ ناد نہیں دوجا بھاؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ

بھو پھیری ہوے من چیت بہندیاں اٹھدیاں نیتا نیت
لیٹن لیٹ جانے تن سواہ ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ
سکھ سبھا وکھیا کا بھاؤ گورکھ سنتا ساچا ناؤ
نانک آکھے ویرا ویر
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پیر

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی رحمانی صفت کے توتال اور سر ہونی چاہئیں اس کے علاوہ اور کسی تال اور سُر میں رقت پیدا نہیں ہوتی خدا کی بندگی کا باجا بجاؤ اور اس کی معرفت کا تنبورہ جب اس طرح کا ناچ ناچا جائیگا تو دل کو بیحد سرور

پہنچیگا اسکے سر اور تال کے پہچاننے کے لیے عبادت اور بندگی اختیار کرو اس طرح کے ناچنے مین سر تال قایم رکھو صبر اور قناعت کے دو تال بجاؤ اور خدا کی مہربانیوں اور برکتون کے ناچنے کے لیئے پاؤں مین گھنگرو باندھو اور توحید الٰہی کے زمزمے زبان سے الاپو اس طرح کے ناچ مین سر تال قایم رکھو اور اللہ تعالے کا خوف بھی ہونا چاہیئے اور اسکے نام کی رٹ ہونی چاہیئے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی حمد و ثنا کے گیت گاؤ اور ایسی بیھنی سرمیں توحید کے زمزمے الاپو حتیٰ کہ وجد آجائے اس طرح سر اور تال کو قایم رکھو جب اس طرح کا ناچنا ناچوگے تو دل کی شانت حاصل ہوگی اور اُس پار برہم کا نام روم روم مین رچ جائیگا نانک پکار پکار کر اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اس طرح کا ناچ قایم رکھو۔

دوسری دفعہ ہردوار مین جانا

باوا صاحب کرتارپور سے وادی کشمیر اور بہت سے دیگر پہاڑی مقامات کی سیر کرتے ہوئے آپ ہردوار کے "کمبھ" میلا پر آئے آکر دیکھا تو لوگ جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں بہت بھیڑ بھاڑ ہے میلا گہما گہمی ہے کمبھ کی رونق عین جوبن پر ہے باواجی نے دیکھا کہ تمام لوگ اپنے پاپ دور کرنیکے لیے گنگا جیکا اشنان کرتے ہین پھر اسکے بعد مشرق کی طرف منہ کرکے پانی اچھالتے ہین اگرچہ اسوقت باواجی ضعیف العمر اور آپکا جسم کمزور تھا مگر آپکے ہر دہ مین مخلوق کی بھلائی کے لیئے خاص تڑپ تھی آپ بھلا اس سنہری موقع کو کیوں ہاتھ سے جانے دیتے یہ دیکھکر آپ بھی فوراً دریا میں کود پڑے اور مغرب کی طرف منہ کرکے پانی اچھالنا شروع کیا لوگوں نے یہ اچنبھے کی بات

دیکھکر تالیاں بجائیں قہقہے لگائے اور آپس میں کہتے کہ دیکھو یہ فقیر طرز عبادت سے بالکل ناواقف ہے اسلیئے ایک خاص جماعت آپکے گرد جمع ہو گئی اور کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں آپکو تبلیغ کا بہت عمدہ موقع ہاتھ آیا آپنے جوابدیا کہ کرتار پور میں میری کھیتی ہے وقت پر بارش نہیں ہوئی اور مرجھا رہی ہے میں اُسے پانی دے رہا ہوں پھر ان لوگوں نے پوچھا کہ کرتار پور کہاں ہے آپنے جوابدیا کہ یہاں سے تین سَو کے فاصلے پر دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے یہ جواب سن کر تمام لوگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور کہا کیسے یہ پانی اسقدر فاصلہ پر جا پہنچیگا۔

"یہ تمہاری حماقت ہے ورنہ اسکا پھل کچھ نہیں" باوا صاحبنے کہا میرے دوستو! سب سے بڑے احمق تو تم ہو اگر میرا پانی میری کھیتی میں جو اسی دنیا میں ہے نہیں پہنچ سکتا تو بھلا تمہارا پانی پرلوک (دوسری دنیا) میں تمہارے پتروں اور سورج دیوتا کو کس طرح جا پہنچیگا۔ بن کی جائے وتورع سے بھی تم ناواقف ہو اے لوگو! ان باطل عقیدوں کو چھوڑ دو اور وحدہٗ لا شریک کی پوجا کرو جو تمہارا رازق اور خالق ہے گنگا کا پانی تمہارے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا بلکہ سچی توبہ ہی گناہوں کی رستگاری کا موجب ہوگی اور اللہ تعالےٰ کی بندگی اور عبادت سے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کرو نیک کاموں کو اپنا شعار بناؤ اس معرفت کے گیان نے انکے جلے ہوئے ہردوں (دلوں) پر امرت جل کی برکھا کی اور وہ آئندہ کے لیئے تائب ہوئے قصص ہند میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے دیکھو قصص ہند صفحہ ۱۶۹

"ایک دفعہ بابا نانک ہردوار کے میلے میں پھر رہے تھے چند برہمنوں کو دیکھا کہ اپنی رسم مذہبی کے بموجب مشرق کی طرف منہ کرکے درختوں کو

پانی دے رہے ہیں کہ پتروں کو اسکا ثواب پہنچے باواجی ان کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور مغرب کو منہ کرکے اسی طرح پانی اچھالنے لگے وہ لوگ انہیں پہچانتے نہ تھے سمجھے کہ یہ کوئی گنوار فقیر ہے پوجا پاٹ کے طریقہ سے بالکل بےخبر ہے چنانچہ ہنسکر کہا کہ بابا یہ کیا کرتا ہے انہوں نے کہا کہ کرتارپور میں میری کھیتی ہے اُسے پانی دیتا ہوں انھوں نے کہا بھلا یہ کیا عقل ہے یہاں سے وہاں تک صدہا کوس کا فاصلہ ہے یہ پانی اتنی دور کیونکر پہنچ سکتا ہے باوے جی نے ہنس کر کہا کہ اگر اتنی دور بھی پانی نہیں پہنچ سکتا۔ تو بھلا کیونکر تمکو امید ہے کہ یہ چار چلو پانی جو یہاں چھڑک رہے ہو دوسری دنیا میں تمہارے پتروں کو پہنچ جائیگا اس کے بعد چند دوہے معرفت الٰہی کے ایسے پڑھے کہ تمام سننے والوں کے دل پانی پانی ہوگئے اور سب نے آکر قدم لیئے۔"

باوا صاحب دہلی میں قید

یہاں وہ پار برہم جوتی سروپ رب العالمین اپنے پیاروں کو معرفت تامہ کے گیان سے سرشار اور پریم کے پیالے سے مگن اور فیض روحانی سے مالامال کردیتا ہے وہاں دوسری طرف وہ اپنے بھگتوں کا گاہے گاہے امتحان بھی لیا کرتا ہے انہیں آزمائش کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھتا ہے کہ انکا تعلق میرے ساتھ کہاں تک ہے انہیں آزمائش کی بھٹی میں ڈالتا ہے جس سے کھرے کھوٹے کی پہچان ہوجاتی ہے اگر وہ اس آزمائشی بھٹی کی تپش کو برداشت کرلیتے ہیں تو اگر وہ پہلے لوہا ہوتے ہیں تو پھر فولاد بنجاتے ہیں اگر سونا ہوتے ہیں تو پھر کندن بنجاتے ہیں سو اس گیان کی کسوٹی اور آزمائش کی

بھٹی میں باواجی کو بھی ڈالا گیا یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ قدیم سے سنت اللہ
بھی ہے یہاں رب العالمین اپنے بھگتوں پر فضل پھر انعام
پھر اکرام کرتا ہے وہاں دوسری طرف امتحان میں بھی ضرور ڈالتا ہے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی قربانی راجہ رامچندر کو ۱۴ سال بن باس (جلا وطنی)
پرہلاد بھگت کا دردناک قصہ اسکو وحدہٗ لاشریک کی پرستش سے باز رکھنے کیلیے
طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں دینا اور انکا طوفان میں چٹان کی طرح قایم
رہنا حضرت یوسفؑ کا رقت انگیز قصہ یہ واقعات ایسے نہیں جو آٹھ آٹھ
آنسو رلائے بغیر رہ سکیں مگر جب یہ خدا کے پیارے اپنے رب کے امتحان
مین ثابت قدم نکلے تو آپ لوگ جانتے ہیں کہ ان پر کیسے کیسے انعام و اکرام
نازل ہوئے کیسے کیسے خوارق عادت معجزات ان سے ظہور پذیر ہوئے
باوا نانک جیکی آزمایش بھی اسی اصول کے ماتحت تھی خاندان لودھی کے عہد
مین بہلول لودھی اور اسکا بیٹا سکندر دونوں بڑے زبردست اور اقبالمند
بادشاہ گذرے ہیں بہلول لودھی نے بہت عرصہ تک سلطنت کی یعنی ۱۴۵۰ء
سے لیکر ۱۴۹۰ء تک یہ بادشاہ ہندوستان پر اوج موج پر تھا راجہ پرجا
(رعیت) دونوں سکھ اور چین سے بسر کرتے تھے بادشاہ کے انصاف اور
ہمدردی سے جنگل مین منگل تھا سکندر کے بعد اسکا بیٹا ابراہیم لودی بڑا بے ہمت
نکلا ظلم و ستم بہت کیا کرتا تھا سلطنت مین ابتری پھیلی ہوئی تھی اس نے باوا
نانک جیکو بھی قید کر لیا باوا جی نے اس آزمایشی بپتا (مصیبت) کو نہایت
خوشی سے منظور کیا اور اس شلوک کا وچار کیا سائی دے نہ ٹل گھٹے جو
لکھیا کرتار" یعنی ایشور کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا جو کچھ دکھ
سکھ انسان کو پہنچتا ہے یہ تمام اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہے جیل مین

نہایت متقی پرہیزگار اور تدبیر ملکی میں بڑا ہوشیار اور اہل علم سے بڑی محبت کرتا تھا اسکے عہد مین

جانے سے پہلے باواجی نے ابراہیم لودی سے مخاطب ہو کر یہ شبد پڑھا

کپڑا روپ سہاونان چھڈ دنیان اندر جاونا ن
چنگا مندا اپنان آپ ہی کیتا پاونا ن
حکم کئے من بھاوندے راہ بھیڑے اگے جاونان
ننگا دوزخ چالیاتاں دسے کھرا ڈراونا ن
کراوگن پچھوتاونان

مطلب - یہ عمدہ عمدہ مخمل اور نین سکھ کے لطیف اور نفیس لباس ہیں اخیر پر یہ تمام یہاں کے یہاں ہی رہجاینگے ایک غریب اور بادشاہ کی قبر کو کھود کر دیکھ لو۔ تو معلوم ہو جایگا کہ اس گاڑھے کے کرتے اور نین سکھ کی قمیص میں کیا فرق آیا ہے بغیر اعمال صالح کے اور کوئی چیز ساتھ نہیں جائیگا جیسا تم اچھا یا بُرا کام کروگے اسکا پھل تمہیں ضرور ملیگا بیشک یہاں تو تم من مانی کاروائیاں کر سکتے ہو خود روی اور خود سری سے کام لے سکتے ہو مگر آگے جس راستہ سے تمہیں گزرنا ہوگا وہ نہایت ہی تنگ راستہ ملپیراط ہے جب تمہیں ننگا کرکے اور تمہاری مشکیں باندھکر جمدوت فرشتے دوزخ کی جلتی ہوئی بھٹی میں دھکیلینگے تو تم اسوقت مارے خوف کے توبہ توبہ کرا ٹھوگے مگر اس وقت تمہاری پکار کوئی نہیں سنیگا روئی کی طرح دھنے جاؤگے اسوقت بہت پچھتاؤگے مگر پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گیئں کھیت یہی وقت ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اگر رات ہے تو دن کا انتظار نہ کرو اگر دن ہے تو رات کا انتظار نہ کرو یہی وقت ہے جس میں تم عاقبت کے لیئے نیک کمائی کر سکتے ہو یہ سنکر سلطان لودی اور بھی مارے غصہ کے آتش ہو گیا اسکے خشم اور سفاکی کی حد نہ رہی آنکھیں سرخ ہو گیئں جیل کے دارغہ کو حکم دیا

کہ اس فقیر کو فوراً جیلخانہ میں لیجاؤ جیل کا داروغہ باوا جیکو جیلخانہ میں لیگیا جنم
ساکھی میں لکھا ہے کہ آپکے چہرہ پر کسی قسم کی اداسی نہ تھی بلکہ آپکا چہرہ
بشاش تھا۔ اور رہ رہ کر قرآن شریف کا یہ زرین اصول آپکے ہردے میں گونج
رہا تھا۔ فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً ۔ بیشک مشکل کے بعد
آسانی ہے غم کے بعد خوشی ہے رنج کے بعد راحت ہے جیلخانہ میں جاکر آپکو
کلمۃ اللہ حق کی پرچار (وعظ) کا بہت عمدہ موقع ملگیا جیلخانہ میں تو جرائم پیشہ
اور مہاپاپی قیدی تھے آپنے انکو معرفت کے گیان کا پرچار کرنا شروع کیا۔ اور
سمجھایا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے جو کچھ یہاں بودگے وہی آگے جاکر کاٹو گے
اگر کسیکو زہر دوگے تو آگے جاکر بھی تمہارے لیئے زہر کا پیالہ تیار ہوگا اگر
امرت دوگے تو آگے تم کو بھی امرت کا پریم پیالہ تیار ملیگا یہ دنیا
چندروزہ ہے یقینی سمجھو پاپ کا پھل پاپ ہے خداتعالے سے روگردانی
اختیار کرنے سے تمام دکھ اور بلائیں نازل ہوجاتی ہیں یاد رکھو جن رشتہ
داروں کے لیئے تم پاپ کما رہے ہو یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے
غرضیکہ آپنے جیلخانہ کے مہاپاپ اور گنہگاروں کو خدا کے پوتر نام کی قدسیت سے
دھونا شروع کیا باوا نانک جیکے پاک وعظ نے قیدیوں کے جلتے ہوئے
دل پر شانت کی برکھا کی انکے گیان کے موحدانہ نور نے بہتوں کے
دلونکو منور کردیا بہت سے قیدی راہ راست پر آئے

باواجی کی رہائی

دربار پر ہم نے ما نیکو یا پہنچایا ہے

ادھر جب سلطان ابراہیم لودی کی سفاکی بیباکی حد سے گزر گئی رعایا تنگ تھی اور اہلکار نالاں تھے بعض امرا جو اس سے بیزار تھے بابر کو جو امیر تیمور کی چھٹی پشت میں وسط ایشیا کے مغلوں اور ترکونکا ایک بڑا مشہور چغتائی سردار تھا اور کابل میں حکمرانی کرتا تھا اسکے ساتھ خفیہ خفیہ پیغام رسانی شروع کی یہ لکھا کہ آپ ہندوستان پر فوج کشی کر کے اس ملک کو تسخیر کر لیں چنانچہ بابر نے ۱۵۲۴ء میں کابل سے آکر لاہور پر تسلط کیا اور پھر دو سال بعد ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ایک مشہور معرکے میں سلطان ابراہیم لودی کو شکست فاش دیکر دہلی پر قابض ہوگیا اسوقت سے ہندوستان کی سلطنت سلاطین افغانیہ کے ہاتھ سے نکل کر سلاطین مغلیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ جب قید کے عالم میں بھی باواجی کے موحدانہ کلاموں نے اپنے نور کا جلوہ دکھلایا تو امرا باواجی پر موہت ہو گئے تو انکو بادشاہ کے سامنے لے گئے بابر اُن سے اچھی طرح پیش آیا اور انکی موحدانہ کلام سن کر بہت محظوظ ہوا کہتے ہیں کہ اسوقت بابر بادشاہ اپنے مصاحبان خاص کیساتھ بیٹھا تھا۔ اور شراب کا دور چل رہا تھا شاہ مذکور نے کہا کہ بابا کو بھی شراب دو بابا نانک نے کہا کہ اسکا نشہ عارضی ہے تھوڑی دیر کے بعد اتر جاتا ہے مجھے ایک ایسا نشہ ہاتھ آگیا ہے کہ کبھی اترتا ہی نہیں مجھے اس سے معاف رکھئے بابر اس لطیفہ کو سن کر بہت خوش ہوا اور باواجی کو رہا کر دیا کہتے ہیں

ذبابر بابا نانک جی نے دعا دی تھی اور کہا تھا کہ سات پشت تک تیری بادشاہت اس خاندان میں رہے گی بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر باوا جی مسلمان ہوتے تو سلطان ابراہیم لودی انہیں قید کیوں کرتے۔

جواب - سلطان ابراہیم کے قید کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ آپ مسلمان نہ تھے مسلمان بادشاہوں اور مسلمان حکومتوں کی طرف سے بعض وقت بڑے بڑے علمائے اسلامی کو دکھ پہنچتے رہے ہیں اور بہت سے معزز علمائے اسلامی نے جنکا نام آج کل دنیا میں عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے اپنا وقت قیدخانوں میں گزارا اور اس امر کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جنکا ذکر اس جگہ ضروری نہیں عام طور سے لوگ بخوبی واقف ہیں حضرت شیخ احمد سرہندی الف ثانی جن کے روضہ کی زیارت کے لیے پچھلے سال امیر حبیب اللہ خان والیٔ افغانستان تشریف لے گئے تھے انکو جہانگیر نے قید کر دیا تھا بہت سے اولیا و مجدد مسلمانوں میں ایسے گزرے ہیں جن کی اب تمام مسلمان عزت کرتے ہیں اور ادب سے یاد کرتے ہیں انکے زمانہ میں انکے ساتھ ایسا ہی یا اس سے بھی بدتر سلوک کیا گیا۔ پس باوا نانک صاحب اگر قید ہو گئے تو انکے قید ہونا اس بات کا ہرگز ثبوت نہیں کہ آپ مسلمان نہ تھے بلکہ یہ امر کہ آپ کے مسلمان پیراؤں میں سے کسی کو مرتد قرار دیکر سزائے موت نہیں دیگئی۔ اس امر کی ایک صاف گواہی ہے کہ آپ کی تعلیم و تلقین اسلام کے خلاف نہ تھی۔

بابا بڈھا ایک روز باوا صاحب بھائی بالا کے ہمراہ جنگل میں اس حقیقی صانع کی مصنوعات کے نکات معرفت کا مطالعہ کر رہے تھے اور تنہائی میں توحید کے زمزمے آلاپ کر اپنے دلکو شانت (اطمینان قلب) کر رہے تھے اس

مرغ زار مین باوا جی نہایت خوشی اور انند کیساتھ ایشور بھگتی میں مگن تھے کہ ایک ہونہار لڑکا جس کی عمر بمشکل بارہ سال کی ہوگی باوا جی کے پاس آیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ چند روز کا عرصہ ہوا ہے کہ ہماری کھیتی پٹھانوں نے تباہ کردی ہم واویلا کرتے اور روتے پیٹتے رہے مگر زبردست کیساتھ کچھ پیش نہ گئی آخر رو دھوکر قہر درویش برجان درویش ہوکر چپ ہو گئے جب ہم انسانوں کے ساتھ جو ہماری طاقت سے کسیقدر زیادہ تھے کچھ مقابلہ نہیں کرسکے تو اس احکم الحاکمین کے فرستادہ ملک الموت کیساتھ کون زور چل سکتا ہے مین ہر وقت اس فکر مین لگا رہتا ہون کہ کسی طرح سے ان دکھوں سے نجات ملے مین نے سنا ہے کہ فقیر ایخ (قسمت) میں میخ لگاتے ہیں اسلیئے مین آپکے حضور عرض کرتا ہون کہ آپ ازراہ لطف کوئی ایسا مجرب نسخہ تبلایئے جس سے اگیان (جہالت دور ہوکر) گیان (علم الٰہی) کا پرکاش (ظہور) ہو حقیقی سکھ اور دائمی راحت نصیب ہو باوا صاحب نے فرمایا کہ ابھی تم بچے ہو یہ مجاہدات کٹھن ہیں جب بڑے ہو گے تو جس چیز کی تم تلاش میں ہو اسے پالو گے تو بھائی بڈھے نے کہا کہ بڑی لکڑیوں کی نسبت چھوٹی لکڑیاں بہت جلد آگ قبول کرتی ہین اگر آپ مجھے کوئی ایسا گر تبلاینگے کہ جس سے حقیقی سکھ اور دائمی راحت نصیب ہو تو مجھے امید ہے کہ مین بسر و چشم عمل کرونگا باوا صاحب نے فرمایا کہ اے بھائی تم تو بڈھوں کی سی باتیں کرتے ہو باوا صاحب نے اسے اپدیش (وعظ) کیا کہ تم کنندوں کو بالائے طاق رکھ کر تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک ہوکر محض اللہ تعالےٰ کے ہو جاؤ اور اسی کے نام کا سمرن کرو باوا جی نے فرمایا گرنتھ صاحب

* اس روز سے آپکا نام بڈھا مشہور ہو گیا۔ منہ

گوبند ملن کی ایہہ تیری بریا
اور کاج تیرے کو اوُ نہ کام
مل سادھ سنگت بھج کہول نام

مطلب ۔ ایشور کے ملاپ کی یہی ایک راہ ہے اسکے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں کہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر سادھ سنگت یعنی نیکوں کی صحبت مین بیٹھو اور رام نام کا سمرن (اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو) اس سے تمام دکھ دور ہو جائینگے حقیقی سکھ اور دائمی راحت نصیب ہوگی یہ معرفت نامہ کا گیان سن بھائی بڈھا کے دل مین عشق الٰہی کے لیئے ایک گونج پیدا ہوئی گورو کے چرنوں (قدموں) پر گر پڑے اور آیندہ کے لیئے باد اصحاب کی صحبت مین رہنے کا عزم بالجزم کیا اور بھائی بڈھا کے نام سے مشہور ہو کر کوئی سوا سو برس تک گورو کیخدمت مین رہکر گورو ہرگوبند کے زمانہ مین انتقال کیا سکھوں میں ان کی بڑی مانتا ہے سکھ لوگ انکا نام بڑی تعظیم سے لیتے ہین بلکہ دوسرے سے چھیٹی بادشاہی تک بھی سب گوروں کو سجادہ نشین کرتے رہے اور گوروں کو گدی تلک دیتے رہے ۔ گورو انگدجی اس کے بعد بھائی لہنا جی جو دیوی پوجا کے بڑے سہایک (مددگار) اور سرگرم لیڈر تھے بھائی لہنا جی ہرسال چار پانسو آدمیوں کی جماعت کو لیکر جوالا مکھی (کوہ آتش فشاں کانگڑہ کی پہاڑیاں) دیوی کے درشن کو جایا کرتے تھے اور راستہ مین "جے لاٹاں والی تیری سدا ہی جے" کے نعرے پکارتے جاتے تھے ایکدفعہ جب آپ اپنی تمام سنگت کو لیکر جوالا مکھی پر دیوی کی پوجا کو جا رہے تھے تو آپکو معلوم ہوا کہ راستہ مین ایک کامل فقیر باوا نانک صاحب براجمان (بیٹھے ہوئے) ہین چونکہ آپکے دل مین سادھو مہاتموں کے ملنے کی ایک لگن تھی اسلیئے آپ

تمام گروہ کو ایک علیحدہ جگہ مین چھوڑ کر خصوصیت سے باواجی کے درشنوں کو آئے آگے باوا صاحب جنگل کی ایک کنج تنہا مین بیٹھے ہوئے ایشور کی لگن مین مگن تھے۔ میٹھی سُر بین توحید کے زمزمے آپ رہے تھے بھائی لہنا نے آکر باواجی کی چرن بندنان (نمسکار) کی اور عرض کی کہ آپ مجھو اپدیش کریں باوا صاحب نے توحید کا وعظ کیا اور کہا کہ اس پار برہم (محیط الکل) کی بندگی کرنی چاہیئے جس کی یاد مین تمام دیوی دیوتا پیر پیغمبر رطب اللسان ہین۔ اور اللہ تعالیٰ کے سمرن (بندگی) سے ہی دیوی دیوتا کو یہ پدوی (رتبہ) ملی ہے باوا صاحب نے ایک توحید کا دوہرہ فرمایا گرنتھ صاحب سے

دوسر کا ہے سمریئے جمے تے مرجا
ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمار

یعنی کسی دوسرے کی پوجا نہین کرنی چاہیئے جو آج ہے اور کل نہین ایک وحدہٗ لاشریک کی پوجا کرنی چاہیئے جو ہمیشہ ایک رس رہتا ہے جس کا جلوہ جل و تھل اور بحر و بر مین ہے جس کے نور سے یہ دنیا منور ہے باواجی کے معجزانہ کلام کے نور سے بھائی لہنا کا سینہ منور ہو گیا دل مین وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی گونج پیدا ہوئی پھر باوا صاحب نے بھائی لہنا کو کہا کہ آپ جس کام کو جاتے ہین جایئے پھر واپسی پر ہمیں ملنا تو بھائی لہنا نے کہا کہ بابا میرا آون جان رہیا ہے یعنے کہاں کا آنا اور کہاں کا جانا مین تو آپ کے در پر دھونی رماؤنگا وہ امول رتن جس کی تلاش مین مینے در بدر کی خاک چھانی وہ گوہر نایاب جس کی تلاش مین مین کو بکو پھرا

آن چیز کہ شبہا بعا خواستمے ❊ صد شکر کہ امروز میسر گشتہ

اب آپ نے میرے سینہ پر معرفت کی لگن کی چنگاری سلگا دی ہے اب تو آپکے

دریہ رام نام کی لوٹ لوٹیگے پھر پچھلائے ہوت کیا جب پران جائینگے چھوٹ
آپنے گورو مہاراج کی وہ خدمت اور سخت سے سخت اور کڑے سے کڑے
مجاہدات مین وہ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی دکھلائی کہ آخر گدی کا تلک آپ ہی
کے مستک پر لگا۔

باوا جیکی حق شناسی

اس حق شناس نے اپنی اولاد مین سے کیکو گدی پر نہ بٹھایا بلکہ اپنے چیلوں
میں سے بھائی لہنا کھتری کو اپنا جانشین کیا اور اسکا نام گورو انگد رکھا یعنی
ذات اور جسم و جان ایک انکی بی بی نے جب یہ حال دیکھا تو انہیں بہت
رنج ہوا ارامچند کی ستری ماں ککئی کی طرح انکے غصہ اور رنج کی کوئی حد نہ رہی
مگر وہاں تو دنیا کی۔ طراوت تھی یہاں روحانیت کی لگن تھی وہاں بے انصافی
تھی یہاں حق شناسی تھی۔ انکی بی بی نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ اپنے فرزندوں
کے ہوتے غیر شخص کو جانشین کرنے سے کیا فائدہ جو کچھ تم کہتے ہو یہ تمہاری
اطاعت کرینگے اسی دن فرش پر چوہا بیجان پڑا تھا انہوں
نے بیٹوں سے کہا کہ اسے اٹھا کر پھینک دو۔ بیٹوں مین سے کسی نے اسے
ہاتھ تک نہ لگایا گورو صاحب نے لہنا کو اشارہ کیا اس نے فوراً حکم کی تعمیل
کی اور چوہے کو اٹھا کر پھینک دیا گورو صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور
اُسے دعائیں دیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ میرا اصلی بیٹا یہی ہے جس نے میرے
حکم کی تعمیل کی اسی طرح ایکدن کا ذکر ہے کہ جنگل میں چلے جاتے تھے دیکھا
کہ ایک مردہ کی لاش پڑی ہے باباجی نے کہا کہ جو میرا صدق دل سے چیلا
ہے وہ اس مردار کو کھائے چنانچہ اور سب کو نفرت آئی مگر بھائی لہنا اسی
وقت جھک کر منہ مارنے لگے پھر دیکھا تو وہ فقط موہن بھوگ یعنی ترحلوہ تھا

لاش مردار کچھہ نہ تھا پھر باوا صاحب نے اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ تو سیوا کا میوہ ہے۔

باوا جی کے انتقال کا مختصر حال

جب باوا صاحب اپنی حقیقی مشن کے پودے کی جڑھ کو زمین مین مضبوطی سے لگا چکے تو آپنے اپنے سکھوں اور مریدوں کی رہنمائی کے لیئے اپنے مریدوں مین سے ایک قابل مرید بھائی انگد جی جس نے حقیقی گیان کے لیئے اپنا تن من دھن ارپن کر دیا تھا منتخب کیا سکھوں کی پستکوں مین لکھا ہے کہ بھائی انگد جی روحانیت کے رنگ مین رنگین اور معرفت تامہ سے سرشار اور گیان کے بھنڈار سے لبریز اور پریم کے نور سے منور تھے انکو گوروبائی کی گدی (سجادہ نشینی) دیکر آپ بیکنٹھ دہام (بہشت) کو سدھارنیکے لیئے طیار ہو گئے چنانچہ اسوج بدی دسمی ۱۵۹۶ بکرمی مطابق سنہ ۱۵۳۹ء یا سنہ ۹۴۳ھ کو اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عمر باوا صاحب کی تاریخ ولادت اور وفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے ۷۰ سال کی عمر پائی اور باوجود اتنی عمر کے مرتے وقت تک آپ کے ہوش اور قوے درست تھے۔

باوا جی کے اوپدیش اور تصنیف کا خلاصہ

باوا جیکا کلام معرفت الٰہی سے پر ہے تصوف کا خزانہ ہے اسکا مختصر بیان تو باوا جی کے حالات مین آگیا مگر پھر بھی یہاں کچھہ افادۂ عام کیلیئے گرنتھہ و جنم ساکھی سے اقتباس کرکے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

اخلاق جتنے نبی دنیا مین تشریف لائے جسقدر بزرگ ہادی رہنما ہوئے سارے خلیق رہے سب ملنسار تھے یہی سبب ہے کہ انکے مذہب جاری ہوگئے اور لوگ آجتک انکے نامونکو بڑی شردھا اور تعظیم کیسا تھ لیتے ہین باوا صاحب بڑے پاکباز نیک شعار اور نیکو کار تھے آپ کریم الاخلاق تھے جب کسی غیر مذاہب والے کے ساتھ آپکا واسطہ پڑتا خواہ وہ ناستک (دہریہ) ہی کیوں نہو آپ بڑی حلیمی اور پیار سے اسکے عقیدے کا کھنڈن کرتے آپکا طرز بیان دلکو لبھالیتا تھا یہی وجہ تھی کہ سامعین کے دلون پر وہ شیرین کلام نقش فی الحجر ہوجاتا تھا آپکے اخلاق علوی کا دایرہ یہانتک وسیع تھا کہ جس کے ساتھ آپکو دوچار منٹ بھی گفتگو کرنیکا اتفاق ہوا۔ وہ سوجان سے قربان ہوگیا آپکے دست مبارک یتیموں اور مسکینوں کی ہمدردی مین ہمیشہ لگا رہتا تھا آپکے کلام مین ایک خاص قسم کی حلاوت تھی جوکہ پتھر دل کو بھی موم کرلیتی تھی لامذہب اور ناستک بھی آپکے کلام کو بڑی چاہت سے سنتے اور مستفید ہوتے آپنے مندروں کے بڑے بڑے تیرتھوں پر جاکر مورتی پوجا اور دیگر پاکھنڈوں کا اس طرز سے رد کیا کہ پانڈے باوجود اس بات کو سخت برا منانے کے بھی آپکے شان مین کوئی سخت کلامی نہ کرتے۔

توحید کے زمزمے خدا اوصاف الٰہی مین یوں ارشاد فرماتے ہیں

ایک اونکار ست نام کرتار پرکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی
سے بھنگ گور پرشاد جپ آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ نانک
ہوسی بھی سچ

مطلب ایشور وحدہٗ لاشریک ہے کوئی اسکا ثانی نہیں کل کائنات کے پیدا کرنیوالا اور پھر سب عالم کو نابود کرنیوالا وہی ایک ہے ایشور ازلی ابدی ہے

عدم اور نیست سی بری ہے وہ خالق کل ہے پر شیعہ بیم و خوف سے بری ہے
کسی دوسرے سے اس کو خوف نہیں وہ لاثانی اور لاشریک ہے تو پھر
خوف کس سے ہو چونکہ ایشور لاشریک ہے اسلیے اسکو کسی سے عداوت نہیں
عداوت تو ہمسر اور دوسرے سے ہوا کرتی ہے وہ قایم بالذات اور انذسروپ
ہے کسی سے اسکو احتیاج نہیں پھر عداوت کہاں سے پیدا ہو وہ موت سی پاک
ہے یعنی ذات حق حی لاموت ہے مرنا وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے نہ وہ کبھی پیدا
ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے ہمیشہ ایک ہی رس رہتا ہے چنانچہ لاموت ہونیکی علت
کو گورو جی نے آگے صراحت سے بیان فرمایا ہے گورو صاحب فرماتے ہیں
کہ پرمیشور لاموت یعنی موت سے پاک ہے آپ اسکا بیان فرماتے ہیں کہ وہ
فنا سے بھی پاک ہے باوا صاحب کے ان بچنوں سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کہ
ایشور جون میں نہیں آتا پس ان لوگونکا عقیدہ غلط ہے جو کہتے ہیں کہ پرمیشور
"اوتار" (یعنی انسانی قالب میں حلول کرکے) ہوکر دنیا کا بیڑا پار کرتا ہے۔ ان
لوگونکو باوا جی کے اس شلوک سے سند پکڑنی چاہیئے تمام صفات کا ملہ کا منبع ایشور
جو سراپا مہربان ہے اسی کا ورد کرنا چاہیئے وہ ظہور عالم سے پیشتر حق اور
ظہور کیوقت میں بھی حق تھا جسطرح وہ زمانہ ماضی میں حق تھا اسی طرح زمانہ حال
میں بھی حق ہے اے نانک آیندہ بھی وہ حق رہیگا۔ آگے اور ملاحظہ فرمایئے

بھے وچ پون وہے سد واؤ ٭ بھے وچ چلے لکھ دریاؤ
بھے وچ اگن کڈھے وی گاہ ٭ بھے وچ دھرتی دبے بھاہ
بھے وچ سورج بھے وچ چند ٭ کوہ کروڑی چلت نہ انت

مطلب یعنی اس خدا کے حکم کے ماتحت قسما قسم کی ہوائیں چلتی ہیں اسکے
حکم کے اندر لکھو کھہا دریا بہ رہے ہیں اور اسی کے حکم میں اگنی چلتی ہے

اور اسکے حکم کے ماتحت زمین میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہے اسکے حکم کے اندر سورج چاند کا پرکاش ہوتا ہے اور اسکے حکم کے انوسار کروڑوں میں اپنی مہور پرگشت کرتے ہیں۔ تمام چیزونکا خالق خدا ہے۔

پون اپائے دھری جن دھرتی جل اگنی کا بند کیا
اندھے دہسر موند کٹایا۔ راون مار کیا وڈہ بھیا
کیا مہما تیری آکھے جائے توں سرب ہیں رہیا لولاگ
جیاں اپائے جگت ہری کیتی کالی ناتھ کیا وڈ بھیا
کس تعن پورکھ جور کیوں کہئے سرب نرنتر رو رہیا

ہے پرمیشور تو دھن ہین تونے اپنی رحمانیت مین ہوا اور پانی اور آگ پہ چکر پرتھوی کو دہارن کیا ہے اگرچہ راجہ رامچندر نے دہسر جیسے مغلوب الشہوت اور گری ہوئی خواہشات کے غلام کو مار ڈالا تو اس مین کونسی وڈیائی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ رامچندر پرمیشور نہ تھا ہے رب العالمین ہم تیری حمد و ثنا نہیں کرسکتے جل و تھل اور بحر و بر مین آپکا ہی جلوہ ہے یہ خلقت آپ کے ہی نور سے منور ہے ہے پرما تما ہم تیری کیا تعریف کرین تونے تمام چیزونکو پرگٹ کیا ہے ہے پرمیشور کیا ہم آپ کو پرکھ (آدمی) کہیں یا ناری (عورت) تو تو جنم مرن سے رہت ہے جو نوں سے نیارہ ہے تو تو لم یلد ولم یولد ہے تونے اپنے نور سے تمام جہان کو منور کیا ہے۔

اوتار کا کھنڈن

روے رام نکالا بھیا رست لچھمن بچھڑ گیا۔

جب رامچندر اور لچھمن سے سیتا بچھڑ گئی تو رامچندر نے سیتا کی جدائی

مین ولی باپ اور ہاہا کار کرنا شروع کیا روتے روتے ہچکیاں بند گئیں بھلا کبھی خدا بھی رویا کرتا ہے رامچندر سیتا کی جدائی مین روتے تھے اسلیئے وہ پرمیشور نہ تھے آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔

برہما بشن مہیش دوا سے ٭ اوہ بھی سیویں لکھ اپارے

مطلب۔ برہما وشن اور شو اس سرو شکتی مان کے بھکشاری ہیں جو بھکشا پاتر (کاسہ گدائی) لیکر اسکے (خدا) کے در پر بھکشا مانگ رہے ہیں۔

مورتی پوجا کا کھنڈن

باوا صاحب نے ہندوؤں کے تیرتھوں پر جگہ بجگہ پھر کر بڑے زور سے مورتی کھنڈن یعنے بت پرستی کے رد کا وعظ کیا ہے سو بت پرستی کے کھنڈن کے چند شلوک ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

سالگرام بت پوجا بناوُ سکت تلسی مالا ٭ رام نام جب بیڑا باندھیو دیا کرو دیالا
کاہے کلر ابجو جنم گوا وڈ ٭ کاچی ڈھک دیوال کاہے گہلاوُ

ترجمہ اے لوگو! تم بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو اس وحدہٗ لاشریک کے جاپ سے ہی بیڑا پار ہوگا وہ دیالو اسی وقت دیا کریگا وہ رحمٰن اسی وقت اپنی رحمانیت کی بارش برسائیگا جب تم کمندوں کو توڑ کر اس کے ہو جاؤگے بتوں کی پوجا کر کے کیوں تم کلر والی زمین مین بیج بو رہے ہو یہ تمہاری ریت کی دیوار پانی پر ہے اپنے آتما کو شدھ کر پھر پرماتما کا ملاپ ہوگا آگے پھر اور ملاحظہ فرمایئے۔

• گھر نارائن سبھا نال۔ پوج کرے رکھے نہ وال
گنگو چندن پھول چڑھائے۔ پیریں پیپے بہت منائے
منواں منگ منگ پہنے کھائے۔ اندھی کمین اندھ سزائے

بھکھیاں نہ مریاں رکھے - اندھا جھگڑا اندھی ستھے

ہندوؤں پیسیا اٹیشور سے بے مکھ (منہ پھیرلیا) ہوگئے ہیں ہر ایک اپنے گھر میں بتوں کی پوجا کرتا ہے بت کے آگے کیسر اور چندن اور پھولوں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور انکے آگے ماتھا رگڑتے ہیں اور پھر اسکے پجاری لوگ لوگوں سے پیسے بٹور بٹور کر کھاتے ہیں ہمیشہ اندھوں کے کام اندھے ہی ہوتے ہیں یہ مٹی کا مادھو (بت) نہ تو بھوک کیوقت کچھ سہایتا (مدد) کر سکتا ہے اور نہ ہی مرنے سے بچا سکتا ہے بتوں کی پوجا کرنیوالے تمام کے تمام اندھے اور اول درجے کے بیوقوف ہیں

تیرتھ یاترا سے بیزاری

ہندوؤں میں یہاں اور اوہام پرستی کی تومار پڑی ہوئی ہے وہاں تیرتھ یاترا بھی ہے ہندوؤں کے تعداد میں ۶۸ تیرتھ (مقدس مقامات) ہیں - اور ہندو لوگونکا اعتقاد ہے کہ تیرتھ یاترا سے ہمارے گناہونکا پراشچت (کفارہ) ہو جاتا ہے سو باوا صاحب بڑے زور سے اس کی مخالفت کرتے ہیں شبد ملاحظہ

بھریئے ہتھ پیر تن دہ ؛ پانی دھوتیاں اترس کھے
موت پلیتی کپڑ ہوئے ؛ دیکھ سبون لئے اودھوئے
بھریئے مت پاپاں کے سنگ ؛ اودھو پے ناواں کے رنگ
پنی پاپی آکھن ناہیں ؛ کر کر کرنا لکھ لے جاہیں
آپے بیجے آپے ہی کھائے ؛ نانک حکمی آوے جائے

مطلب - اگر ہاتھ پاؤں کو میل لگ جائے - تو پانی کیسا تھ دھونے سے اتر جاتی ہے اگر کپڑے وغیرہ بول براز سے ناپاک ہو جائے - تو وہ صابون سے پاک ہو جاتا ہے

اسی طرح اگر انسانی ہردہ (دل) طرح طرح کے پاپوں اور گناہوں میں مبتلا ہو کر آلودہ ہو جائے تو وہ ایشور کے گیان سے صاف ہو جاتا ہے تیرتھ یاترا سے ہرگز ہرگز تزکیہ نفس نہیں ہوتا بلکہ سچی توبہ ہی گناہوں سے رستگاری کا موجب ہے معرفت کی لگن سے ناپاک سے ناپاک دل بھی الٰہی نور سے منور ہو جاتا ہے جو کچھ یہاں بوگے وہی آگے کاٹو گے اے نانک ایشور کے حکم کے ماتحت ہی پیدا ہونا اور مرنا ہے۔ آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔

تیرتھ تپ دیا دت دان ٭ جے کو پاوے تل کا مان
سنیاں منیاں من کیتا بھاؤ ٭ امرت گت تیرتھ مل ناؤ

ترجمہ۔ حقیقی تیرتھ تو عبادت الٰہی اور ہر ایک سے محبت کیساتھ پیش آنا ہے خیرات کرنی یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنی ہی افضل تیرتھ ہے مبارک ہے وہ جسم جو ایسے مبارک تیرتھ کی یاترا کرتا ہے۔ ایشور کی مہما (حمد) سنو اور اسپر یقین کرو اور اس قدوس کے نام کے ورد کیساتھ خوب مل ملکر نہاؤ جس کہ دوم ادم کی میل کٹ جائے آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔

جے کارن توں تیرتھ جائیں ٭ رتن پدارتھ گھٹ ہی ماہیں

اے لوگو جس چیز کیخاطر تم تیرتھوں کی خاک چھانتے پھرتے ہو وہ امولک رتن (گوہر نایاب) تو تمہارے اندر ہی ہے جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے۔ پھر آگے اور ملاحظہ فرمایئے

گنگ بنارس صفت تمہاری نہاوے آتم راؤ
سچا نہادن تاں تھیئے جاں اہنس لاگے بھاؤ

اے جوتی سروپ تیرا نام قدوس ہے تو ہی جامع صفات کا ہدکاری ہے گنگا اور بنارس تیرے نام کی تعریف ہے آگے اور لیجئے۔

من مندر تن دیس قلندر گھٹ ہی تیرتھ نادان
ایک شبد میرے پیران بست ہے بہوڑ جنم نہ آوان

ترجمہ - جسم کا سروپ تو میرا مندر ہے جس مین بھیس دھارن کرکے اُس قدوس کے نام کے وردسے خوب مل مل کر نہا رہا ہون اونکار واحدہٗ لاشریک کا نام میرے روم روم مین رچ گیا ہے آگے ایک اور شلوک ملاحظہ فرمایئے۔

ایک ان نہ کھاوین - تیرتھ نہاوین
اک اگنی جلاوین دیہہ کھپاوین
رام نام بن مکت نہوئے کت بدھ پار لنگھاوین

ایک گروہ تو تیرتھ یاترا کو ہی مکتی کا موجب خیال کرتا ہے دوسرا گروہ نرادھار یعنے اناج سے پرہیز کرنے مین اور بنون کے قندمول (جنگلی پھل) کھا کر گزارہ کرنیکو ہی نجات کا باعث سمجھتا ہے تیسرا گروہ آگ کی دہونی تپنے کو ہی اپنا اودھار (نجات) سمجھتا ہے مگر باوا نانک صاحب فرماتے ہین اے لوگو! کانون کے پردے کھول کر سنو اس وحدہٗ لاشریک کے نام کے بغیر ہرگز ہرگز نجات نہین ہوگی اس دنیا روپی سمندر سے پار ہونیکے لیے اس وحدہٗ لاشریک کے نام کے جہاز پر سوار ہونا پڑیگا۔

شرادھ کھنڈن

باواجی کے گنگا مین اپنے کرتارپور کی کھیتی کو پانی دینے کی (Brilliant example) درخشان مثال سے اس بات کا کھنڈن نہایت احسن طریقہ سے کردیا تھا کہ تمہاری یہان کی دی ہوئی اشیاء تمہارے پترون کو نہین پہنچ سکتی اس سے صاف ظاہر ہے کہ باواجی نے شرادھ کا کھنڈن ہی

کیا ہے جیسا کہ باوا جی کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔

آپے بیج آپے ہی کہائے ؛ نانک حکمی آوے جائے

ترجمہ جو کچھ یہاں بوؤ گے وہی آگے کاٹو گے پیدا ہونا اور مرنا تو الہی حکم کے ماتحت ہے آگے اور ملاحظہ فرمائیے جب ہندؤں میں کوئی فوت ہو جاتا ہے تو لوگ اسکا دیوا کریا کرم ہردوار میں جا کر پنڈ تیل وغیرہ کروا تے ہیں سو باوا جی نے اس کی سخت مخالفت کی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

دیوا میرا ایک نام دکھ وچ پایا تیل ؛ اوہ چانن اوہ سکھیا چوکا جم سیوں میل

لوکا مت کو پھکڑ پائی

پنڈ پتل میری کسو کریا سچ نام کرتار ؛ ایتھے اوتھے آگے پیچھے ایہو میرا آدھار

گنگا بنارس صفت تمہاری ناوے آتم راؤ ؛ سچا نہاون تاں تھیوے جاں اہنس لگے بہاؤ

ترجمہ اس جوتی سروپ کا نام ہی میری جوت (چراغ) ہے اور دکھ کا اس میں تیل ڈالا ہے وہ دکھ روپی تیل جلیگا اور سینہ کو وحدہٗ لاشریک کے نور سے منور کریگا۔ اور اس سے زندگی سپھل ہو جائیگی اے لوگو! پاکھنڈ بازی مت کرو جسطرح لاکھوں مردوں کو لکڑیاں جلا کر بھسم کر دیتی ہیں اسی طرح کرو ڑوں پاپی اس قدوس کے نام روپی نور سے معرفت کے گیان سے منور ہو جاتے ہیں میرا پنڈ پتل اور کریا کرم اس پار برہم کے نام کا ورد ہے دنیا اور عاقبت میں آگے اور پیچھے تیرے ہی نام کا سہارہ ہے اے پار برہم آپکے حمد و ثنا کے گیت گانا ہی میرے لئے گنگا اور بنارس ہے اس میں میرا آتما اشنان (غسل) کرتا ہے اے لوگو سچا اشنان یہی ہے جب ہم دنیاوی آلائشوں سے علیحدہ ہو کر رات دن تیرے ہی پریم میں لگجاویں برہمن پاکھنڈ سے چھوٹا سا پنڈ* (لڈو) بنا کر کھاتا ہے اے نانک سمجھو ایشور

* ہندؤں کے ہاں جب کوئی مرجاتا ہے۔ تو اسکے وارث برہمن کو لڈو بنا کر دیتے ہیں۔

کی کرپا کا ایسا بند در کار ہے جو کبھی ختم ہی نہ ہو اسکے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔ کہ باوا صاحب برہمنوں کی پاکھنڈبازی کا کچا چٹھا کن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں

پڑھ پستک سندھیا بادنگ ؛ سل پوجس بگل سمادنگ

مکھ جھوٹ بھیوکھن سارنگ ؛ ترے پال تہال بچارنگ

گل مالا تلک لائنگ ؛ دوے دھوتی بستر پائنگ

جو نانک ہنجو دھاوے ؛ ون ست گو رواٹے نہ پاوے

ترجمہ برہمنوں نے عجیب پاکھنڈبازی رچا رکھی ہوئی ہے سندھیا اور پستک بیفائدہ پڑھتے ہیں پتھر کی پوجا کرتے ہیں اور بگلے بھگت کی طرح آنکھیں بند کرکے سمادھی لگاتے ہیں منہ سے جھوٹ بولتے ہیں دلوں میں عیاری مکاری۔ ریاکاری ہے گلے میں مالا پہن رکھتے ہیں تلک لگاتے ہیں دھوتی اور انگوچھا پہنتے ہیں اے برہمنو! اگر تم انہیں کرتوتوں سے نجات ڈھونڈتے ہو تو یہ بالکل بیفائدہ ہے پہلے دل کو کپٹ اور پاپ سے صاف کرو۔ پھر کسی ہادی کی اوٹ لو۔ اور وحدہٗ لاشریک کے نام کا سمرن کرو بغیر وحدہٗ لاشریک کی پرستش کے نجات ہرگز نہیں ملیگی

یوگیو پویت (جنئو) اور باوا صاحب

زنار بندی ہندوؤں میں ایک ایسی رسم ہے جسکا انگی کار کرنا (پہننا) ہر ایک ہندو کا فرض اولین ہے اسوقت باوا صاحب کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ جب پنڈت ہردیال کو باوا صاحب کے یوگیو پویت (زنار بندی) کے لیئے بلایا گیا باوا صاحب نے پنڈت سے پوچھا کہ اس زنار بندی سے کیا فائدہ؟

تو پنڈت نے جواب دیا۔کہ اس سے آپ میں پوترتائی اور پاکیزگی پیدا ہوگی اور جو آدمی جنئو نہیں پہنتا وہ دہرم پدوی کو حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کا نام ہندو دہرم کی سیٹے میں آویزاں ہوسکتا ہے۔ یہ دہرم شاستر کا حکم ہے۔ تسپر بلوا جی نے یہ شبد کہا۔

چونکڑ مل آئنیاں بہو چوں کے پایا
سکھاں کن چڑھیاں گور برہمن تھیا۔
اوہ مویا اوہ چڑھا پیا دے تگے گیا۔
لکھ چوزیا لکھ اچاریاں لکھ کوڑیاں لکھاں
لکھ ٹھگیاں پہنیاں راتدں سوجہاں نال
کہوکرا وں کھایا سب کو آکھے پائیے۔
ہوئے پرانا سیٹے بھی پھر پائیے ہور

ترجمہ دھاگا کات کر اور بٹ دیکر برہمن کہتا ہے۔کہ یہ جنئو ہے اور اس سے دہرم شکتی حاصل ہوتی ہے یہ تو جنئو کی اصلیت ہے۔ پاپ کمانے سے کس طرح اطمینان قلب حاصل ہوسکتا ہے۔ دیا دہرم کا مول ،، نہ کہ جنئو یعنی رحم دہرم کی جڑھ ہے جنئو نہیں اس رسمی جنیو کو تو ہمارا دور سے ہی سلام ہے۔ اور ہمیں تو کوئی ایسا جنیو درکار ہے جس میں مہربانی کی کپاس ہو اور صبر کا سوتر ہو تقوے کی گرہیں ہوں۔ اور طہارت کا بٹ ہو ہم تو ایسے جنیو کے خواہشمند ہیں ایسے جنیو کے پہننے سے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے ؛

باوانانک صاحب
اور
ہندوؤں کی پاکھنڈ بازی

باوا صاحب نے ان شلوکوں میں برہمنوں کے پاکھنڈ کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ کسطرح بھولے بھالے لوگوں کو دھوکا دیکر اپنی پیٹ پوجا کرتے ہیں اور پھر ہندو جاتی ان اندھا دھند ساحروں پر اعتبار کرکے ظلمت کے گڑھے میں جارہی ہے وہ شلوک یہ ہیں۔

پڑھ پستک سندھیا باونگ ۔ سل پوجس بگل سما دھنگ
مکھ جھوٹ بھیبوکھن سارنگ ۔ ترے پال تہال بچارنگ ؎
گل مالا تلک لانگ ۔ دوے دھوتی بستر کپانگ ؎
جے جانس برہمنک کرمنگ ۔ سبھ پھوکٹ سنچو دھرنگ ؎
کہو نانک نسچو دھیاوے ۔ بن ستگور واٹ نہ پاوے

مطلب۔ برہمن سندھیا اور پستک بیفائدہ پڑھ رہے ہیں پتھر (بت) کی پوجا کرتے ہیں اور بگلے کی طرح سمادھی لگائے بیٹھے رہتے ہیں پاکھنڈ بازی اور مکاری سے لوگوں کا مال لوٹ لوٹ کر کھاتے ہیں بجائے سچ کے جھوٹ بولتے ہیں بھلا پاکھنڈی آدمی کس طرح سچ بول سکتا ہے۔ انکے اندرونی مکر و فریب کو خدا جانتا ہے گلے میں مالا (تسبیح) اور مستک پر تلک لگا کر دھوتی اور انگوچھا پہنکر لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہیں سو باوا جی فرماتے ہیں کہ اے برہمن اگر تم ان کرتوتوں سے نجات کو ڈھونڈتی ہو تو یاد رکھو یہ بیفائدہ اور فضول راہ ہے۔ یہ تم یاد رکھو کہ جب تک سچے ہادی کی

پیروی نہیں کروگے جب تک تم صراط مستقیم پہ قدم نہیں مارو گے تب تک نجات محال بلکہ نا ممکن۔

اب میں جنم ساکھی یعنی سوانحعمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو ختم کرتا ہوں جس کے پڑھنے سے معرفت نامہ کی گونج پیدا ہوتی ہے اور یہ باوا جیکے اس کلام فیض التیام سے حق شناسی کیلئے جستجو پیدا ہوتی ہے اور ساتھ ہی اسکے مین اپنے بھائیوں (سکھ صاحبوں) سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ وہ راہ اختیار کریں جسپر انکے گورو بلکہ ہم گورو (باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ) نے قدم ملا تھا گورو کی ہدایت پر کاربند ہونا ہی سعادت دارین ہے۔

گورو جس کے ہوں جس راہ پر فدا ؛ وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جبکا

خدا ہی ہے جو ہمارے بھائیوں کے دل مین القا ڈالے تاکہ وہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر اپنے گورو کی ہدایت پر عمل کریں اے خدایا تو سکھ صاحباں کو اپنے نور کی چمکار دکھلا تاکہ وہ نور کی تجلی مین حق کی اور باطل کی شناخت کرسکیں تجھ سے توفیق ہے۔ اے رب الورا تیرے نور سے ہی ظلمت کافور ہوگی سو تو میرے بھائیوں کو اپنے نور سے منور کرتا کہ وہ اپنے گورو کے پیچھے چیلے بنکر بہشت بریں کو حاصل کریں آمین ثم آمین

کیجے نیک نامی جو دیوے خدا ؛ جو دیسے زمین پر وہ ہوسی فنا
دائم دولت کسے ہے شمار ؛ نہ رہینگے کروڑوں نہ رہینگے ہزار
دمڑا اسکا جو خرچی اور کھا ؛ دیوے دلاوے رجاوے خدا
ہوتا نہ راکھے اکیلا نہ کھائے ؛ تحقیق دل دانی وہی بہشت جائے
کیجے تو بہ نہ کیجے گمان ؛ ہمیشہ نہ رہیگی تو ایسی نہ جان
ہاتھی و گھوڑے لشکر ہزار ؛ کبھو غرق ہوتوں کو لاگے نہ بار

دنیا کا دیوانہ کہے ملک میرا ؛ آئی موت سر پر نہ تیرا نہ میرا
کیتے گئے دیکھ باجے بجا ؛ رہے گا وہی ایک سا چا خدا
آیا اکیلا اکیلا چلا یا ؛ چلتے وقت کچھ کام نہ آیا
لیکھا مانگے پھر کیا دیجو جواب ؛ توبہ پکارے تو پاوے عذاب
کیا ظلم دنیا پھر دمڑا کمایا ؛ نہ کھایا کھلایا اجائیں گنوایا
وہ ہونگے پشیمان کریں ملے مائے ؛ چلئے جو درگاہ تو لیئے سزائے
لعنت ہے انکو واں کی کمائی ؛ دغابازی کر دنیا لوٹ کھائی
پئے پیالے اور کھائے کباب ؛ دیکھو رے لوگو جو ہوتے خراب
جس کا تو بندہ وہی نہ جیتا را ؛ دنیا کے لالچ میں صاحب وسارا
نہ کیتی عبادت نہ رکھیو ایمان ؛ کرے نت ظلمی پکارے جہان
دستی اجاڑے پھر نہ بساوے ؛ لیکے پکارے کی داد نہ پاوے
حاکم کہاویں حکومت نہ ہو ؛ دنیا کا دیوانہ پھرے مست ہو
لوٹے ملک عیش و عشرت کمادی ؛ دوزخ کی آتش آخر جلائے
پھرے نہ دیکھے دنیا کے دیوانے ؛ ہمیشہ نہ رہے گی تو ایسی نہ جانے
غفلت کروگے تو کھاؤگے مار ؛ بیٹا اور بیٹی کی لی ہے نہ سار
توبہ کرو بہت کچھ نہ زور ؛ دوزخ کی آگ جلائے گی گور
مشائخ پیغمبر کیتے شاہ خان ؛ نہ ویسی زمین پر نہ ان کے نشان
چلتے کبوتر جناور کی چھاؤں ؛ کیتے خاک ہوئے کو پوچھے نہ ناؤں
چہل گنج جوڑے نہ رکھیو ایمان ؛ وہ قارون بھی آخر ہوا پشیمان
نہ ہر وقت بندے عبادت وسار ؛ سستی و غفلت سے بازی نہ ہار
توبہ کرو ہر وقت کرنے گناہ ؛ نانک اس عالم سے تیری پناہ

ثمرۂ وید

یہ کتاب نہایت عجیب پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ مہابھارت کے زمانہ کا ہوبہو فوٹو کھینچکر دکھلایا گیا ہے رشیوں اور مہارشیوں کی تعلیم پر بھی برقی روشنی ڈالی گئی ہے براہین قاطع و دلائل ساطع سے ہندوؤں کی دینی کتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کرادیا گیا ہے کہ اسلام نے ہندوؤں کو قعر ذلت سے اٹھا کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچایا کتاب کیا ہے۔ وھرم کی کسوٹی ہے۔ قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ مین لکھی گئی ہے کاپیاں لکھی جا رہی ہین انشاء اللہ عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ قیمت ۶؍

پتہ

ایڈیٹر اخبار نور قادیان سے طلب کرو

نور

جس کے دل میں ذرا بھی اسلام کی تڑپ ہے وہ اس بات کو محسو
کر سکتا ہے کہ آجکل کفار نا ہنجار نے کس بیباکی اور سفاکی سے اس
باغ ملت کے جڑوں پر تبر رکھا ہوا ہے جس کے پودوں کی
آبپاشی ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہ کے خون کیساتھ کی گئی تھی ہم نے عیسائیوں او
آریوں کے حملوں سے اسلام کو بچانیکے لئے نور کا ظہور کیا ہے۔ جو
ایکماہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے جس کی سالانہ قیمت صرف عہ
یہ اخبار بفضل خدا دہرم کی کسوٹی دشمنانِ اسلام کی پھوٹی آنکھیں
کھولنے کا مجرب سرمہ سوتوں کو جگانیکا تیز ہنٹر انصاف اور ظلم
معلوم کرنے کا صحیح آلہ تصوف کا گنجینہ اور اسلامی خبروں کا
خزینہ ہے اور جو بوجہ اپنے مفید اور اعلیٰ مضامین کے مذہبی اخبار
میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

نمونہ طلب کرو۔ جو مفت بھیجا جائیگا۔

مینیجر اخبار "نور" قادیان ضلع گورداسپور